

بفیض و عظمیٰ علاء شاہ و مولانا ابوالحسن علی رضا قادری نورانی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فوزِ مبین در حرکتِ زمین

از: علامت حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی

بانتظام
(مع تبیض، تصحیح، فرنگ و نوٹس)

عبد النعیم غزنی (علیگ) مدیر سنی دنیا بریلی شریف



رضا کیڑی
۲۶ کابیکرا سٹریٹ ممبئی ۳
فون: ۲۲۹۶۰۳۷

سلسلہ اشاعت نمبر ۱۹۶ - ۴۰ سن اشاعت ۱۴۱۸ھ

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا

Date 18-5-2012

Accession 182

حرفِ چند

ہم اہل سنت کیلئے یہ بات بڑی شرم کی ہے کہ سیدنا سرکارِ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا قادری برکاتی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ۶۸ سالہ عمر شریف میں جو سرمایہ علم و فن چھوڑا تھا، آج ان کے وصال کو ۸ سال کا عمر گند چکا ہے اور ہم ان کی خدمات کو دنیا کے سامنے پیش بھی نہ کر سکے۔ ہاں ہمارے اکابر حضور مفتی اعظم حضرت صدر الشریعہ اور مولانا حسین رضا خاں ابن استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں، مفتی لعل محمد مدراہی، قاضی عبدالوجید فردوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وغیرہ نے اعلیٰ حضرت کی حقیقی تصانیف شائع کی ہیں وہ ہمیشہ یاد رہیں گی کیوں کہ ان سے پہلے کسی نے اعلیٰ حضرت پر کوئی کام ہی نہیں کیا ہے۔ پھر کافی زمانہ تک خاموشی چھائی رہی اور تصانیفِ اعلیٰ حضرت کو شائع کرنے میں ہم اہل سنت سست رہے اور ہماری توجہ جلسوں، کانفرنسوں کی طرف زیادہ ہو گئی۔ ابھی چند سالوں سے الحمد للہ پھر بیداری پیدا ہوئی ہے اور تصانیفِ اعلیٰ حضرت کو شائع کرنے کا سلسلہ پھر زور و شور سے شروع ہو گیا ہے ہندوستان اور پاکستان کے بعض ادارے جیسے ”المجمع الاسلامی مبارکپور“، ”جامعہ نفل مبارکپور“، ”ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی“ اور ”رضا اکیڈمی مانچسٹر“ قابل ذکر ہیں۔

رضا اکیڈمی پریسیڈنٹ سیدنا سرکارِ حضور مفتی اعظم کا کرم خاص ہے کہ اس نے اب تک ۱۱۶ اکتا میں شائع کر چکی ہے اور اب ۱۰۰ اکتا میں وہ بھی صرف اعلیٰ حضرت کی شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے۔ انہیں کتابوں میں سے ایک کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ ۱۰۰ اکتا میں کا جمع کرنا بھی بڑا مسئلہ تھا لیکن نبیہ اعلیٰ حضرت حضرت مولانا محمد توصیف رضا خاں صاحب، مولانا محمد شرف قادری صاحب لاہور، مولانا محمد شہاب الدین رضوی صاحب، مولانا عبدالستار ہمدانی صاحب، جناب محمد علی رضوی صاحب وغیرہ نے ہمارا تعاون کیا۔ ان کتابوں کا اجراء ۱۰ اکتوبر ۱۴۱۸ھ کو بمبئی میں ہو گا۔ اس میں رضا اکیڈمی کی جانب سے نائب حضور مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی، بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبدالمنان صاحب مبارکپوری، حضرت علامہ مفتی غلام محمد صاحب ناگپوری، حضرت علامہ ارشد القادری صاحب، اور حضرت علامہ مفتی محمد جلال الدین صاحب امجدی کو ان کی دینی و مذہبی اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت میں نمایاں خدمات پر ”امام احمد رضا ایوارڈ“ پیش کیا جائے گا۔

دعا فرمائیں کہ رب تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں ہم آراکینِ رضا اکیڈمی کو مسلکِ اعلیٰ حضرت کا سچا و پکا خادم بنائے۔

اسیرِ مفتی اعظم

محمد سعید نوری

بانی و نگرانِ رضا اکیڈمی۔ ۲۵ رمضان المبارک ۱۴۱۸ھ بمبئی

چند حروف

جانشین مفتی اعظم حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری

فقیہ کوفہ زمین در حرکت زمین کا قلمی نسخہ حضرت علامہ تخبین رضا خاں صاحب قبلہ بریلوی سے تقریباً ۱۸ سال قبل ملا تھا جبکہ تبیض اور اشاعت کا کام عزیز بنی عبد النعیم عزیز بنی کو سونپ دیا تھا۔ فقیہ نے تبیض کے کام میں عبد النعیم عزیز بنی کی شروع میں مدد کی تھی بعد اُنھوں نے پورا نسخہ خود سے نقل کیا اور بیچ بیچ میں جہاں انہیں وقت محسوس ہوتی کبھی کبھی فقیر سے مدد لے لی۔ چونکہ فقیر کیا نسخہ دو روں پر عبد النعیم عزیز بنی بھی جاتے ہیں اس کے علاوہ ان کی دیگر مصروفیات بھی ہیں اس لئے تبیض، کتابت و طباعت میں اتنا عرصہ لگ گیا۔

بہر حال حتی الوسع عزیز بنی عبد النعیم عزیز بنی نے ترتیب و تصحیح کے کام میں کافی محنت کی ہے اور اب گردش زمین کے رد پر جدی الکریم علی حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی نور اللہ مدفہ کی یہ مشہور زمانہ کتاب ہدیہ ناظرین ہے۔

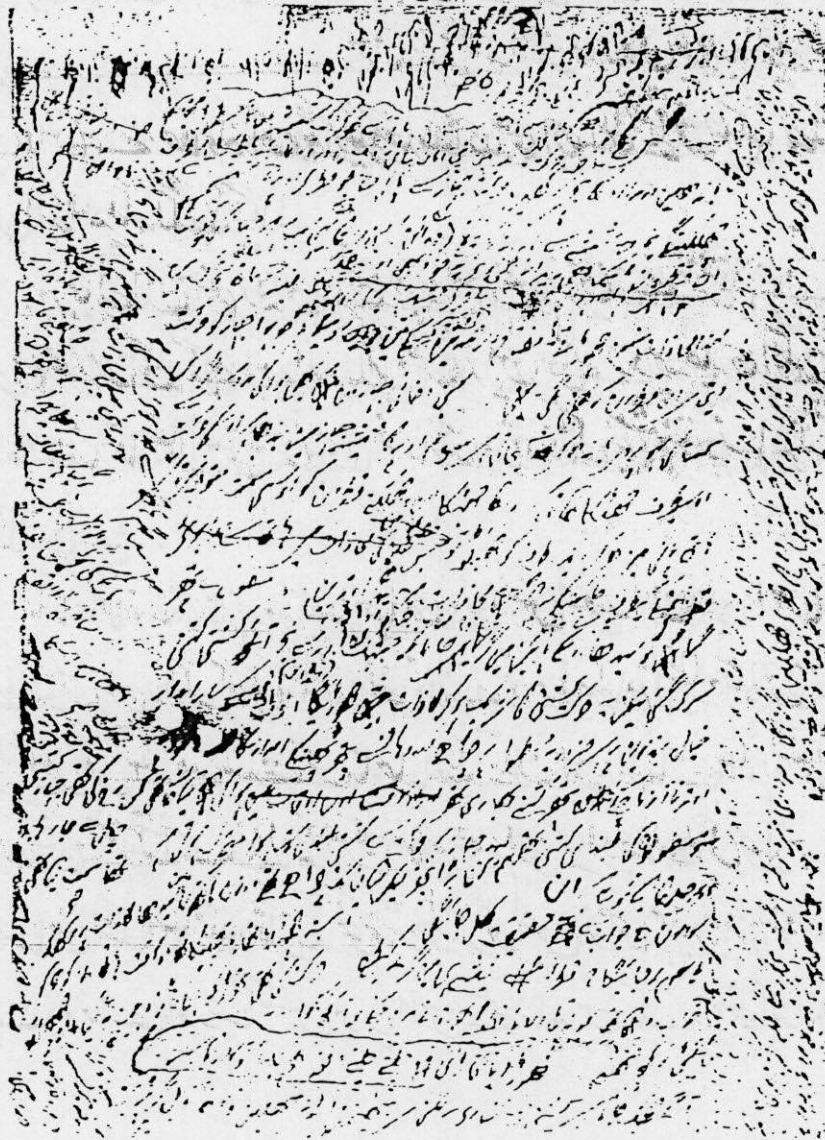
علماء فضلہ پروفیسر صاحبان و دانشوران اس کتاب کا مطالعہ کریں اور اگر کوئی غلطی نظر آئے تو براہ کرم مطلع کریں تاکہ آئندہ ادیشن میں اسے درست کر لیا جائے۔ ان ارباب علم و دانش سے یہ بھی گزارش ہے کہ کتاب ہذا پر تحقیقی کام بھی کریں اور اگر کوئی صاحب یاچند صاحبان ملکر اس کا انگریزی ترجمہ کر ڈالیں تو اور بھی بہتر ہوگا اور پھر اسے جدید ہیئت و فلسفہ اور سائنس و ریاضی کے ماہرین تک پہنچا کر انہیں بھی اس پر

تحقیقی و تنقیدی کام کرنے کی دعوت دیں تاکہ حق ظاہر ہو۔
 جہاں تک فقیہ کا گمان ہے یہ کتاب آج تک مکمل شکل میں نہیں
 چھپ سکی ہے اور اسے پورا کا پورا اچھا کر منظر عام پر لانے کا شرف عبد النعم
 عزیزی ادارہ سنی دنیا بریلی شریف کو حاصل ہو رہا ہے۔
 ہم اس کتاب پر باب علم و دانش کے تبصرے و تاثرات اور تنقیدات
 کا انتظار کریں گے۔

فقیہ اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ
 بریلی شریف

فوز مبینہ کے

قلمی نسخہ کے ایک صفحہ کا عکس



عرض غزیری

عبد النعیم غزیری

علمی حلقوں میں اکثر اس بات کا چرچا رہا کرتا تھا اور آج بھی چرچا رہتا ہے کہ حضور اعلیٰ حضرت کی مشہور زمانہ تصنیف فوز مبین اگر مکمل حالت میں شائع ہو جاتی تو اس خلائی دور میں سائنسدانوں کے لیے ایک چیلنج ہوتی اور ہمارے فضلاء، عقلاء، دانشوران اور پروفیسر صاحبان اس پر تحقیقی کام کر کے اعلیٰ حضرت کے نظریہ حق کو دنیا کے سامنے پیش کرتے تو دنیا تے سائنس میں انقلاب عظیم برپا ہو جاتا۔

فقیر کو بھی اس کتاب کی جستجو تھی اور اب تک اس کتاب کا ضمیمہ فصل اول و فصل دوم کے کچھ حصے ہی کتابی شکل میں یا مختلف رسائل میں دیکھنے کو ملتے تھے وہ بھی نصیح شدہ نہیں (فقیر اقم السطور نے بھی ماہنامہ الرضا سے نقل کر کر ماہنامہ سنی دنیا، اگست ۱۹۸۲ء تا اکتوبر ۱۹۸۲ء میں شریف فوز مبین نمبر میں فصل دوم کے کچھ حصوں تک شائع کیا تھا) بالآخر فقیر کی جستجو رنگ لائی سیدی الکرم حضور جانشین مفتی اعظم علامہ اختر رضا خاں صاحب ازہری کو اس کا قلمی نسخہ محترم علامہ نجیب رضا خاں صاحب سے مل گیا۔ تقریباً ساڑھے تین سال قبل فقیر اس کی ایک ایک فوٹو اسٹیٹ کاپی ماہر ضویات پروفیسر مسعود احمد صاحب اور محب گرامی وقار پروفیسر مجید اللہ صاحب کو کراچی میں دے بھی آیا تھا۔ پاکستان سے واپسی پر اس کی تیسری کاپی کا کام شروع کیا۔ ابتداء میں حضور علامہ ازہری صاحب

نے کافی مدد کی۔ بعدہ خود سے نقل کیا۔ مگر جو جو نقل کرتا جاتا تھا اس کا مقابلہ کبھی علامہ ازہری صاحب سے کبھی حضرت مفتی قاضی عبدالرحیم صاحب سے اور کبھی دوسرے حضرات سے کرتا جاتا تھا۔ تاکہ غلطی کا امکان نہ رہے۔ حضور علامہ ازہری صاحب کے ساتھ دورے پر رہنا مہینہ میں ۲۰-۲۲-۲۲ روز کی بھاگ دوڑ اس پر دوسری مصروفیات اس طرح ایک ایک صفحہ کو نقل کرنے میں کئی کئی دن لگ جاتے۔ ایک صفحہ کا ترک دوسرے صفحہ پر وہ بھی کئی کئی صفحوں کے بعد کہیں کا ترک کہیں اور حاشیہ کہیں۔ کس قدر دشوار کام (فلمی نسخہ سے صرف دو صفحات کے نمونے کتاب میں شامل کر دیئے گئے ہیں تاکہ قارئین حضرات فیکر کی پریشانی کو خود سمجھ لیں اور فلمی نسخہ کی فوٹو کاپی کی زیارت بھی کر لیں) جب تبصیر کا کام مکمل ہوا تو پھر کاتب کی تلاش ہوتی۔ بیچ بیچ میں کاتب صاحبان بھاگتے رہے۔ بہر کیف بمشکل تنیام ۳-۴ سال کے عرصہ میں کتابت مکمل ہوئی اور پھر پڑوسی دشواری کے بعد نسخہ کا کام بھی مکمل ہوا۔

لیکن ابھی ایک بات کی اور ضرورت تھی کہ اگر ممکن ہو سکے تو اس کتاب میں مندرج علوم مثلاً فزکس، الیٹرونومی اور میٹھیٹکس کی اصطلاحات کی انگریزی میں فرہنگ بھی تیار کر کے شامل کر دی جائے۔ لیکن افسوس بڑی کوششوں اور مختلف لائبریریوں کی خاک چھاننے کے بعد تقریباً نصف اصطلاحات کی فرہنگ تیار ہو سکی۔ بہر حال فقیر تمام کوششوں کے بعد جو فرہنگ تیار کر سکا اسے کتاب کے آخر میں اس نے شامل کر دیا ہے۔ جن جن ماہرین ہیت اور سائنسدانوں اور کتابوں کا تذکرہ العلحضرت نے کیا ہے یا جنکا حوالہ دیا ہے۔ ان کے بارے میں مختصر نوٹس بھی شامل کر دیئے گئے ہیں۔ اخیر میں پہلی گزارش تو یہ ہے کہ صحت کی تمام تر کوشش کے باوجود بھی غلطی نظر آئے تو قارئین کرام ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اڈیشن میں

اصلاح کر لی جائے۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ اگر اس کتاب کو کوئی صاحب
جوانگہ نثری زبان میں مہارت رکھنے کیساتھ ساتھ قدیم و جدید سائنس و ریاضی اور
ہیئت میں بھی مہارت رکھتے ہوں اس کا ترجمہ کر ڈالیں۔ یا ایک صاحب
یہ کام انجام نہ دے سکیں تو چند علماء اور پروفیسر صاحبان کی ایک ٹیم یہ کام انجام
دے ڈالے اور پھر اسے جدید ماہرین سائنس اور یونیورسٹیوں و
لائبریریوں تک پہنچایا جائے تاکہ اس پر تحقیقی اور تنقیدی کام ہو سکے اور
گردش زمین کا نظریہ جو ایک مفروضہ ہے اور عملی طور پر ثابت نہیں ہے
اس کی نفی ہو جائے تو ایک طرف تو یہ اسلام کی حقانیت اور صداقت کو
آشکار کرنے کا بڑا کام ہوگا۔ دوسری جانب ہمارے امام امام احمد رضا کی
کی عظمت کا پرچم اور بلندی پر لہراتا نظر آئے گا۔ اور اس طرح جدیدیے امام سے
نزدیک ہو کر اسلام و سنت کی طرف مائل ہوں گے اور یہ ایک بڑا تبلیغی
کارنامہ ہوگا۔ فقیر بھی اپنی بے بساختی کے باوجود اس پر کام کر کے اس کا
تحقیقی جائزہ کتابی شکل میں پیش کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ فقیر کے حق
میں دعا کریں۔

عبدالنعیم عزیزی

نوربین کے قلمی نسخہ کا حاکم

امام احمد رضا اور فوز مبین

عبد النعیم عزیزی

امام احمد رضا فاضل بریلوی :-

ولادت :- ۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء

وصال :- ۲۵ صفر ۱۳۴۲ھ مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء

جس کی دینی خدمات اور علمی و تجدیدی کارناموں کا اعتراف علمائے حرمین شریفین اور تمام عالم اسلام کے مفتیان کرام، فضلاء و مشائخ عظام نے کیا۔ جس کے فتاویٰ و تحریرات کی تصدیق و تائید کی۔ جس کی تصانیف پر تقاریر لکھیں۔ جس کی علمی وجاہت اور دینی عظمت کے آگے عقیدت کی جبینیں خم کیں اور جسے ۲۴ ویں صدی کا مجدد تسلیم کرتے ہوئے امام الائمہ، مجدد امت مسلمہ، ضیاء الدین، شیخ الاسلام والمسلمین، امام اہلسنت اور اعلیٰ حضرت جیسے رفیع و جلیل خطابات و القابات سے یاد کیا اور آج اعلیٰ حضرت جس کا سہیل بن گیا ہے اور لفظ اعلیٰ حضرت سنتے ہی دھیان کسی سلطان و نواب کی جانب نہ جا کر بریلی کے فاضل امام احمد رضا ہی کی طرف جاتا ہے۔

وہ امام احمد رضا :-

جس کی عبقریت اور تبحر علمی کو بیگانوں نے بھی تسلیم کیا اور

جس کے فضل و کمال کے سامنے عصر کی نادر روزگار شخصیات کو
خود کو بولنا محسوس کرتے ہوئے کی تدآوری کا اعتراف کرنا ہی
پڑا۔

۱۰ امام احمد راسخا :-

کہ شیخ صالح کمال، سید احمد دحلان، شیخ عبدالرحمن سراج، شیخ
اسمعیل بن سید خلیل، شیخ علی بن حسین مالکی، احمد رمضان، شیخ احمد
البحر اتری، شیخ موسیٰ علی شامی، محی الدین ازہر الوالی، حضرت مولوی میاں
علامہ فضل رسول بدایونی، حضرت اشرفی میاں، شیخ مغربی، داغ دہلوی
خواجہ حسین نظامی، ڈاکٹر اقبال، نیاز فتح پوری، ڈاکٹر سر صیاء الدین،
ابوالاعلیٰ مودودی، قاضی عبدالوجید، سلیمان بدوی، صیاء الدین مدنی،
کریم اللہ جہا جرمی، ابراہیم المعطی، احسان دانش، انور سدید، رئیس امرہوی
حفیظ جالندھری، احمد ندیم قاسمی، سعید بن عزیز یوسف زئی، آنند برائن ملا
ہندو صحافی مدیر بھجن پٹنہ، حبش نذیر الدین، اشتیاق قریشی، ابوالخیر کشفی
ڈاکٹر جمیل جالبی، ابواللیث صدیقی، ڈاکٹر وحید، پروفیسر کرار حسین
ڈاکٹر غلام مصطفیٰ، جنرل صیاء الحق، حنیف طیب منٹر، شریف نواز منٹر،
ایم۔ آئی ارشد ایڈمرل۔ اور جانے کتنے اپنے اور بیگانے۔ دنیا کے
جانے مانے اور پہچانے۔ علماء و مشائخ، ادباء و شعراء، محققین و مآدین
پروفیسرس و اسکالرس اور ارباب حکومت و سیاست نے جس کے
علم و فن کا لوہا مان کر اسے سراہا ہے اور اس پر اپنے تاثرات قلم بند
کیے ہیں۔ یہاں تک کہ جس کے شدید ترین مخالف مولوی اشرف علی
تھانوی نے جس کے عشق رسول اور دینی اصول کی حقانیت و صداقت
کو تسلیم کیا ہے۔ اور جس کے شیخ طریقت سیدنا آل رسول احمدی نے
جس پر اسی طرح ناز کیا ہے جس طرح حضرت محبوب الہی نے حضرت

امیر خسرو پر ناز کیا ہے۔

وہ امام احمد رضا — جس کے کام کی شہرت اور نام کی عظمت کا لہر اٹا ہوا پھر براہ منہ و پاک کی زمینوں اور ممالک ایشیاء کی سرحدوں کو عبور کرتا ہوا یورپ و امریکہ میں نصب ہو چکا ہوا جس پر ڈاکٹر بلیان، ڈاکٹر باربرا ڈی ٹسکاف، اوشا سانیال، ڈاکٹر حنیف اختر علی پروفیسر جی۔ ڈی قریشی جیسے دانشور اور اسکالر تحقیق کر رہے ہیں۔

وہ امام احمد رضا :-

کہ اپنوں کی بے حسی اور غیروں کی تنگ نظری کے باوجود جس کی سیرت و سوانح اور جس کے علوم و فنون پر اتنا ملک العلماء علامہ برہان الحق پروفیسر سید سلیمان، علامہ بدر الدین، علامہ شمس، ڈاکٹر مسعود احمد، سید ریاست علی قادری، پروفیسر طاہر القادری، علامہ عبدالحکیم شرف ڈاکٹر حسن رضا، علامہ فاروق القادری، علامہ شجاعت علی، علامہ اویسی علامہ نور محمد، علامہ غلام رسول سعیدی، علامہ محمد احمد، علامہ یاسین اختر علامہ مدنی، علامہ نسیم بقتوی اور جانے کتنے فاضلین و محققین۔ علامہ اول، ڈاکٹروں اور پروفیسروں کی درجنوں کتابیں شائع ہو چکی ہیں اور اشاعت کا سلسلہ برابر جاری ہے۔

کالیداس گپتا رضا نے جس کو اپنی تصنیف ”سہو و سرائف“ میں نمایاں مقام دیا ہو۔ جس پر اعلیٰ حضرت، المیزان، نوری کرن، سنی دنیا، پاسبان اشرفیہ، قاری، انقلاب، ہجوم جیسے رسائل و جرائد کے نمبر نکل چکے ہوں۔ اردو دنیا کے سب سے بڑے اور مشہور ادبی رسالہ نقوش لاہور کے نعت نمبر میں جس کو نمایاں مقام دیا گیا ہو۔ پاکستانی رسالہ معارف رضا جسکی شخصیت اور علم و فضل و فن و کمال کے مختلف گوشوں پہلوؤں اور زاویوں پر ہر سال مسلسل کئی برسوں سے ایک ضخیم نمبر نکال رہا ہو۔

اور علاوہ ان مندرجہ بالا رسائل و جرائد کے ہندو پاک اور ممالک
عرب، برطانیہ، افریقہ و امریکہ کے مختلف اخبارات و رسائل میں جس پر
اب تک کتنے مقالات و مضامین چھپ چکے ہیں اور جس کے لکھنے
والوں میں پروفیسر علامہ شبیر احمد نوری، علامہ سید آل رسول حسنین، ڈاکٹر
امین انصاری، ڈاکٹر عبداللہ، ڈاکٹر نسیم قریشی، علامہ اسلم بستیوی، علامہ
نظامی، علامہ ارشد، ڈاکٹر شجاعت علی سندیلوی، ڈاکٹر طلحہ رضوی برقی
علامہ اختر شاہجہاںپوری، علامہ خواجہ مظفر حسین، ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم، ڈاکٹر
رفیع اللہ صدیقی جیسے نامور فلمکاروں اور دانشوروں کے نام شامل
ہوں۔ اور جس کے آگے ڈاکٹر سر صیاد الدین جیسے عظیم ریاضی وال، ماہر
تعلیم اور دانشور نے زانوئے ادب تہہ کیا ہو اور جس کو صحیح معنی میں
نوبل پرائز کا مستحق سمجھا ہو۔

وہ امام احمد رضا:-

جس نے دنیا والوں کو دینی و اسلامی علوم و فنون سے لیکر تصوف
و ادب، فلسفہ و منطق، سائنس و ریاضی، عمرانیات و نفسیات،
سیاسات و اقتصادیات اور دوسرے قانونی، سیاسی، سماجی، معاشی
سائنسی اور علمی و ادبی موضوعات پر لکھے علوم و فنون کے اعتبار سے
جن کی تعداد چار درجن سے زائد ہیں،

ایک ہزار سے زیادہ کتابیں عطا کیں کہ اگر
ان کے صفحات کو اونچائی میں کھڑا کر دیا جائے تو ماؤنٹ ایورسٹ اس
کے سامنے ایک تودہ معلوم ہو۔ اور جس کو اگر لمبائی میں پھیلا دیا جائے
تو امریکہ کے سب سے بڑے شہر واشنگٹن پر وہ اس طرح محیط ہو
جائے جیسے زمین پر آسمان محیط ہے۔

وہ امام احمد رضا: کہ جس کے علم و دانش کا چراغ لوح

و قرطاس سے گزر کر دل کے شبستانوں میں جگمگا رہا ہو۔
 کیا ایسے امام علم و فن اور شاہ ملک سخن کی شخصیت اب بھی
 کسی تعارف کی محتاج ہے۔ نہیں! نہیں! ہرگز نہیں!!
 البتہ اس کی شخصیت لائق تحقیق و جستجو ضرور ہے۔ آسمان
 پر چمکنے والے سورج کی شعاعوں کے سائنسی تجزیہ نے ثابت کر دیا
 ہے کہ بظاہر ایک رنگ میں جلوہ گر نظر آنے والے اس آفتاب میں
 دھنک کے سات رنگ موجود ہیں۔

اور اگر علم و فضل کے آسمان کے نیرتاباں امام احمد رضا کا
 تحقیقی جائزہ لیا جائے تو جانے کتنے دھنک کے رنگ بہا ریں
 دکھاتے ہوئے نظر آئیں گے جس کے سامنے قوس قزح کا ہر رنگ
 پھیکا اور دھندلا نظر آنے لگے گا۔

لیکن اس کا ہر رنگ اسلام کا وہ نکھرا ہوا رنگ ہے جسے عشق
 مصطفیٰ کے رنگ نے تابانی عطا کی ہے اور جس پر یہ رنگ چڑھ جاتا
 ہے اس کے رنگ اور اس کی چمک کے آگے ہر رنگ پھیکا اور
 ہر چمک مدھم نظر آتی ہے۔

سبحر عشق مصطفیٰ میں گم ہو کر علم کی موتی حاصل کرنے والے کمال
 یہ ہوتا ہے کہ جہاں عقل و دانائی کی سرحد کا اختتام ہوتا ہے۔ وہاں
 سے اس کی خرد مندی اور دانشوری کی حد شروع ہوتی ہے۔
 امام احمد رضا کے علم کی عین۔ عشق کی عین کی رہین منت ہے
 اور یہ صلہ ہے نبی عالم الغیب کی محبت میں فنا ہو جانے کا۔ امام
 کا علم کبھی نہیں ہے وہی ہے۔ اس کا علم۔ علم لدنی ہے۔ جس کا
 اعتراف اپنے زمانے کے عظیم ریاضی داں اور دانشور ڈاکٹر
 سر ضیاء الدین نے بھی کیا ہے۔ امام احمد رضا کو علم دین مقام دل پر

عطا ہوا تھا اور دین کا یہ عالم اگر خادم فقہ تھا تو علم دنیا کا شہنشاہ بھی تھا۔

اس نے اپنے علم دین اور علم دنیا دونوں کو قرآن و سنت کے علم کے احقاق کے لیے استعمال کیا۔ وہ صرف انسانوں کو ہی نہیں انسانوں کے علوم و فنون کو بھی مسلمان دیکھنا اور مسلمان بنے رہنا دیکھنا چاہتا تھا۔ وہ ہر علم و فن کی سچائی کو قرآن و حدیث کی روشنی میں پرکھتا تھا اور کیوں نہ پرکھتا کہ علم قرآن کامل ہے۔ علم حدیث اسی کامل کا پر تو ہے قرآن تمامی علوم کا سرچشمہ ہے۔

دنیا کے سارے علم خطا و اقدام کے مرحلے سے گزر رہے ہیں لہذا لازم ہے کہ ناقص کو کامل ہی کی کسوٹی پر پرکھا جائے۔ امام احمد رضا نے اسی کسوٹی پر ہر شے کو پرکھا۔ ہر علم اور ہر فن کو پرکھا۔ جسے قرآن نے کھرا بتایا۔ اسے اس نے تسلیم کر لیا اور جو نظریہ۔ نظریہ قرآن سے متصادم ہوا۔ اس نے اس کا رد کیا اور اسے باطل ثابت کر دکھایا۔

حرکت زمین کے سلسلہ میں پروفیسر مولانا حاکم علی صاحب نے ۱۴ جمادی الاول ۱۳۳۹ھ کو امام احمد رضا کو ایک مکتوب بھیجا تھا جس میں حرکت زمین کی تائید میں قرآنی آیات تفاسیر کے ساتھ ساتھ سائنسی حوالے بھی درج کیے تھے اور امام سے درخواست کی تھی کہ وہ حرکت زمین کے قائل ہو جائیں۔ اخیر میں حاکم علی صاحب نے یہ التجا بھی کی تھی۔

”غریب نواز کرم فرما کر میرے ساتھ متفق ہو جاؤ تو پھر انشاء اللہ العزیز سائنس کو اور سائنس دانوں کو مسلمان کیا ہوا پائیں گے۔“

اس پر امام احمد رضا نے نزول آیات فرقان لبکون زمین و آسمان نامی ایک رسالہ لکھ کر جس میں قرآنی آیات اور تفاسیر سے حاکم علی صاحب کے دلائل کو کاٹتے ہوئے سائنسدانوں کے نظریات کا رد کیا

اور آخر میں لکھا۔

”محب فقیر! سائنس یوں مسلمان نہ ہوگی کہ اسلامی مسائل کو آیات و نصوص میں تاویلات و ترازی کار کر کے سائنس کے مطابق کر لیا جائے۔ یوں تو معاذ اللہ اسلام نے سائنس قبول کی نہ کہ سائنس نے اسلام۔ وہ مسلمان ہوگی تو یوں کہ جتنے اسلامی مسائل سے اسے اختلاف ہے سب میں مسئلہ اسلامی کو روشن کیا جائے۔ دلائل سائنس کو پامال و مردود کر دیا جائے۔ جا بجا سائنس ہی کے اقوال سے اسلامی مسئلہ کا اثبات ہو۔ سائنس کا ابطال و اسکات ہو یوں قابو میں آئے گی اور یہ آپ جیسے فہیم سائنس دان کو باز نہ تو الٰہی دشوار نہیں۔ آپ اسے کچشم پسند دیکھتے ہیں۔“

امام احمد رضا نے ریاضی، ہیئت، فلسفہ قدیمہ و جدیدہ اور دیگر سائنسی علوم پر جو کتب و رسائل لکھے وہ دنیوی شہرت یا کسی دنیوی غرض کی خاطر نہیں بلکہ ان سے خدمت دین لینے کے لیے لکھے۔ انہیں مسلمان بنائے رکھنے کی خاطر لکھے۔ اس نے توقیت، جفر، تکسیر، نجوم، الجبر، جیومیٹری، اسٹروٹومی، فزکس، کیمسٹری وغیرہ پر جو درجنوں کتابیں تصنیف فرمائیں وہ اس بات کی شاہد ہیں۔

امام احمد رضا نے مندرجہ بالا موضوعات اور مضامین پر کتب بھی تصنیفات فرمائیں اور ان علوم سے متعلق دوسروں کی تصانیف پر حواشی بھی لکھے۔

حاشیہ اصول طبعی، حاشیہ علم الہیت، حاشیہ شمس بازغہ، حاشیہ حدائق النجوم، حاشیہ برجنہ می، حاشیہ زنج بہادر خانی، حاشیہ جامع بہادر خانی، حاشیہ شرح چغینی وغیرہ اس بات کی گواہ ہیں۔

معین مبین کی تصنیف کے بعد امام احمد رضا نے سائنس، ریاضی
ہیت و فلسفہ سے متعلق دو معرکتہ آرا کتابیں مزید تصنیف فرمائیں۔

۱۔ الکلمۃ الملبہتہ فی الحکمۃ المحکمۃ لوہاء فلسفہ المشتملہ۔

۲۔ فوز مبین در رد حرکت زمین۔

الکلمۃ الملبہتہ۔ فلسفہ قدیمہ کے رد میں ہے اور فوز مبین فلسفہ

قدیمہ و جدیدہ دونوں کے رد میں ہے۔

مندرجہ بالا دونوں کتب کی تصنیف کی کہانی خود امام احمد رضا بریلوی
کی زبانی ملاحظہ کیجئے جسے وہ الکلمۃ الملبہتہ کے دیباچہ میں رقم فرماتے ہیں
”بعونہ تعالیٰ۔ فیقر نے رد فلسفہ جدیدہ میں ایک مبسوط کتاب

مسمیٰ بنام تاریخی ”فوز مبین در رد حرکت زمین“ لکھی جس میں ۱۰۵

دلائل سے حرکت زمین باطل کی اور جاذبیت و نافریت وغیرہا مزعموات
فلسفہ جدیدہ پر وہ روشن رد کئے جن کے مطالعہ سے ہر ذی انصاف پر کجہہ تعالیٰ آفتاب
سے زیادہ روشن ہو جائے کہ فلسفہ جدیدہ کو اصلاً عقل
دلائل ذکر کیے کہ جس میں فلسفہ قدیمہ نے رد حرکت زمین پر دیئے۔

ہم نے ان کا ابطال کیا کہ یہ دلائل باطل و زائل ہیں۔ ان میں سے
تعلیل پتجم یہ تھقی۔ فلک میں میل مستند یہ ہے تو زمین میں نہ ہوگا کہ

طبیعت متضاد ہے۔ ہفتم یہ کہ زمین مبداء میل مستقیم ہے تو مبداء میل مستدیر
محال۔ ششم یہ تھقی کہ زمین کا دورہ طبعاً و اراداً نہ ہونا ظاہر اور قسر کو

دوام نہیں۔ نہم یہ کہ حرکت زمین ماننے والوں کے نزدیک یہ حرکت

مقتناہی ہے تو قوت جسمانی سے اس کا صدور محال۔ دہم یہ کہ طبیعیات
میں ثابت ہے کہ حرکت وضعیہ نہوگی مگر ارادیہ اور زمین ذات ارادہ

نہیں۔ ان کے رد نے اصول فلسفہ قدیمہ کے ازہاق و ابطال کا دروازہ

کھولا ہم نے ۳ مقام ان کے رد میں لکھے۔ جن سے بعونہ تعالیٰ تمام

فلسفہ قرطبی کی نسبت روشن ہو گیا کہ فلسفہ جدیدہ کسی طرح بازیچہ اطفال سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ یہ تذیل ان مقامات جلیل کے سبب بہت طویل ہو گئی اور اس کی فصل چہارم دور جا پڑی۔ ولداعز البواکرات محی الدین حیلانی المعروف بہ مولوی مصطفیٰ رضا خاں سلمہ الملک النان وابقاہ و معالی کمالات الدین والد نیار تہاہ کی رائے ہوئی کہ ان مقامات کو رد فلسفہ قدیمہ میں منتقل کتاب کیا جائے اگرچہ دم الاخوین — — یکجا نہ ہو۔ ایک کتاب رد فلسفہ جدیدہ میں رہے دوسری رد فلسفہ قدیمہ میں۔ کتاب کامل النصاب لعون الملک البواب یہ ہے مسمیٰ بنام تاریخی

الکلمۃ الملہتہ فی الحکمۃ المحکمۃ لبواکرات فلسفہ المشتہ

۱۳۵۳۸

اخیر میں تحریر فرماتے ہیں :-

”اس کی تقریب یوں ہوئی۔ ۱۸ صفر ۱۳۵۳ھ کو ولداعز مولانا مولوی ظفر الدین بہاری اعلیٰ مدرس عالیہ سہرام جعلہ اللہ کا سماء ظفر الدین نے ایک سوال بھیجا کہ امریکہ کے کسی مہندس نے دعویٰ کیا ہے، ۱۹۱۹ء کو اجتماعات سیارات کے سبب آفتاب میں آتش بڑا داغ پڑے گا کہ اس کے باعث زلزلے آئیں گے۔ طوفان شدید آئے گا ممالک برباد کر دیئے جائیں گے یہ ہوگا وہ ہوگا۔ غرض قیامت کا نمونہ بتایا تھا۔ یہ صحیح ہے یا غلط۔ اس کا جواب چند ورق پر دیدیا گیا کہ یہ محض اباطیل بے اصل ہیں۔ نہ وہ اجتماع سیارات اس تاریخ کو ہوگا۔ جس کا وہ مدعی ہے نہ جاذبیت کوئی حقیقت رکھتی ہے اس کے ضمن میں بعض دلائل رد حرکت زمین کے لکھے۔ جب انہیں طویل ہوتے دیکھا۔ جدا کر لیے اور رد فلسفہ قدیمہ کی تقریب کی جسے اس سے جدا کر کے سجدہ تعالیٰ یہ کتاب الکلمۃ الملہتہ تیار ہوئی۔۔۔۔۔“

جیسا کہ اس سے ما قبل عرض کر چکا ہوں کہ پورٹا کی پیشین گوئی کو
امام احمد رضا نے غلط ثابت کر دیا تو پورٹا کی غلط پیشین گوئی ہی ان
دونوں کتابوں الکلمۃ الملہمۃ اور فوز مبین کی تصنیف کی سبب بنی۔
”فوز مبین در رد حرکت زمین“

— ۳۸ ھ ۱۳ —

کتاب فوز مبین کا نام تاریخی ہے جو ۱۳۳۸ ھ میں تصنیف کی گئی
اس کے نام ہی سے ظاہر ہے کہ یہ کتاب حرکت زمین کے رد میں ہے۔
اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اس کتاب کے بارے میں خود فرماتے ہیں
دیباچہ میں۔

”یہ رسالہ مسیحی بنام تاریخی ”فوز مبین در رد حرکت زمین“ ایک
مقدمہ چار فصل اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔

مقدمہ میں مقررات حیات جدیدہ کا بیان جن سے اس
رسالہ میں کام لیا جائے گا۔

فصل اول میں نافریت پر بحث اور اس سے ابطال حرکت
زمین پر ۱۲ دلیلیں۔

فصل دوم میں: جاذبیت پر کلام اور اس سے بطلان حرکت
زمین پر ۵ دلیلیں۔

فصل سوم میں: خود حرکت زمین کے ابطال پر اور ۳۴ دلیلیں۔
یہ سجدہ تعالیٰ بطلان حرکت پر ۱۰۵ دلیلیں ہوئیں۔ جن میں ۵ اگلی
کتابوں کی ہیں جن کی ہم نے اصلاح و تصحیح کی اور پورے ۹۰ دلائل
نہایت روشن و کامل بفضلہ تعالیٰ خاص ہمارے ایجاد ہیں۔
فصل چہارم میں ان شبہات کا رد جو بیانات جدیدہ اثبات
حرکت زمین میں پیش کرتی ہے۔

خاتمہ میں کتب الہیہ سے گردش آفتاب و سکون زمین کا ثبوت
والحمد للہ مالک الملک والملكوت -

زیر نظر کتاب فوز مبین کے ان حصوں سے متعلق (جواب تک
ماہنامہ الرضا، ماہنامہ رضا، مصطفیٰ میں قسط وار اور بعدہ ماہنامہ
سنی دنیا) اگست ستمبر ۱۹۸۳ء شمارہ نمبر ۱۰۹ میں چھپا۔ پروفیسر مسعود احمد
صاحب اور پروفیسر ابرار حسین صاحب نے کافی کچھ لکھا ہے۔ اور
دونوں کے مقالات پر مغز ہیں اور دانشوروں کو اس کتاب کے
مطالعہ کی طرف متوجہ کراتے ہیں۔

پروفیسر مسعود صاحب نے رسائل - اظہار کراچی اور مبارک رضا
کراچی نیز کتابی شکل میں جو مکتبہ حنیفہ رحمت بلرا میور سے چھپا ہے۔ میں امام
احمد رضا کے قدیم و جدید علوم سے متعلق جو کچھ لکھا ہے وہ دراصل فوز مبین
سے متعلق ہے اور معارف رضا ۱۹۸۳ء میں پیش گفتار فوز مبین کے
عنوان سے یا قاعدہ اسی کتاب کے بارے میں تحریر فرمایا اور اعلیٰ حضرت کے ریاضی
و ہیت اور سائنسی علوم کی مہارت پر کافی روشنی ڈالی ہے۔ پروفیسر ابرار صاحب
نے بھی معارف رضا ۱۹۸۵ء میں مقدمہ رسالہ فوز مبین در رد حرکت زمین کے عنوان
سے بھرپور مقالہ تحریر فرمایا ہے اور امام احمد رضا کے سائنسی علوم پر بحث کی ہے۔ اسکے
علاوہ پروفیسر موصوف نے معارف رضا ہی کے دوسرے شماروں میں فاضل بریلوی کی
ریاضی دالی پر بھی مقالات لکھے۔ لوکارٹم فیکٹر و مساوات مثلث مسطح Plane
(Trigonometry) مثلث کر دی (Spherical Trigonometry) نظریہ
مد و جزر وغیرہ پر امام کی مہارت پر روشنی ڈالی۔

ڈاکٹر مسعود احمد صاحب نے پروفیسر ابرار حسین کے ایک مکتوب کے حوالے سے امام احمد رضا کے
جدید الجراء کے ایک اہم مضمون ٹایالوجی (Taphology) سے بھرپور واقفیت کا تذکرہ بھی کیا۔
ان دو پروفیسر صاحبان کے علاوہ ایم حسین مالکپوری، شبیر حسن بستیوی
سید ریاست علی قادری، محمد اعظم سعیدی، علامہ شبیر احمد غوری

مفتی عبدالمنان - احمد نثار آرائین وغیرہ نے بھی امام احمد رضا فاضل بریلوی کے سائنسی و ریاضی علوم پر روشنی ڈالی ہے جو مختلف رسائل میں چھپ چکے ہیں۔

امام احمد رضا فاضل بریلوی نے اپنی اس تصنیف میں طبیعیات (Physics) ، کیمیا (Chemistry) ، جغرافیہ (Geography) ، ہیئت (Astronomy) ، نجوم (Astrology) ، توکیت (Timing) ، فلسفہ قدیمہ (Old Philosophy & Science) ، ریاضی (Mathematics) ، وغیرہ علوم سے کام لیا ہے اور مختلف موضوعات و نظریات مثلاً رفتار و حرکت (Speed and Velocity) ، نظریہ حرکت ، نظریہ کشش ثقل (Gravitation) ، کمیت و وزن (Mass & Weight) ، حجم و ثقل اور ثقل اضافی (Volume, Density & Rel. Density) ، مرکز گریز اور مرکز جو یا طاقتوں (Centrifugal & Centripetal forces) ، عبور اسراع ، دباؤ ، اچھال تیراؤ (Floatation) ، سیاروں اور تارونکی چال ، ان کی دوری ، سین کی ہیئت ، مد و جزر (Tides) ، نظریہ اضافیت (Theory of Relativity) ، خان بخارات ، حرارت ، ایم ، لوگارٹم (Logarithm) ، مساوات ، فیکٹر ڈائنامکس (Dynamics) ، محرک (Projectile) ، ٹریگنومیٹری (Trigonometry) ، ٹریگنومیٹری ، مثلث کر دی (Spherical Trigonometry) ، وغیرہ استعمال کیا ہے۔ اور ان پر بحث کی ہے۔

امام احمد رضا کے علم کو دیکھ کر تعجب ہوتا ہے کہ ایک شخص جس نے کسی کالج اور یونیورسٹی کی شکل نہ دیکھی ہو وہ ان علوم و فنون پر ایسی بارت کے ساتھ روشنی ڈالے اور جہاں غلطی نظر آئے ان کی نشاندہی کے اصلاح بھی کرے۔

نور مبین میں امام احمد رضا نے باقاعدہ نام لے کر نیوٹن کو یر نکسٹ

کیلبر^{۳۰}، ہرشل^{۳۱}، طوسی^{۳۲}، ابن سینا^{۳۳}، بطلمیوس^{۳۴}، ملا محمد جوہر پوری کے نظریات کا رد اور ان کا تعاقب کیا ہے۔ البوریجان البیرونی کے سونے کو پوا اور پانی میں تولنے اور پانی میں اس کے وزن کے کم ہو جانے کی تائید کی ہے۔ گویا اس طرح انھوں نے اشمیدئس کے تیراؤ و اچھال کے کلیہ پر بھی روشنی ڈالی ہے اور ایک طرح سے 'Archimedis' (Principle) کی تائید کی ہے۔

^{۱۲} گیلیلیو کے جمود اور کشش ثقل کے نظریات اور آئن اسٹائن کے نظریہ اضافیت (Theory of Relativity) کا انہیں کے دلائل کی روشنی میں منطقیانہ اور سائنسی طرز پر رد فرمایا ہے۔ نیوٹن اور دیگر سائنسدانوں کے نظریات کو مندرجہ ذیل کتب سے اخذ کیا ہے اور

ان کتب پر کلام بھی کیا ہے۔
 علم طبعی^{۳۵} اصول علم الہیاء^{۳۶}، سوانامہ ہیاۃ جدیدہ^{۳۷}، جغرافیہ طبعی^{۳۸}، نظارۃ عالم^{۳۹}
 علاوہ ان کتابوں کے تعریفات الشافیہ^{۴۰}، حقائق النجوم شرح تذکرہ^{۴۱}، شرح طوسی^{۴۲}
 شرح قطبی^{۴۳}، شرح خضریٰ^{۴۴}، حکمت العین^{۴۵}، حکمت العین^{۴۶}، مدیر سعیدیہ^{۴۷}، شرح طوسی^{۴۸}
 شرح برجہندی^{۴۹}، مجسطی^{۵۰}، شرح مجسطی^{۵۱}، شمس بازغہ^{۵۲}، مفتاح الرصد^{۵۳}، جغینی^{۵۴} اور الدر المنون^{۵۵}
 وغیرہ کے حوالے بھی دیئے ہیں اور ان سب پر کلام بھی کیا ہے۔ ان میں درج سائنسی و فلسفیانہ نظریات و کلیات کا رد اور جہاں ضرورت محسوس ہوئی ہے وہاں اصلاح بھی فرمائی ہے۔
 امام احمد رضا نے اپنی مندرجہ ذیل کتب کا حوالہ بھی دیا ہے۔ الکاتۃ الملبیۃ^{۵۶}، الفی الیمیز فی المار المستدیر البرہان القویم^{۵۷}، علی العرض القویم^{۵۸}، در الفصح عن درک وقت البصر^{۵۹}
 امام احمد رضا نے دیمقراطیسی نظریہ یعنی ایٹم کے نظریہ کی تائید کی ہے۔ جو لو، وسطا سیرس اور پلاس تام کے چار سیاروں کا مزید ذکر کیا ہے۔ ان کی کیفیت نظارہ عالم میں درج ہے۔

خوتو (Jumo) نسبت بعد سیارات بہ نسبت بعد زمین ایک فرض کر کے ۲۶۶۹ زمانہ
 ۱۰ نیوٹن۔ پورا نام آئزک نیوٹن ہے (۱۶۴۲ء - ۱۷۲۷ء) ولادت بمقام (باقی حاشیہ آگے)

گردش سالانہ ۲۱ ۱۵۹۳۲، وسطا (Versta) نسبت بعد سیارات بہ نسبت بعد زمین ایک فرض کر کے ۳۶۰ زمانہ گردش سالانہ

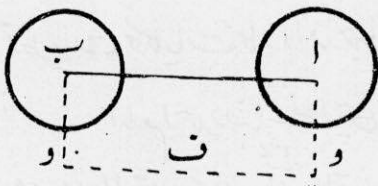
(Wollsthorpe) انگلیٹڈ نظریہ حرکت اور نظریہ کشش ثقل دریافت کیا۔ اس نے علم طبیعیات کے ہر براہنج حرارت، نور، آواز، برق، چمبک وغیرہ پر کام کیا اور اپنے نظریات پیش کیے۔ اس کی دو کتابیں (Principia) لیٹن زبان میں اور (Optics) انگریزی زبان میں بہت مشہور ہیں۔

نیوٹن کے تین بنیادی اصول (کلیہ حرکت) مندرجہ ذیل ہیں۔ (۱) جو شے حرکت میں ہے وہ حرکت میں رہے گی اور حالت سکوت میں ہے تو اسی حالت میں رہے گی جب تک ان کے حالات میں تبدیلی کے لئے کوئی خارجہ طاقت نہ لگائی جائے۔

(ب) کسی جسم کی معیار حرکت کی تبدیلی کی شرح لگائے گئے طاقت کا بالواسطہ نسبتی (Directly Proportional) ہوتا ہے۔

(ج) ہر عمل کا اس کے برابر ردعمل ہوتا ہے۔

نیوٹن کے پہلے اصول کو کلیہ جمود (Law of Inertia) بھی کہتے ہیں۔ نیوٹن کا نظریہ ثقل کشش۔ ہر جسم دوسرے جسم کو ایک طاقت کے ساتھ کھینچتا ہے جو ان کے کمیت و وزن کے بالواسطہ نسبتی اور دونوں کے درمیانی فاصلہ کے اسکوائر کے معکوس نسبتی ہوتا ہے۔



(۱) ب و جسم ہیں دونوں کا درمیانی فاصلہ ہے و اور ان کے اوزان ہیں و و اور طاقت

لگ رہی ہے۔ تو α و و اور α و و یا $\frac{W}{F} = \frac{W}{F}$ — کشش کا کنٹینٹ مانا گیا ہے اگر و = ۱، ف = ۱ تو و = ۱

معیار حرکت (Momentum) یہ وزن اور حرکت کے حاصل ضرب کے

برابر ہوتا ہے۔ $F = m \times A$ حرکت \times وزن = طاقت

۲ کوپرنیکس (۱۴۷۳ء-۱۵۴۲ء) پولینڈ میں پیدا ہوا۔ اس نے زمین کو گردش
حرکت کرنیکا نظریہ پیش کیا اور سورج کو مرکز عالم تسلیم کیا۔ اس کا سب سے بڑا کارنامہ
(De Revolutionibus) ہے اس نے بطلیموسی نظریات کا رد کیا ہے۔
۳ کپلر (۱۵۷۱ء-۱۶۳۰ء) ویل (Wien) میں پیدا ہوا۔ سیاروں کی حرکت
(Planetary motion) کا اصول وضع کیا۔ اس نے کوپرنیکس کے نظریات کی تائید کی۔
۴ ولیم ہرشل :- نیوٹن کے بعد پیدا ہوا۔ اس کے حالات کتابوں میں کم ہی ملتے ہیں۔
اس نے دو بینین بنائیں جنکے ذریعہ آکھواں سیارہ یورینس (Uranus) دیکھا پہلی
دوربین ۱۶۶۸ء میں بنائی۔

۵ طوسی: نصیر الدین طوسی۔ نصیر الدین بن جعفر — بن محمد طوسی
ہیت داں کی حیثیت سے مشہور ہیں۔ مشہور کتاب تجرید ہے۔ متوفی ۶۷۲ھ
۶ ابن سینا (۳۷۰ھ-۴۲۸ھ) (۸۸۰ء-۹۶۰ء) (۳۸۰ھ-۴۲۸ھ) ریاضی، فلسفہ، طب
ادب، فقہ کا زبردست ماہر۔ طب میں - القانون، منطق و فلسفہ میں الشفاء طبعیات
(Physics) میں تسع رسائل اور جیومیٹری میں ترجمہ اقلیدس - اسکی یادگاریں ہیں۔
۷ بطلیموس (Ptolemy) اس کی پیدائش قبل مسیح علیہ السلام اسکندریہ مصر
میں بتائی جاتی ہے۔ اس کی مشہور کتاب کا نام المجسطی ہے (Magna) (Magna)
۸ ملا محمود جوئیوسی: متوفی ۶۲۰ھ مطابق ۱۲۵۲ء) شمس بازغہ ان کی مشہور
کتاب ہے۔ جو خود ان کی کتاب الحکمۃ البالغہ کی شرح ہے۔

۹ البوریجان البیرونی: (کشف الظنون عن اسامی الکتب والفضون ص ۱۱۴)
الجلد الخامس مصنف مصطفیٰ بن عبد اللہ متوفی ۶۷۴ھ) ہے میں استاذ البوریجان محمد
بن احمد البیرونی کی سن وفات ۲۳۰ھ اس طرح لکھی ہے۔ جو سمجھ میں نہیں آیا۔ البتہ چند
رسالوں میں جہاں ان کا سرسری طور پر تذکرہ آیا ہے۔ سن وفات ۶۷۴ھ تحریر ہے
مقام وفات غزنہ ہے۔ یہ طبیب، ماہر ریاضی و طبعیات اور جغرافیہ، نجوم و ہیئت کے زبردست
اسکا لرتھے۔ مشہور کتاب الہندسہ ہے۔

۱۱۔ ارشمیدس: (Archimedes) پیدائش بمقام سسلی ۲۸۷ برس قبل مسیح اور انتقال ۲۱۲ سال قبل مسیح۔ اس نے واٹر اسکرینو چرخہ (Pulley) اور دیاؤ ہوا مشین کی ایجاد کی (Infinity) کا خیال پہلے پہل اسی نے پیش کیا۔ یہ رقیق جسم کے توازن کا بانی ہے یعنی (Hydrostatics) کا۔ اس نے ارشمیدس اصول (Archimedes Principle) نکالا جو اس طرح ہے۔ اگر کوئی جسم رقیق میں ڈلوایا جائے تو اس میں اچھال ہوتا ہے۔ یعنی وزن کا نقصان ہوتا ہے جو اس جسم کے ذریعہ ہٹاتے گئے رقیق کے وزن کے برابر ہوتا ہے۔ فرض کیا کسی جسم کا ہوا میں وزن W ہے اور پانی میں W' ہے تو اچھال = $W - W'$ ۔ اگر جسم کا حجم V ہو اور پانی کا ثقل نوعی T ہے تو ہٹائے گئے (Mass) پانی کا وزن = $V \times T$ لہذا $W - W' = V \times T$

$$T = \frac{W - W'}{V}$$

۱۲۔ گیلے لیو: پورا نام گیلے لیو گیلی ہے (Galileo Galilei) (۱۵۶۴-۱۶۴۲) مقام ولادت شہر پیزا (اطلی) اس نے گرتے ہوئے جسم کے بارے میں کلمات پیش کیے (Laws of falling bodies) سب سے پہلے دور میں (Telescope) کی ایجاد اس نے کی۔ گردش زمین کے نظریہ کی تائید اور حرکت مستقیمہ (Translatory motion) اور حرکت مستدیرہ (Rotatory motion) کا بھی اصول وضع کیا۔

۱۳۔ آئن اسٹائن: پورا نام البرٹ آئن اسٹائن۔ تاریخ پیدائش ۴ مارچ ۱۸۷۹ء بمقام اولم مغربی جرمنی ۱۹۵۶ء میں امریکہ میں انتقال ہوا۔ نظریہ اضافیت (Theory of Relativity) اسکی مشہور تھیوری ہے۔ روشنی کی کوانٹم تھیوری اور ٹوٹو ایکٹرک اثر کے کلیہ کی کھوج پر اسے ۱۹۲۱ء میں نوبل پرائز دیا گیا۔

۱۴۔ علم طبیعی: مختلف لائبریریوں میں تلاش کے باوجود اس کتاب کے بارے میں معلومات حاصل نہ ہو سکی۔

۱۵۔ علم الہیات: تالیف الدكتور کریلوس فان فنڈیک البروتی الامریکانی (۱۸۹۵ء)۔

طبع فی بیروت ۱۸۷۴ء) زبان عربی - فن ہیئت (رضا لائبریری رام پور میں کتاب دیکھنے کو ملی) امام احمد رضا فاضل بریلوی نے زبان عربی اس کا حاشیہ لکھا ہے اور اصول طبعی کا حاشیہ اردو میں تحریر فرمایا ہے۔

- ۱۵۔ سوانامہ ہیاۃ جدیدہ : اس کے بارے میں بھی معلومات حاصل نہ سکی۔
 ۱۶۔ جغرافیہ طبعی : رضا لائبریری رام پور میں یہ کتاب ملی۔ مؤلفہ لکشمی شنکر سن اشاعت ۱۸۸۵ء بنارس چندریگرہ پریس۔ اس میں چھ ابواب ہیں۔
 ۱۷۔ نظارہ عالم : زبان اردو فن ہیئت، مؤلفہ محمد عبدالرحمن خان کلانی سپرنٹنڈنٹ پولس و جج عدالت خفیہ اودے پور، مطبع منشی محمد امجد علی مراد آباد، ۱۷ مارچ ۱۸۸۹ء یہ کتاب رضا لائبریری میں ملی۔

۱۸۔ تعریبات الشافیہ : پورا نام ہے التعریبات الشافیہ لمیریہ الجغرافیہ مع البقیہ طبع فی عزہ رجب ۱۲۵۷ھ مصنف رفاعہ بدوی رافع۔ پورا نام رفاعہ بدوی بن علی بن محمد بن علی بن رافع الطہطاوی الحسینی (م ۱۲۹۰ھ) زبان عربی، فن جغرافیہ
 ۱۹۔ حدائق النجوم : فارسی زبان میں راجہ رتن سنگھ زخمی، پیدائش ۱۱۹۷ھ متوفی ۱۳۶۷ھ کی ہیئت پر مشہور کتاب ہے جو ۶۵ جزیر اور جسے ۱۲۵۳ھ میں رتن سنگھ نے محمد علی شاہ کے حکم سے لکھا تھا۔ اس کتاب میں جدید مغربی تحقیقات سے بھی استفادہ کیا ہے۔
 ۲۰۔ شرح تذکرہ ۱۷ شرح طوسی ۱۸ شرح قطبی ۱۹ شرح خضری۔ ان کے بارے میں معلومات حاصل نہ ہو سکیں۔ ۲۱، ۲۲ کے مصنف علامہ خضری ہیں

- ۲۳۔ شرح حکمت العین (عربی) از میرک بخاری
 ۲۴۔ حکمت العین از کاتبی قراہنی تلمیذ طوسی
 ۲۵۔ ہدیہ سعیدیہ (عربی) علامہ فاضل خیر آبادی
 ۲۶۔ تحریر طوسی از علامہ برجنبدی
 ۲۷۔ شرح برجنبدی۔ معلومات حاصل نہ ہو سکی۔
 ۲۸۔ محبیطی۔ بطلموس

۳۰۔ شرح محبیطی (عربی) علامہ عبدالعلی

۳۱۔ شمس بازغہ - ملا محمود جوہنپوری

۳۲۔ مفتاح الرصد - معلومات حاصل نہ ہو سکی۔

۳۳۔ شرح چغینی - چغینی خوارزم میں ایک گاؤں کا نام ہے۔ اصل کتاب کا نام ہے

المخلص اسی کو چغینی کہتے ہیں۔ مصنف ہیں ابوعلی محمود بن محمد بن عمر چغینی (م ۶۱۸ھ)

کتاب المخلص کے شارحین ہیں۔

۱۔ میر سید شریف جرجانی

۲۔ شیخ کمال الدین ترکمانی

۳۔ سنان الدین یوسف

۴۔ شیخ محمد بن حسین رشید مہدی

۵۔ عبدالماجد (۶) موسیٰ پاشا بن محمد (قاضی زادہ)

۳۴۔ الدلائل المنکون : رضا لاہوری رام پور میں تین کتابیں اس طرح ملیں۔

در المنکون — (۲) در المنکون فی غرائب الفنون (عربی) مصنفہ ناصر الدین

(۳) در المنکون فی سبعة فنون۔ از محمد بن احمد بن ایاس المنفی ۹۱۲ھ

۳۵۔ الکلمۃ اللہیۃ : اعلیٰ حضرت کی تصنیف ہے۔ جس کا مفصل ذکر آچکا ہے

۳۶۔ الھنۃ النیر فی الماء المستدیر فتاویٰ رضویہ جلد اول میں رسالہ ہے۔ یعنی جس میں

کنوئیں کے دور کو ۴۴۹۔ ۳۵ ہاتھ ثابت کیا ہے۔

۳۷۔ البرہان القویم علی العرض التقویم نجوم و توقیت پر مبنی اعلیٰ حضرت کی

ایک کتاب کا نام ہے۔

۳۸۔ در القیچ عن درک وقت الصبح، مصنف اعلیٰ حضرت (زبان اردو) سحری

کے وقت کی جلیل تحقیق اور اسے رات کا ساتواں حصہ جاننا محض خطا ہے۔

۳۹۔ سنہ قبل مسیح علیہ السلام دیمقراطیس (Democritus)

نامی یونانی فلسفی نے یہ نظریہ پیش کیا — کہ مادہ چھوٹے چھوٹے اجزاء سے

مرکب ہے۔ جب یہ ملتے ہیں تو صورت نکلتی ہے۔ اس نے یہ بھی کہا کہ ان اجزاء کو تقسیم کرتے چلے جاؤ تو ایک ایسا بھی مرحلہ آئے گا کہ مزید ٹکڑے کرنا ناممکن ہوگا۔ اس سے جزا لایتجزی (Atom) کا نظریہ ابھرا۔ جے۔ جے۔ ٹامس۔ روڈر فورڈ، نیل بوہر وغیرہ نے اس تھیوری پر تحقیق کا مکمل کیا۔

مآخذ و مراجع

کتاب العلمیہ

- ۱۔ الکلمۃ الملهیۃ
- ۲۔ الھنۃ النیر
- ۳۔ درر القبح
- ۴۔ البرہان القویم
- ۵۔ نزول آیات فرقان
- ۶۔ معین مبین
- ۷۔ حیات العلمیہ از ملک العلماء
- ۸۔ اکرام رضا۔ از برہان ملت
- ۹۔ سوانح العلمیہ از علامہ بدرالدین
- ۱۰۔ حیات امام الہدیت
- ۱۱۔ امام احمد رضا اور عالم اسلام
- ۱۲۔ قاضی بریلوی اپنی اور بیگانوں کی نظریں
- ۱۳۔ اجالا، از پروفیسر مسعود احمد

- ۱۴۔ سہو و سرانج از کالی داس گپتا رضا
 ۱۵۔ سوانح اعلیٰ حضرت از علامہ نسیم لہنوی
 ۱۶۔ فقیہ اسلام از ڈاکٹر حسن رضا
 ۱۷۔ امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں، از مولانا یحییٰ اختر
 ۱۸۔ ہندوستان میں مذہبی قیادت اور علماء مصلحین (انگریزی کا ترجمہ)
 از ڈاکٹر باربرا ڈی ٹسکاف
 ۱۹۔ جہان رضا، مرید احمد چشتی
 ۲۰۔ کشف الظنون، از حاجی خلیفہ مصطفیٰ بن عبد اللہ
 ۲۱۔ المیزان امام احمد رضا نمبر (۲۲) معارف رضا کے مختلف شمارے
 ۲۳۔ سستی دنیا
 ۲۴۔ الرضا کے مختلف شمارے۔
-

یہاڑوں سے فالغ الاوار و عالم آشکار ہوا۔ شمس و قمر کا چلنا اور زمین کا سکون روشن طور پر لایا آج جس کا خلاف سکھایا جاتا ہے اور مسلمان ناواقف نادان لڑکوں کے ذہن میں جگہ پاتا اور انکے ایمان و اسلام پر حرف لاتا ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ فلسفہ قدیمہ بھی اس کا قائل نہ تھا اس نے اجمالاً اس پرنا کافی بحث کی جو اس کے اپنے اصول پر مبنی اور اصول مخالفین سے اجنبی تھی۔ فقیر بارگاہ عالم پناہ مصطفوی عبدالمصطفیٰ احمد رضا محمدی سنی خفی قادری برکاتی بریلوی عَفَرَ اللہُ لَهُ وَحَقَّقَ اَمَلَهُ کے دل میں ملک الہام نے ڈالا کہ اس بارے میں باذنہ تعالیٰ ایک شافی و کافی رسالہ لکھے اور اس میں ہیات جدیدہ ہی کے اصول پر بنائے کار رکھے کہ اُسی کے اقراروں سے اس کا زعم زائل اور حرکت زمین و سکون شمس بدھتہ باطل ہو وباللہ التوفیق۔

یہ رسالہ سنی بنام تاریخی فوز مبین در رد حرکت زمین ایک مقدمہ اور چار فصل اور ایک خاتمہ پر مشتمل مقدمہ میں مقررات ہیات جدیدہ کا بیان جن سے اس رسالہ میں کام لیا جائیگا۔ فصل اول میں نافریت پر بحث اور اُس سے ابطال حرکت زمین پر بارہ^{۱۲} دلیلیں۔ فصل دوم میں جاذبیت پر کلام اور اُس سے بطلان حرکت زمین پر پچاس دلیلیں۔ فصل سوم میں خود حرکت زمین کے ابطال پر اور تینتالیس^{۱۳} دلیلیں۔ یہ مجملہ تعالیٰ بطلان حرکت زمین پر ایک سو پانچ دلیلیں ہوئیں جن میں پندرہ^{۱۵} اگلی کتابوں کی ہیں جنکی ہم نے اصلاح و تصحیح کی اور پورے نوے^{۹۰} دلائل نہایت روشن و کامل بفضلہ تعالیٰ خاص ہمارے ایجاد ہیں۔ فصل چہارم میں اُن شبہات کا رد جو ہیات جدیدہ اثبات حرکت زمین میں پیش کرتے ہیں۔ خاتمہ میں کتب الہیہ سے گردش آفتاب و سکون زمین کا ثبوت وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ مَالِکِ الْمُلْکِ وَالْمَلِکُوتِ۔

مقدمہ امور مسلمہ ہیات جدیدہ میں

ہم یہاں وہ امور بیان کریں گے جو ہیات جدیدہ میں قرار یافتہ و تسلیم شدہ ہیں واقع میں صحیح ہوں یا غلط جذب و نفرت و حرکت زمین کے رد میں تو یہ رسالہ ہی ہے اور اغلاط پر تنبیہ بھی کر دینگے

وباللہ التوفیق (۱) ہر جسم میں دوسرے کو اپنی طرف کھینچنے کی ایک قوت طبعی ہے جسے
 باذیابا جاذبیت کہتے ہیں۔ اس کا پتہ نیوٹن کو ۱۶۸۷ء میں اس وقت چلا جب وہ وباسے بھاگ
 کر کسی گاؤں گیا۔ باغ میں تھا کہ درخت سے سیب ٹوٹا اُسے دیکھ کر اسے سلسلہ خیالات چھوٹا
 جس سے قواعد کشش کا بھوکا پھوٹا۔ اقول^۱ سیب گرنے اور جاذبیت کا آسیب جگنے میں علاقہ
 بھی ایسا ہی لزوم کا تھا کہ وہ گرا اور یہ اچھلا کیونکہ اس کے سوا اس کا کوئی سبب ہو سکتا ہی نہ تھا۔
 اسکی پوری بحث تو فصل دوم میں آتی ہے۔ ۱۶۸۷ء تک ہزاروں برس کے عقلا سب اس فہم سے
 محروم گئے تو گئے۔ تعجب یہ کہ اس سیب سے پہلے نیوٹن نے بھی کوئی چیز زمین پر گرتے نہ دیکھی یا
 جب تک اس کا کوئی اور سبب خیال میں تھا جسے اس سیب نے گر کر توڑ دیا۔
 (۲) اجسام میں اصل کسی طرف اٹھنے گرنے سرکنے کا میل ذاتی نہیں بلکہ اُن میں بالطبع
 قوت ماسکہ ہے کہ حرکت کی مانع اور تاثیر قاسر کی تاحد طاقت مدافع ہے۔ یہ قوت ہر جسم میں اُس
 کے وزن کے لائق ہوتی ہے ولہذا ایک جسم سے کوئی حصہ جدا کر کے دوسرے میں شامل کر دیں وزن
 کی نسبت پر اول میں گھٹ جائے گی اور دوسرے میں بڑھ جائے گی۔ اقول^۲ اولاً خود جسم میں قوت
 ہونے پر کیا دلیل ہے اگر کہیے تجربہ کہ ہم جتنے زیادہ وزنی جسم کو حرکت دینا چاہتے ہیں زیادہ
 مقابلہ کرتا اور قوی طاقت مانگتا ہے۔ اقول^۳ جذب زمین کہ ہر بھلایا زمین اُسے کھینچ رہی ہے
 تم اُسے جدا حرکت دینی چاہتے ہو اُسکی روک کا احساس کرتے ہو یہ تمہارے طور پر ہے اگر یقیناً
 باطل ہے جس کا بیان فصل دوم میں آتا ہے اور ہمارے نزدیک جسم کا میل طبعی اپنے خلاف
 جہت میں مزاحمت کرتا ہے مطلقاً حرکت سے ابا۔ یہ تو تمہارا تخیل ہے اور فلسفہ قدیم اس کے
 عکس کا قائل ہے کہ ہر ایک جسم میں کوئی نہ کوئی میل مستقیم خواہ مستدیر ضرور ہے وہ اپنے خلاف
 میل کی مدافعت کرے گا اور موافق کی مطاوعت جیسے پتھر اوپر پھینکنے اور نیچے گرانے میں اس کا
 رد بھی بعونہ تعالیٰ تذیل فصل سوم میں آتا ہے ہمارے نزدیک اجسام مشہورہ میں میل ہے سب میں

۱ یعنی اصول علم طبعی ص ۵۰ - ۵۱ ط ص ۱۱ - ۵۲ ح یعنی حدائق النجوم ص ۳۳

ط سے مراد اصول علم طبعی ہے۔ عزیز زری

ہونا کچھ ضرور نہیں ماسکہ کسی میں پانی نہ گئی اور ہو تو کچھ محذور نہیں۔ ثانیاً یہ اخیر فقرہ ایسا کہلے جس نے تمام ہیأت جدیدہ کا تسمہ لگانا رکھا۔ جس کا بیان آتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اور یہ تمہاری اپنی نہیں بلکہ نیوٹن صاحب کی اپنی جاذبیت پر عنایت ہے کہ نمبر ۸ میں آتی ہے۔

(۳۱) ہر جسم بالطبع دوسرے کے جذب سے بھاگتا ہے اس قوت کا نام نافرہ۔ ہاربر دافعہ۔ محرکہ نافریت ہے۔ اقول جاذبہ تو سیب کے گرنے سے پہچانی یہ کہلے سے جانی شاید سیب گرتے میں نیچے دیکھا تو زمین تھی اُس کا جذب خیال میں آیا اور دیکھا تو سیب شاخ سے بھاگتا پایا یوں نافرہ کا ذہن لڑا یا حالانکہ نیچے لانے کو ان میں ایک کافی ہے دو کس لئے حد الیٰ انجوم میں کہا برابر سطح پر گولی پھینکیں تو بالطبع خط مستقیم پر جاتی ہے یہ نافرہ ہے۔ اقول پھینکیں میں اس کا جواب ہے آہستہ رکھیں کہ جنبش نہ ہو تو بال بھر نہ سر کے گی۔ ہاں سطح پوری یوں میں نہ ہو تو ڈھال کی طرح ڈھلے گی۔ پھر کہا کنکلیا میں پتھر باندھ کر اڑائیں چھوٹ کر سیدھا زمین پر آئے گا۔ یہ نافرہ ہے اقول وہی بات آگئی جو ہم نے انکی دانش پر گمان کی تھی کہ نیچے دیکھا تو جذب سمجھے اور نگاہ اٹھی تو اُسے بھول گئے فرار پر قرار ہوا۔

(۴) جب کوئی جسم کسی دائرے پر حرکت کرے اُس میں مرکز سے نفرت ہوتی ہے۔ پتھر تسی میں باندھ کر اپنے گرد گھماؤ وہ چھوٹنا چاہے گا اور جتنے زور سے گھماؤ گے زیادہ زور کرے گا۔ اگر چھپٹ گیا تو سیدھا چلا جائے گا اور جس قدر قوت سے گھمایا تھا اتنی دور جا کر گرے گا۔ یہ مرکز سے پتھر کی نافریت ہے۔ اقول نافریت بے دلیل اور پتھر کی تمثیل نری علیل پتھر کو انسان یا مرکز سے نفرت نہ رغبت جانب الاف ہو اُس کا زور دیکھتے ہو تمہاری دافعہ کا اثر ہے نہ کہ پتھر کی نفرت تحقیق مقام کے لئے ہم اُن قوتوں کی قسمیں استخراج کریں جو باعتبار حرکت کسی جسم پر قاسر کا اثر ڈالتی ہیں۔ اقول وہ تقسیم اول میں دے ہیں محرکہ کہ حرکت پیدا کرے اور حاصرہ کہ حرکت کو بڑھنے نہ دے مثلاً ڈھلکے ہوئے پتھر کو ہاتھ سے رکھ لو

۲۸ ص یعنی اصول علم الہیاء ۱۰۲ وغیرہ۔

پھر محرکہ ۲ قسم ہے جاذبہ کہ متحرک کو قاسر کی سمت پر لائے جیسے تپھر کو اپنی طرف پھینکے خواہ اُس میں

قاسر سے دور کرنا ہو کہ ظاہر ہے یا قریب کرنا مثلاً اس شکل میں ب ج مقام

انسان ہے ج تپھر کا موضع آدمی نے لکڑی مار کر تپھر کو ج سے

نہیں کہ انسان کی سمت خط آج تھا اسپر لانا تو جذب ہوتا وہ خط ا ب ج پر گیا کہ سمت غیر ہے لہذا

دفع ہی ہوا۔ اگرچہ تپھر پہلے سے زیادہ انسان سے قریب ہو گیا کہ آ ب ضلع قائمہ آج وتر سے چھوٹی

ہے پھر یہ دونوں باعتبار اتصال و انفصال زمین و قسم میں رافعہ کہ حرکت میں زمین سے بلند ہی رکھے۔

لمصطفیٰ مثلاً تپھر کو زمین سے ملا اپنی طرف لا دیا آگے سرکا د اور باعتبار نقص و کمال دو قسم ہیں منہیہ

کہ متحرک کو منہیہ مقصد تک پہنچائے قاصرہ کہ رکھے اور باعتبار وحدت و تعدد خط حرکت دو قسم

ہیں مشبثہ کہ ایک ہی خط پر رکھے ناقلہ کہ حرکت کا خط بدل دے مثلاً اس شکل میں تپھر ج سے ج کی

طرف پھینکا جب ب پر پہنچا لکڑی مار کر کا کی طرف پھیر دیا یہ دافعہ ناقلہ ہوئی۔ ب د

اس حرکت میں جب تک پہنچا سہ کی طرف کھینچ لیا یہ جاذبہ ناقلہ ہوئی اور اگر ج

کی طرف پھینک کر ب سے آ کی طرف کھینچ لیا تو ب تک دافعہ مشبثہ تھی کہ اُسی خط پر لیے جاتی تھی ب

سے واپسی میں جاذبہ مشبثہ ہوئی کہ اسی خط پر لائی یہ کل ۳ قسمیں ہیں ان میں سے تپھر گرد سر گھمانے میں جاذبہ

کا تو کچھ کام نہیں کہ اپنی سمت پر لانا مقصود نہیں ہوتا بلکہ مقصود ہے باقی سات ^{علہ} میں سے چار تو تیں

یہاں کام کرتی ہیں حاصرہ اور تین دافعہ یعنی منہیہ رافعہ ناقلہ۔ تپھر کو پورا دور پھینکو کہ رسی خوب تن جائے

یہ منہیہ ہوئی۔ ہاتھ اٹھائے رکھو کہ زمین پر گرنے نہ پائے یہ رافعہ ہوئی۔ ہاتھ گرد سر پھرتے جاؤ کہ خط

حرکت ہر وقت بدلے یہ ناقلہ ہوئی۔ یہ قوتیں ہر وقت برقرار رہیں کہ نہ رسی میں جھول آنے پائے

نہ زمین کی طرف لائے نہ ایک سمت کھینچ کر رک جائے پھر یہ دافعہ کہ یہاں عمل کر رہی ہے اس کا

کام خط مستقیم پر حرکت دینا ہے تو دفع اول سے اُسی سمت کو جاتا اور ہر نقل سے اُسی کی ^{صیغہ}

سمت لیتا لیکن رسی جسے منہیہ تانے اور رافعہ اٹھائے اور ناقلہ بدل رہی ہے کسی وقت اپنی مقدار

علہ ایک حاصرہ تھی اور چھ چھ جاذبہ و دافعہ۔ جاذبہ کی چھ نکلے سات رہیں ۱۲ منہ غفرلہ

سے آگے بڑھنے نہیں دیتی ناچار ہر دفع و نقل اسی حد تک محدود رہتے ہیں اور انسان کہ یہاں مثل مرکز ہے ہر جانب اس سے فاصلہ اسی قدر رہتا ہے یہ حاصرہ ہوئی جس کا کام رسی کی بندش سے لیا گیا۔ اس نے شکل دائرہ پیدا کر دی اسے جاذب بھنجا جیسا کہ نفرانی بیرونی سے نمبر ۱۳ میں آتا ہے۔ جہالت و نا فہمی ہے یہاں جاذبہ کو اصل داخل نہیں نہ پتھر میں کوئی نافرہ ہے بلکہ حاصرہ و دافعہ کام کر رہی ہے جتنے زور سے گھماؤ گئے اتنی ہی قوت کا دفع ہوگا پتھر اتنی ہی طاقت سے چھوٹا گمان کیا جائے گا۔ حالانکہ یہ نہ اس کا تقاضا ہے نہ اس کا زور بلکہ تمہارے دفع کی قوت ہے جسے نا فہمی سے پتھر کی نافریت سمجھ رہے ہو تنبیہ یہاں ان لوگوں کا کلام مضطرب ہے عام طور پر اس قوت کو نافرہ عن المركز کہا۔ ص ۶۶ کی تقریر میں مرکز دائرہ ہی سے تنفر لیا۔ مگر جابجا جاذب مثلاً شمس سے تنفر رکھا اور ص ۱۸ میں شمس ہی کو وہ مرکز بتایا۔ اقول ان کے طور پر حقیقت امر یہی چاہیے اس لئے کہ جسم بوجہ ماسکے اثر جذب سے انکار کرے گا تو جاذب سے تنفر ہوگا اور انھیں دو کے اجتماع سے اس کے گرد دورہ کرے گا جس کا بیان نمبر آئندہ میں ہے جب تک دورہ نہ کیا تھا مرکز تھا ہی کہاں۔ جس سے تنفر ہوتا وہ تو اس کے دورے کے بعد مشخص ہوگا مگر ہم ان لوگوں کے اضطراب سخن کے سبب فصل اول میں مرکز شمس دونوں پر کلام کریں گے۔

(۵) انھیں جاذبہ دافعہ کے اجتماع سے حرکت دوریہ پیدا تمام سیاروں کی گردش شمس کی جاذبہ اور اپنی ہار بہ کے سبب ہے فرض کرو سیارہ نقطہ آ پر ہے اور آفتاب ج پر شمس کی جاذبہ اسے ج کی طرف کھینچتی ہے اور نافرہ کا قاعدہ ہے کہ خط تماس پر لیجا نا چاہتی ہے یعنی اس خط پر کہ خط جاذبہ پر عمود ہو جیسے آج پر آب دونوں اثروں کی کشاکش کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ زمین نہ ب کی طرف جلا سکتی ہے نہ ج کی جانب بلکہ

ح ۳۸	ص ۱۰۶ وغیرہ	ص ۱۰۴ وغیرہ طرح وغیرہ ۱۲
ط ۶۳	ح : ص ۳۸	
	ط : ص ۵۸	

دونوں کے بیچ میں ہو کر غر پر نکلتی ہے یہاں بھی وہی دونوں اثر میں جاذبہ سے ج کی طرف کھینچتی ہے اور
 نافرہ کی طرف لیبا ناچا ہتی ہے۔ لہذا زمین دونوں کے بیچ میں ہو کر س کی طرف بڑھتی ہے اسی طرح دورہ
 پیدا ہوتا ہے یہ مار جو اس حرکت سے بنا بطا ہر شل دائرہ خط واحد معلوم ہوتا ہے اور حقیقتہً ایک
 لہر دار خط ہے جو کثرت نہایت چھوٹے چھوٹے مستقیم خطوں سے مرکب ہوا ہے جن میں ہر خط گویا ایک نہایت
 چھوٹی شکل متوازی الاضلاع کا قطر ہے۔ اقول^۱ یہ جو یہاں ہے کہ نافرہ سے دورہ پیدا ہوتا ہے یہی
 ان کے طور پر قرین قیاس ہے اور وہ جو ان کا زبان^۲ زد ہے کہ دورے سے نافرہ پیدا ہوتی ہے بے معنی ہے
 مگر ہیأت جدیدہ الٹی کہنے کی عادی ہے جس کا ذکر تمذیل فصل سوم میں ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ تنبیہ
 یہ جو یہاں مذکور ہوا کہ جاذبہ و نافرہ ملکر دورہ بناتی ہیں یہی ہیأت جدیدہ کا مفعول ہے۔ تمام مقامات
 پر انھیں کا چرچا انھیں کی دھوم ہے ط ص ۹۳ پر بھی یہی مرقوم ہے صفحہ ۵۶ پر اس نے ایک شاخستانہ بڑھایا
 کہ فرض کرو وقت پیدائش زمین خلا میں پھینکی گئی تھی کوئی شے حائل نہ ہوتی تو ہمیشہ اُدھر ہی کوچلی جاتی
 راستے میں آفتاب بلا اور اس نے کھینچ تان شروع کی۔ اقول^۳ واقعیات کا کام فرضیات سے نہیں
 چلتا مدعی کا مطلب شاید اور ممکن سے نہیں نکلتا یہ لوگ طریقہ استدلال سے محض نا بلد ہیں اگر کوئی
 شے مشاہدہ یا دلیل سے ثابت ہو اور اس کے لئے ایک سبب متعین مگر اس میں کچھ اشکال ہے
 جو چند طریقوں سے دفع ہو سکتا ہے اور ان میں کوئی طریقہ معلوم الوقوع نہیں۔ وہاں احتمال کی
 گنجائش ہے کہ جب فہم متحقق اور اس کا یہ سبب متعین تو اشکال واقع میں یقیناً سدفع تو یہ کہنا کافی
 کہ شاید یہ طریقہ ہو لیکن یا ثابت بات کے ثابت کرنے میں فرض و احتمال کا اصلا محل نہیں کہ یوں تو
 ہمارے اس فرض کی تابع ہوئی یوں فرض کریں تو ہو سکے نہ کریں نہ ہو سکے (اس سے مدعی کے لئے
 وہی کافی مانے کا جو جنون ہو۔ پھر اگر شے ثابت و متحقق ہے اور یہ سبب متعین نہیں تو دفع اشکال بر
 بنائے احتمال ایک مجنونانہ خیال اور اگر سرے سے شے ہی ثابت نہیں نہ اسکے لئے یہ سبب متعین

پھر اس میں یہ اشکال تو کسی احتمال سے اس کا علاج کر کے شے اور سبب دونوں ثابت مان لینا
دوہرا جنون اور پورا ضلال پھر اگر علاج کے بعد بھی بات نہ بنے جیسا کہ یہاں ہے جب تو جنونوں کی
گنتی ہی نہ رہی یہ نکتہ خوب یاد رکھنے کا ہے کہ بعض جگہ مخالف دھوکا نہ دے سکے۔

(۶) ہر مدار میں جاذبہ و نافرہ دونوں برابر رہتی ہیں ورنہ جاذبہ غالب ہو تو مثلاً زمین
شمس سے جالیے نافرہ غالب ہو تو خط ماس پر سیدھی چلی جائے دورہ کا انتظام نہ رہے۔ اقول
بتائے یہ ہیں اور خود ہی اس کے خلاف کہتے ہیں اور حقیقتاً تناقض پر مجبور ہیں جس کا بیان فصل اول
سے بعونہ تعالیٰ ظاہر ہوگا۔

(۷) نافرہ بمقدار جذب ہے اور سرعت حرکت بمقدار نافرہ۔ جذب جتنا قوی ہوگا
نافرہ زیادہ ہوگی کہ اس کی مقادمت کرے اور نافرہ جتنی بڑھے گی چال کا تیز ہونا ظاہر ہے کہ وہ متحرک
لفظ ہے و لہذا سیارہ آفتاب سے جتنا بعید ہے اتنا ہی اپنے مدار میں آہستہ حرکت کرتا ہے۔ سب سے
قریب عطارد ہے کہ ایک گھنٹہ میں ایک لاکھ پانچ ہزار تین سو ^{۱۱}سٹین میل چلتا ہے اور سب سے دور نیپچون ایک
گھنٹہ میں گیارہ ہزار نو سو اٹھاون میل۔ اقول یہ قرین قیاس ہے اور وہ جو نمبر ۱۳ میں آتا ہے
کہ جاذبہ و نافرہ بحسب سرعت بدلتی ہیں معکوس گونی پر مبنی ہونا ضرور نہیں بلکہ مقصود نسبت بتانا ہے۔
(۸) اجسام اجزائے دیمقراطیہ سے مرکب ہیں نیوٹن نے تصریح کی کہ وہ نہایت پھوٹے پھوٹے
جسم ہیں کہ ابتدائے آفرینش سے بالطبع قابل حرکت و ثقیل و سخت و بے جوف ہیں۔ اُن میں کوئی حصہ میں
تقسیم کے اصلاً لائق نہیں اگرچہ وہ ہم اُن میں حصے فرض کر سکے۔ اقول اولاً یہ من وجہ ہمارے مذہب سے
قریب ہے ہمارے نزدیک ترک اجسام جو ہر فردہ یعنی اجزائے لاتیجری سے ہے کہ ہر ایک نقطہ جوہری ہے
جن میں عرض طول عمق اصلاً نہیں وہ ہم میں بھی انکی تقسیم نہیں ہو سکتی۔ فلسفہ قدیمہ جسم کو متصل و جدائی ماننا
ہے جس میں بالفعل اجزا نہیں اور بالقوہ تقسیم غیر متناہی کا قائل ہے ثانیاً نیوٹن کی تصریح کہ وہ سب

۳۲ ح ۵۲
۱۲

۱۲ ط ۵۲

۱۰۳ ص ۱۰۳

۱۲ ط ۵۳

۱۲ ط ۵۵

اجزاء بالطبع قابل حرکت ہیں بظاہر نمبر ۲ کے مناقض ہے کہ جسم بالطبع حرکت سے منکر ہے اور اثر قشر سے قبول حرکت اس کے فقط بالطبع کے خلاف ہے مگر یہ کہا جائے کہ طبیعت ہی میں قبول اثر قاسر کی استعداد رکھی گئی ہے کہ یہ صلاحیت نہ ہوتی تو قاسر سے بھی حرکت ناممکن ہوتی اور طبیعت ہی کو اپنے وزن و ثقل طبعی کے باعث حرکت سے انکار ہے یہ قوت ہے جس کا کام فعل کرنا ہے یعنی محرک کی مسامحت اور وہ صلاحیت ہے جسکی شان قبول اثر ہے۔ حاصل یہ کہ اپنے وزن کے سبب مانفت کرتا ہے اور قوت قشر کے باعث قبول کر لیتی ہے تو تعارض نہیں۔ ثالثاً یہ سبب بھی مگر یہ قول الیہ صادر ہوا کہ ساری ہیات جدیدہ کا خاتمہ کرایا۔ جس کا بیان انشاء اللہ تعالیٰ آتا ہے۔ معلوم نہیں نیوٹن نے کس حال میں الیہ لفظ ثقیل لکھ دیا جس نے اسی کے ساختہ پر داخہ قواعد جاذبیت کو خفیف کر دیا فائدہ ہمارے علم کے شکلیں ثقل و وزن میں فرق فرماتے ہیں وہ بلحاظ نوع ہے یہ بلحاظ فرد۔ وہ ایک صفت مقتضائے صورت نوعیہ ہے جس کا اثر طلب سفلی ہے اسے حجم و وزن و کثرت اجزاء سے تعلق نہیں ٹھہے میں لوہے کی چھنکی سے وزن زائد ہے مگر لوہا لکڑی سے زیادہ ثقیل ہے اور حدائق الخوم میں کہا ثقل ہمیشہ جسم کو نیچے کھینچتا ہے پھر ثقل کیا کہ ثقل وہ میل طبعی ہے کہ سب اجسام کو کسی مرکز کی طرف ہے۔ اقول^{۱۶} یہ مسامحت ہے ثقل میل نہیں بلکہ سبب میل ہے جیسا خود آگے کہا کہ وہ دو قسم ہے اول مطلق یعنی نفس ثقل جس کے سبب جملہ اجسام اپنے مرکز مجموعہ کی طرف میل کرتے ہیں۔ جیسے ہمارے کرہ کے عنصریات جانب مرکز زمین یہ ہمیشہ مقدار مادہ جسم کے برابر ہوتا ہے جس میں اسکی جسامت کا اعتبار نہیں تو لکڑی اور لوہا دونوں کا ثقل مطلق برابر ہے۔ اقول^{۱۷} اولاً

کہنا تھا کہ دونوں ثقل مطلق میں برابر ہیں یعنی میل بمركز زمین دونوں کی طبیعت میں ہے مطلق میں موازنہ کی گنجائش کہاں۔ ثانیاً اسی وجہ سے مطلق کو مقدار مادے کے مساوی ماننا جہل ہے کیا مقدار مادہ کی کمی بیشی سے مطلق بدلے گا ثالثاً یہ جو تفاوت مادے سے کم بیش ہوتا ہے محال ہے کہ لوہے اور لکڑی میں مساوی ہو۔ جسم جتنا کشیف تر اس میں مادہ یعنی وہی اجزائے دمیقراطیسیہ کم سیاتی بیشتر لوہے کی

کثافت لکڑی کہاں سے لائے گی یہ لوگ جب اس میدان میں آتے ہیں ایسی ہی ٹھوکریں کھاتے ہیں پھر کہاں دوسرا ثقل مضاف یعنی ایک جسم کو دوسرے کی نسبت سے یہ باختلاف انواع مختلف ہوتا ہے۔ ایک ہی حجم کی دو چیزوں میں ان کے مادوں کی نسبت سے مختلف ہوتا ہے۔ ایک انگلی مکعب لوہا بھی لو اور لکڑی بھی لو ہا زیادہ بھاری ہوگا کہ مساوی جسامت کے لوہے میں لکڑی سے مادہ زائد ہے۔ اقول فرق کیا ہوا ثقل مطلق بھی موافق مقدار مادہ تھا جس کے یہی معنی کہ مادے کی کمی بیشی سے بدلے گا یہی مضاف میں ہے کمی بیشی کا لحاظ وہاں بھی بے لحاظ تعدد نسبت دوشے ممکن نہیں اگر یہ فرض کر لو کہ شے واحدین مادہ اس سے کم ہو جائے تو ثقل کم ہوگا اور زائد تو (۱) تو یہ کیا دو چیزوں اور ان کی نسبت کا اعتبار نہ ہوا بالجملہ ان کے یہاں مدار ثقل کثرت اجزاء پر ہے کم اجزاء میں کم زائد میں زائد اور یہ نہیں مگر وزن تو ان کے یہاں ثقل و وزن شے واحد ہے۔ ہم آئندہ غالباً اسی پر بنائے کلام رکھیں گے۔

(۹) ہر جسم کا مادہ جسے بیوی و جسمیہ بھی کہتے ہیں وہ چیز ہے جس سے جسم اپنے مکان کو بھرتا اور دوسرے جسم کو اپنی جگہ آنے سے روکتا ہے۔ اقول یہ وہی اجزاء و میقاتیسیہ جوئے اور انکی کمی بیشی جسم تعلیمی یعنی طول عرض عمق کی کمی بیشی پر نہیں بلکہ جسم کی کثافت پر ایک حجم کے دو جسم ایک دوسرے سے کثیف تر ہو جیسے آہن و چوب یا طلا و سیم کثیف تر ہیں۔ اجزاء زیادہ ہونگے۔ کبھی زیادہ حجم میں کم جیسے لوہا اور رول۔

(۱۰) جاذبیت بحسب مادہ سیدھی بدلتی ہے اور بحسب مزاج بعد بالقلب۔ اقول یہاں مادے سے مادہ جاذب مراد ہے اور تبدیل سے طاقت جذب کا تفاوت یعنی جاذب میں جتنا مادہ زائد اتنا ہی اس کا جذب قوی۔ یہ سیدھی نسبت ہوئی اور بعد مجذوب کا مجذوب و جتنا زائد اتنا ہی جذب ضعیف گزیر بعد پر جو جذب ہے دو گزیر اس کا چہارم ہوگا۔ دس گزیر اس کا سوواں حصہ یہ نسبت معکوس ہوئی کہ کم پر زائد زائد پر کم۔ نتیجہ (۱۱) کثیف تر کہ جذب اشد (ب) تر پائز

پر اثر اکثر (جر) خط عمود پر عمل اقویٰ تنبیہ جلیل اقول یہ قاعدہ دلیل روشن ہے کہ طبعی قوت
 جذب ہر شے کی طرف یکساں متوجہ ہوتا ہے مجذب کی حالت دیکھ کر اس پر اپنی پوری یا آدھی یا تہنی
 قوت اس کے مناسب جانے صرف کرنا اس کا کام ہے جو شعور و ارادہ رکھے طبعی قوت ادراک نہیں
 رکھتی کہ مجذب کی حالت جانچے اور اسکے لائق اپنے کل یا حصے سے کام لے وہ تو ایک ودیعت رکھ
 قوت بے ارادہ و بے ادراک ہے نہ اس میں جدا جدا حصے ہیں شے واحد ہے اور اس کا فعل واحد
 ہے اس کا کام اپنا عمل کرنا ہے مقابل کوئی شے کیسی ہی ہو بھیکا ہو اکپڑا دھوپ میں پھیلا دو۔
 جسکے ایک حصے میں خفیف نم ہو اور دوسرا حصہ خوب تر حرارت کا کام جذب رطوبات ہے اس وقت
 کی دھوپ میں جتنی حرارت ہے وہ دونوں حصوں پر ایک سی متوجہ ہوگی ولہذا نم کا حصہ جلد
 خشک ہو جائے گا اور دوسرا دیر میں کہ اتنی حرارت اس خفیف کو جلد جذب کر سکتی تھی اور اگر
 یہ ہو تا کہ طبعی قوت بھی مقابل کی حالت دیکھ کر اسی کے لائق اپنے حصے سے اس پر کام لیتی تو آج
 تھا کہ نم بھی اتنی ہی دیر میں سوکھتی جتنی میں وہ گہری تری کہ ہر ایک پر اسی کے لائق جذب آتا نم پر
 کم اور تری پر زیادہ حالانکہ ہرگز ایسا نہیں بلکہ دھوپ اپنی قوت جذب کا پورا عمل دونوں پر کرتی ہے
 ولہذا کم کو جلد جذب کر لیتی ہے یوں ہی مقناطیس لوہے کے ذروں کو ریزوں سے جلد
 جذب کرے گا اگر ہر ایک کے لائق جذب کرتا تو جس قوت سے ریزوں کو کھینچا تھا عام ازیں
 کہ کل قوت ملتی یا بعض جو نسبت ذروں کو ان ریزوں سے ہے اسی نسبت کے حصے قوت سے
 ذروں کو کھینچتا دونوں برابر آتے۔ نہیں نہیں بلکہ قطعاً سب کو اپنی پوری قوت سے کھینچا جس نے
 ملے پر زیادہ عمل کیا یوں ہی بعد کے بڑھنے سے جذب کا ضعیف ہوتا جانا قطعاً اسی بنا پر ہے
 کہ وہی قوت واعدہ ہر جگہ عمل کر رہی ہے۔ ظاہر کہ قریب پر اس کا عمل قوی ہوگا اور جتنا بعد بڑھے گا
 گھٹتا جائیگا اور اگر بعد کے لائق مختلف حصے کام کرتے تو ہرگز بعد بڑھنے سے جذب میں ضعف
 نہ آتا جتنک ساری طاقت ختم نہ ہو چکی کہ ہر حصہ بعد پر طبیعت اپنی قوت کے حصے بڑھاتی جاتی اور نسبت
 یکساں رہتی ہاں جب آگے کوئی حصہ نہ رہتا تو اب بعد بڑھنے سے گھٹتی کہ اب عمل کرنے کو بھی قوت وا

معینہ رہ گئی بالکل بعد بڑھنے سے ضعف آنے کو لازم ہے کہ ہر جگہ ایک ہی قوت معینہ عامل ہو اور وہ کوئی حصہ نہیں ہو سکتی کہ حصوں کی تقسیم غیر متناہی یہ حصہ معین ہوا وہ کیوں نہ ہو اگر تریج بلامرغ ہے لہذا واجب کہ طبعی جاذب ہمیشہ اپنی پوری قوت سے عمل کرتا ہے۔ یہ جلیل فائدہ یاد رکھنے کا ہے کہ بعونہ تعالیٰ بہت کام دے گا تنبیہ اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ مثلاً زمین کا پورا کرہ اپنی ساری قوت سے ہر شے کو کھینچتا ہے بلکہ مجذوب کے مقابل جتنا ٹکڑا ہے جیسے اس کیڑے کو شرق تا غرب پھیلی ہوئی ساری دھوپ نے نہ سکھایا تھا بلکہ اسی قدر نے جو اسکے محاذی تھی۔

(۱۱) جذب بحسب مادہ مجذوب ہے دنس جز کا جسم جتنی طاقت سے کھینچے گا تنو جز کا اس کی وہ چند ہے۔ اگر تم ایک سیر اور دوسرے دنس سیر کے جسم کو برابر عرضے میں کھینچنا چاہو تو کیا دس سیر کو دس گنے زور سے نہ کھینچو گے اقول یہ بجائے خود ہی صحیح رکھتا تھا جب اس میں مجذوب پر نظر ہو اور اسکے دو محل ہوتے اول طلب کا تبدل یعنی ہر مجذوب اپنے مادے اور بعد کے لائق طاقت مانگے گا جاذب میں اتنی قوت ہے کھینچنے کا ورنہ نہیں۔ یوں یہ دونوں نسبتیں مستقیم ہیں کہ مجذوب میں مادہ خواہ بعد جو کچھ بھی زائد ہو اتنی ہی طاقت چلے گا۔ دوم مجذوب پر اثر کا تبدل یوں یہ دونوں نسبتیں معکوس ہیں کہ مجذوب میں مادہ خواہ بعد جس قدر زائد اسی قدر اس پر جذب کا اثر کم اور جتنا مادہ یا بعد کم اتنا ہی زائد۔ مگر اس صحیح بات کو غلط استعمال کیا ہے اس میں جاذب پر نظر رکھی کہ وہ مادہ وزن مجذوب کے لائق اس پر اپنی قوت صرف کرتا ہے یہ بھی صاحب ارادہ طاقت کے اعتبار سے صحیح تھا مگر اسے قوت طبعیہ پر ڈھالا کہ مجذوب میں جتنا مادہ ہوگا زمین اُسے اتنی ہی طاقت سے کھینچے گی۔ اب یہ محض باطل ہو گیا۔ اولاً اس کا بطلان ابھی سن چکے اور انسان سے تشیل جہالت۔ انسان ذی شعور ہے زمین صاحب ادراک نہیں کہ مجذوب کو دیکھے اور اسکی حالت جانچے اور اس کے لائق قوت کا اندازہ کرے تاکہ اتنی ہی قوت اس پر خرچ کرے۔ تنبیہ اگر یہ ہے تو وہ پہلا قائدہ جس پر ساری ہیات جدیدہ کا اجماع اور سردار فلسفہ جدیدہ

نیوٹن کا اختراع ہے صاف غلط ہو جائے گا جب زمین مجذوب کے مادوں کا ادراک کرتی ہے اور ان کے قابل اپنی قوت کے حصے چھانٹتی ہے تو کیوں نہ اس کے بعد کا ادراک کرے گی اور ہر بعد کے لائق اپنی قوت کا حصہ پھیلنے کی تو ہر بعد پر جذب یکساں رہے گا۔ مثلاً ^{۳۲}تنبیہ اقول ملاحظہ نمبر ۲ سے یہاں ایک اور سخت اعتراض ہے نمبر ۱۵ میں آتا ہے کہ تھارے نزدیک اختلاف وزن اختلاف جذب پر متفرع ہے اور ہم ثابت کر دینگے کہ ہیات جدیدہ کو اس اقرار پر قائم رہنا لازم ورنہ ساری ہیات باطل ہو جائے گی۔ اب یہاں اختلاف جذب اختلاف وزن پر متفرع کیا کہ دس سیر کا جسم دس گنی طاقت سے کھینچے گا۔ یہ کھلا دور ہے اگر کہیے اختلاف وزن پر نہیں اختلاف مادے پر متفرع کیا۔ اختلاف وزن سے مثال دی ہے کہ ہمارے جذب سے پہلے جذب زمین نے وزن پیدا کر دیا ہے۔ اقول ^{۳۳}مختلف قوت جذب چاہنا اختلاف وزن سے ہوتا ہے مادے میں جب پیش از جذب کچھ وزن ہی نہیں تو بے وزن چیز قلیل ہو یا کثیر مختلف قوت چاہے گی اگر کہیے اختلاف مادے سے ماسک مختلف ہوگی لہذا مختلف جذب درکار ہوگا۔ اقول ^{۳۴}ماسک بحسب وزن ہی تو ہے (ع ۲) پھر اختلاف وزن ہی پر بنا آگئی ورنہ درکار رہا مگر صاف انصاف یہ کہ نمبر ۲ نیوٹن کے قول نمبر ۸ پر مبنی اور ہیات جدیدہ کا بیچن ہے جسے وہ کسی طرح تسلیم نہیں کر سکتی بلکہ جا بجا اس کا رد کرتی ہے جس کا بیان نمبر ۱۵ میں آتا ہے۔ ہیات ^{۳۵}جدیدہ کے طور پر صحیح یہ ہے کہ ماسک بر بنائے وزن نہیں بلکہ نفس مادے کی طبیعت میں حرکت سے انکار ہے تو جس میں مادہ زیادہ ماسک ^{۳۶}اند توانا کار افزون تو اس کے جذب کو قوت زیادہ درکار۔ یہ تقریر یاد رکھیے اور اب یہ اعتراض یکسر اٹھ گیا۔ ^{۳۷}تنبیہ حیات جدیدہ نے اس تناقض کی بنا پر ایک اور قاعدہ اس سے بھی زیادہ باطل تراشا جسے اپنے مشاہدے سے ثابت بتاتی ہے بھلا مشاہدے سے زیادہ اور کیا درکار ہے۔ وہ اس سے اگلا قاعدہ ہے۔ ^{۳۸}تنبیہ ضروری اقول ^{۳۹}یہ دونوں قاعدے متناقض صحیح مگر ان سے اتنا کھل گیا کہ جذب کی تبدیل تین ہی وجہ سے ہے مادہ جذب مادہ مجذوب بعد۔ جن میں قابل قبول صرف دو ہیں۔ مادہ مجذوب اس نمبر ۱۱ نے ظہور

میں نغمہ اور شطرنج میں بنگلہ بڑھایا بہر حال مجذوب واحد سے جاذب واحد کا جذب ہمیشہ یکساں رہیگا وہ جو نمبر ۱۳ میں آتا ہے کہ جاذبیت بحسب سرعت بدلتی ہے نمبر ۱ میں گزرا کہ اصل میں سرعت بحسب جاذبیت بدلتی ہے۔

(۱۲) جذب اگرچہ باختلاف مادہ مجذوب مختلف ہوتا ہے مگر جاذب واحد مثلاً زمین کے جذب کا اثر تمام مجذوبات صغیر و کبیر پر یکساں ہے سب ہلکے بھاری اجسام کہ زمین سے برابر فاصلے پر ہوں ایک ہی رفتار سے ایک ہی آن میں زمین پر گر گرتے کہ ان میں آپ تو کوئی میل ہے نہیں جذب سے گرتے اور اس کا اثر سب پر برابر ایک حصہ مادے کو زمین نے ایک قوت سے کھینچا اور دس حصے کو وہ چند قوت سے تو حاصل وہی رہا کہ ہر حصہ مادہ کے مقابل ایک قوت لہذا اثر میں اصلاً فرق نہ ہوتا مگر ہوتا ہے بھاری جسم جلد آتا ہے اور ہلکا دیر میں اس کا سبب نتیج میں ہوائے حائل کی مقادمت ہے بھاری جسم سے جلد مغلوب ہو جائیگی کم روکے گی جلد آئے گا ہلکے سے دیر میں متاثر ہوگی زیادہ روکے گی دیر لگائے گا۔

اس کا امتحان آکھ ایریمپ سے ہوتا ہے۔ جس کے ذریعہ ہوا برتن سے نکال لیتے ہیں۔ اس وقت روپیہ اور روپے برابر کا غذا یا پر ایک ہی رفتار سے زمین پر پہنچتے ہیں یہ حاصل ہے اس کا جو چار صفوں سے زائد میں لکھا۔ اقول^۱ اولاً اس سے بڑھ کر عاقل کون کہ لفظ کہے اور معنی نہ سمجھے جس میں وزن زیادہ ہے وہ مقادمت ہوا پر جلد غالب آتا ہے۔ زیادہ وزن کے کیا معنی یہی نہ کہ وہ زیادہ جھکتا ہے یہ اس کی اپنی ذات سے ہے تو اسی کا نام میل طبعی ہے جس کا ابھی تم نے انکار مطلق کیا اور اگر زمین اسے زیادہ جھکاتی ہے تو یہی تفادات اثر جذب ہے اس پر زیادہ نہ ہوتا تو زیادہ کیوں جھکتا۔

ثانیاً زیادت وزن کا اثر صرف یہی نہیں کہ مقادمت پر جلد غالب آئے بلکہ اس کا اصل اثر زیادہ جھکنے ہے۔ مقادمت پر جلد غلبہ بھی اسی زیادہ جھکنے سے پیدا ہوتا ہے۔ اگر یہاں آکر معلق رہے نیچے نہ جھکے ہوا کو ذرہ بھر شوق نہ کرے گا تمہاری جہالت کہ تم نے فرع کو اصل رکھا اور اصل کو لخت اڑا دیا۔ مقادمت پر اثر ڈالنا زیادہ جھکنے پر موقوف تھا لیکن زیادہ جھکنا کسی مقادمت کے ہونے نہ ہونے پر موقوف نہیں وہ نفس زیارت وزن کا اثر ہے تو ہوا بالکل نکال لینے پر بھی یقیناً رہیگا

اور روپیہ ہی جلد پہنچے گا بلکہ ممکن کہ اب پہلے سے بھی زیادہ کہ اس وقت اس کی تھونک کو ہوا کی روک تھامی اب وہ روک بھی نہیں۔ اہل انصاف دیکھیں کیسی صریح باطل بات کہی اور مشاہدے کے سر تھوپ دی یہ حالت ہے ان کے مشاہدات کی یہ دیگ کا چاول یاد رہے کہ آئندہ کے اور خلاف عقل دعووں کی بانگ ہے اور اس کا زیادہ منہ فصل دوم میں کھلے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اور ہمارے نزدیک حقیقت امر یہ ہے کہ ہر ثقیل میں ذاتی ثقل اور طبعی میل سفل ہے کہ بزیادت وزن زائد ہوتا ہے تو ہلکی خود ہی کم تھکے گی۔ اگرچہ ہوا حائل نہ ہو اور حائل ہوئی تو اسے شق بھی کم کرے گی تو بھاری چیز کے جلد آنے کا ایک عام سبب ہے اُس میں میل فزوں ہونا خواہ کوئی حائل ہو یا نہ ہو اور در صورت جملوت زیادت وزن کے باعث حائل کو زیادہ شق کرنا تو بعض غلط ہوا برتن سے بالکل نکال بھی لی جائے روپیہ پھر بھی پر سے یقیناً جلد آئے گا۔ اگرچہ چند انگل کی مسافت میں تمہیں فرق نہ محسوس ہو۔

(۱۳) جب کوئی جسم دائرے میں دائرہ تو مرکز سے مافرہ اور

مرکز کی طرف جاذبہ (ازخاکہ دونوں برابر ہوتی ہیں) مربع سرعت ہے نصف قطر دائرہ کی نسبت سے بدلتی ہیں۔ آء سرعت ہے یعنی وہ مسافت کہ جسم نے مثلاً ایک سکند میں قطع کی نافرہ کی۔ دلیل اب ہے یعنی وہ۔

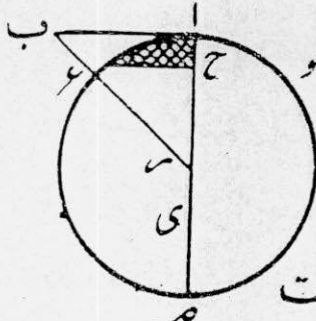
یہاں تک پھینکتی ہے تو سیدھا اسی طرف جاتا مگر جاذبہ آس نے اُسے ہی مرکز کی طرف کھینچا تو جسم اب سے آء کی طرف پھر گیا چوٹی قوس اور اس کے وتر میں فرق کم ہوتا ہے۔ لہذا قوس آء کی جگہ و تراؤ لو اور جاذبہ کو ح اور سرعت کو س فرس کر دو :: [اس : آء :: آء یعنی ح : س :: س : قطر] یعنی ح = $\frac{س}{قطر} \times ۲$ یعنی جاذبہ $\frac{س}{قطر}$ کی نسبت پر بدلیگی اور دائرے پر حرکت میں جاذبہ و نافذ برابر ہوتی ہیں اور ایک دائرے میں نصف قطر کی قیمت محفوظ ہے۔ لہذا جاذبہ و نافذ مربع سرعت کی نسبت بدلے گی مثلاً ڈور میں گیند باندھکر گھماؤ جب سرعت دو چند ہوگی ڈور پر زور چار چند ہوگا تو ڈور یعنی جاذبہ کی مضبوطی بھی چار چند ہونی چاہئے۔ اقول یہ سب تبلیس و تدلیس ہے۔

اولا اسے جاذبیت رکھی کہ سہم قوس آء ہے اور آب و انفعیت کے مساوی سہم جیب قوس مذکور ہے اور جیب سہم سوا ربع دور و سہ ربع دور کے کبھی مساوی نہیں ہو سکتے ربع اول و چہارم میں ہمیشہ جیب بڑی ہوگی اور دوم و سوم میں ہمیشہ سہم اور بوجہ صغر قوس قلت تفاوت کا عذر مردود ہے۔ ثانیاً آب و انفعیت نہیں بلکہ وہ مسافت جس تک اس دفع کے اثر سے جاتا خود بھی اسے دلیل نافرہ کہا یہاں واقع کہا جب اتنا اثر ہے تو جاذب کے تجاذب سے اگر گھٹے نہیں تو بڑھنا کوئی معنی ہی نہیں رکھتا تو جسم یہاں اسی قدر مسافت پر جا سکتا ہے۔ وہ قوس آء رکھی پھر و ترا و واجب کہ آب و آء یعنی جیب و وتر مساوی ہوں اور یہ قطعاً ہمیشہ محال ہے (۱۱) آء قائم الزاویہ میں آء و سہ دونوں قائم ہوئے یا قائمہ مساوی حادثہ اور عذر صغر پہلے رد ہو چکا۔ ثانیاً اگر سہم و آء و وتر بھی مساوی ہو گئے اور یہ بھی محال ہے اب مثلث آء قائم الزاویہ مختلف الاضلاع ہو گیا اور قائمہ ۶۰ درجہ کا رہ گیا اور ایک ثانیہ ۸۰ درجہ ایک ثانیہ ہوا کہ سہم محیطیہ ایک ثانیہ پر پڑا ہے اور سہم محیطیہ ایک ثانیہ کم نصف دور پر اور دونوں مساوی ہیں کہ دونوں کے وتر مساوی ہیں (مامونی) تو دونوں قوسیں مساوی ہیں (مقالہ ۳ شکل ۲۵) بالجملة اس پر بیشمار استدلایے ہیں۔ سراجیہ ضرور ہے کہ مہندسین نہایت صغیر قوسوں میں اُن کے وتر اُن کی جگہ لے لیتے ہیں جیسے اعمال کسوف و خسوف میں مگر اسے تو حکم عام دینا ہے ہر جگہ یہ ٹوکے چلے گا دیکھو نصف دور ۱۸۰ درجہ محیطیہ ہے اور اس کا وتر کہ قطر ہے صرف ۱۲۰ درجہ وہ بھی قطریہ کہ محیطیہ کے $\frac{1}{2}$ سے بھی کم ہوئے فرض کر دو قوس آء ۶۰ درجہ ہے تو درجات قطر یہ سے آء سہم صرف ۳۰ ہے اور سہم

عہ تو یہ نصف ثانیہ ہوا اور سہم آء ۸۹ ۵۹ ۵۹ ۳۰ اور دونوں مساوی ہیں اور نسبت اصنان مثل نسبت الضاف ہے (اقلیدس مقالہ شکل ۱۵) تو ایک ثانیہ ۵۹ ۵۹ کے برابر ہوا۔ یعنی

$$1 = ۴۴۹۹۹ : ۴۴۹۹۸ \text{ یہ ہیں تحقیقات جدیدہ } ۱۲ \text{ منہ غفرلہ}$$

۱۶ یعنی ۱۱۳ درجہ ۳۵ دقیقے ۲۹ ثانیے ۳۶ ثالثے ۴۷ رابعے ۱۲ منہ غفرلہ



جیب تقریباً ۵۲ آعر قوس تقریباً ۹۳ مجنون ہے جو ان سب کو
مساوی کہے خاصاً تساوی قوتیں پر شکل وہ نہ ہوگی بلکہ یہ
اب دلیل و افغہ ہے آ کو مرکز ماکر بعد ب پر قوس ب س
کھینچی جس نے محیط کو عر قطع کیا اور قطر کو س پر تو آعر مسافت

و اثر دافعیہ ہوئی اور اس اثر جاذبیت اب اس سہم قوس آعر نہیں بلکہ اس کا سہم
ا ح ہے بحکم شکل مذکور اقلیدس ا ح بحسب مربع آعر بدلیگا نہ کہ جاذبیت اس سادسا۔
دعویٰ میں جاذبہ نافرہ دونوں تھیں اور بغرض باطل اس دلیل سے ثابت ہوا تو جاذبہ کا بحسب
مربع مسافت بدلنا جسے بنادانی مربع سرعت کہا سرعت مسافت نہیں بلکہ مسافت مساوی
کو زمانہ اقل میں قطع کرنا نافرہ کے دعوے کو تساوی جاذبہ و نافرہ پر حوالہ کیا اور اسے خود
شکل میں بگاڑ دیا کہ جاذبہ سہم رکھی اور دافعیہ جیب۔ بلکہ وتر۔ بلکہ قوس۔ اہل انصاف
دیکھیں یہ حالت ہے انکی اوہام پرستی کی اپنے باطل خیالات کو کیسا زبردستی برہان مہندی
کا لباس پہنا کر پیش کرتے ہیں۔

(۱۴) ہر دائرے میں جاذبہ ہو یا نافرہ بحسب نصف قطر ۱۰ مربع زمانہ
دورہ ہے اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ آفتاب جو زمین کو کھینچتا ہے اور زمین قمر کو ان
دونوں کششوں میں کیا نسبت ہے نصف قطر مدار قمر کو ایک فرض کریں تو نصف قطر مدار
زمین ۱۰۰ ہوگا اور اس کی مدت دورہ ۲۷۵۳۲۵ دن ہے اور اسکی ۲۵ و ۳۶ دن بناخذا
قمر بہ شمس: انجذاب قمر بہ ارض :: (۲۷۵۳۲۵) : ۲ :: (۳۶ و ۲۵) : ۱ :: ۲۲ یعنی شمس اگرچہ
دور ہے قمر کو ۲۵ زمین سے زیادہ کھینچتا ہے اتنے۔ اقول ۲۲ متبیین بدل گئے یوں کہنا
تھا کہ انجذاب قمر بہ ارض: انجذاب قمر بہ شمس :: الخ اور اختصار میں ۲۲ چلے گئے تھا کہ

۱۰ یعنی ۵۱ درجے ۵۷ دقیقے ۱۴ ثانیے ۲۹ ثالثے ۱۴ رابعے ۱۲ منہ غفرلہ

۲۰ یعنی ۶۲ درجے ۴۹ دقیقے ۵۴ ثانیے ۲۰ ثالثے ۲۴ رابعے ۱۲ منہ غفرلہ

۳۰ ص ۱۲ - ۳۱ ص ۱۲

حاصل ۲۵۲۳۷ ہے کہ ربع سے قریب ہے پھر بفرض صحت اس سے ثابت ہوتی تو وہ نسبت جو قمر کو زمین اور زمین کو شمس کی کشش میں ہے۔ جیسا کہ ابتداء دعویٰ کیا تھا۔ اور نتیجہ میں رکھی وہ نسبت جو قمر کو کشش زمین و شمس میں ہے خیر اسے کہہ سکیں کہ بوجہ قلت مقدار دورہ و بعد زمین کو دورہ و بعد قمر رکھا مگر اس کے بیان میں اس دلیل کا منہ ہی قاعدہ نمبر ۱۱ ہے اور اس کا منہ ہی قاعدہ نمبر ۱۳ جس کے شدیداً بطلان ابھی سن چکے۔

(۱۵) وزن جذب سے پیدا ہوتا اور اس کے اختلاف سے گھٹنا بڑھتا ہے اگر

جسم پر جذب اصلانہ ہو یا سب طرف سے مساوی ہونے کے باعث اس کا اثر نہ رہے تو جسم میں کچھ وزن ہوگا جسم اگر مرکز زمین پر چلے جائیں تمام ذرات زمین ہم کو برابر کھینچیں گے اور اثر کشش جاتا رہے گا ہم بے وزن ہو جائیں گے۔ اقول یہ نری بے وزن بدیہی البطلان بات کہ جسم میں خود کچھ وزن نہیں جذب سے پیدا ہوتا ہے ہیأت جدیدہ کی کثیر تصریحات سے واضح و آشکار ہے اکتشاف عطار دسونے کے قریب زمین سے دو چند ہے مگر اس کے صغر کے سبب اس کی جاذبیت جاذبیت زمین کی ۱/۵ ہے اسی نسبت سے اوزان اس کی سطح پر گھٹتے ہیں جو چیز زمین پر من بھر ہے عطار د پر رکھ کر تولیں تو صرف چوبیس سیر ہوگی۔ ب سطح ۱/۵ آفتاب پر جسم کا وزن سطح زمین سے ۲۸ گنا ہوتا ہے یعنی یہاں کا من وہاں کا من ہو جائے گا وہاں کا من یہاں من رہ جائے گا اس کا رد فصل ۲ رد ۱۴ سے روشن رہا۔

جہ جو چیز ۱/۵ سطح زمین پر تین ہزار چھ سو رطل کی ہے کہ اس کے بعد مرکز سے بقدر نصف قطر زمین ہے اگر سطح زمین نصف قطر کی دوری پر رکھیں ۹ سو رطل رہ جائے گی اور پورے قطر کے بعد چار ہی سو اور ڈیڑھ قطر کے فاصلے پر سوا دو سو اور دو قطر کے فاصلے پر ایک سو چوبیس

عہ کما قال فی اول هذه النمرة ۲۰۹ ان القمر بدور حول الشمس على معدل بعد

الارض وفي نفس مدة دوران الارض حولها الخ ۱۲ منہ

۱۵ ط ص ۱۲ ۱۵ ط ص ۱۲ ۱۵ ص ۱۲ ۱۵ ص ۱۲

۱۵ ح ص ۳۸

ہی رطل رہے گی کہ مربع بعد جتنے بڑھتے ہیں جاذبیت اتنی ہی کم ہوتی ہے تو ویسا ہی وزن گھٹتا جائے گا یعنی ساڑھے چار قطر کے بعد پر ۳۶ ہی رطل رہے گا اور ساڑھے پانچ پر صرف ۲۵۔ اور ساڑھے نو پر ۹ ہی رطل اور ساڑھے چودہ پر چار رطل اور ساڑھے انتیس پر ایک ہی رطل رہے گا۔ تین ہزار پانچ سو ننانوے رطل اڑ جائیں گے علیٰ التقیاس عزمیں پر خط استوا کے پاس شے کا وزن کم ہوگا اور جتنا قطر کی طرف سہو بڑھتا جائے گا کہ خط استوا کے پاس جاذبیت کم ہے اور قطب کے پاس زیادہ۔ ولیم ہرشل نے کہا نجیّات پر یعنی مریخ و مشتری کے درمیان آدمی ہو تو ساڑھے فٹ اونچا بے تکلف جست کر سکے۔

اقول^{۱۹} تو یورینس پر جا کر تو خاصا کچھیر و ہوجائے گا جدھر جا ہے اڑتا پھرے گا۔ پھر کہا اور ساڑھے فٹ بلندی سے اُن پر گرے تو اس سے زیادہ ضرر نہ دے جتنا ہاتھ بھر بلندی سے زمین پر گرنا۔ اقول^{۲۰} تو نیپچون پر جا کر تو رولی کا کالا ہو جائے گا کہ ہزاروں گز بلندی سے سخت پتھر پر گرے کچھ ضرر نہ ہوگا۔ یہ ہیں ان کی خیال بندیاں اور انھیں ایسا بیان کریں گے گویا عطار دو آفتاب پر کچھ رکھ کر قول لائے ہیں نجیّات پر بیٹھ کر کود آئے ہیں ان تمام خرافات کا بھی حاصل وہی ہے کہ جسم میں فی نفسہ کوئی وزن نہیں ورنہ ہر گز سے ہر مقام پر بعد پر محفوظ رہتا جاذبیت کی کمی بیشی سے صرف اس پر زیادت میں کمی بیشی ہوتی ظاہر ہے کہ جو کچھ بھی وزن مانو اس سے زیادہ بعد پر بقدر مربع بعد گھٹے گا اور بعد ہیات جدیدہ میں غیر محدود ہے تو کمی بھی غیر محدود ہے۔ پہاڑ کا وزن رائی کے دلنے کا ہزاروں حصّہ رہے گا پھر اس پر بھی نہ رُکے گا تو کوئی وزن کہیں محفوظ نہیں جسے اصلی ٹھہرایے مگر اس جبری بہادر طے اسے اور بھی کھلے نغلوں میں کہہ دیا اس کی عبارت یہ ہے جس سبب سے کہ چیزیں زمین پر گر پڑتی ہیں اُسی سبب سے اُن میں وزن بھی پیدا ہوتا ہے یعنی کشش ثقل ان کو بھاری کرتی ہے بوجھ اشیا میں موافق مقدار کشش کے

طالعہ ص ۸۳ ۱۲۔ ۵۲ ص ۲۹

۵۲ دیکھو ص ۲۶ ۱۲۵۱ اقول^{۵۲} بعد دیگر سیارہ دیگر کے جذب سے اور وزن ہلکا ہوگا زمین کے خلاف جہت کھینچا اور بفرض غلط ہو بھی تو کام نہ دیگا کہ وہ بھی عارضی ہوا کلام وزن اصلی میں ہے ۱۲ منہ غفرلہ

ہوگا، یہ ہے فلسفہ جدیدہ اور اس کی تحقیقاتِ ندیدہ کہ پہاڑ میں آپ کچھ وزن نہیں وہ اور رائی کا ایک دانہ ایک حالت میں ہیں۔ اقول^{۵۳} حقیقت امر اور اختلافِ جذب سے اُن کے دھوکے کا کشف یہ ہے کہ ہر جسم ثقیل یقیناً اپنی حد ذات میں وزن رکھتا ہے۔ پہاڑ اور رائی ضرور مختلف ہیں شے میں جتنا وزن ہو اس کے لائق دباؤ ڈالے گی پھر اگر اُس کے ساتھ کوئی جذب بھی شریک کر دے تو دباؤ بڑھ جائے گا اور جتنا جذب بڑھے اور بڑھے گا بیس سیر کا پتھر آدمی سر پر رکھے وہ دباؤ کا اور اس میں رسیاں باندھ کر دو آدمی نیچے کو زور کریں دباؤ بڑھے گا۔ چار آدمی چاروں طرف سے کھینچیں اور بڑھے گا لیکن جذب کی کمی بیشی اصل وزن پر کچھ اثر نہ ڈالے گی جذب کم ہو یا زیادہ یا اصلانہ ہو وہ بدستور رہے گی ہاں اگر اوپر کی جانب کوئی جاذب یا چاری کی طرح اُدھر سے سہارا دے یا کمائی کی لچک کی طرح اوپر اُچھالے تو ان صورتوں میں وزن کا احساس کم ہو گا یا اصلانہ ہو گا فی نفسہ وزن اصلی اب بھی برقرار رہے گا مگر جذب زیریں کی کمی یا نفی احساس اصلی میں بھی فرق نہیں کر سکتی کہ نیچے جذب نہ ہونا نہ اوپر کو کھینچتا ہے نہ سہارا نہ اُچھال تو اصلی وزن کا دباؤ کم ہونا محال۔ بالجمہ جذب موید تھا نہ کہ مولد لیکن انھوں نے جذب کو وزن کا مولد مانا اور واقعی اُن کو اس مکار برے کی ضرورت ہے کہ وزن ذاتی میل طبعی کو ثابت کرے گا اور اس کا ثبوت جاذبیت کا خاتمہ کر دے گا۔ کماسیاتی اور اس کے ختم ہوتے ہی ساری ہیاتِ جدیدہ کی عمارت ڈھ جائے گی۔ کہ اس کی بنیاد کا یہی ایک پتھر ہے تو قطعاً اس کا مذہب یہی ہے جیسا کہ اُس کی تصریحاتِ کثیرہ سے آشکار۔ نیوٹن کا قول نمبر ۸ جسے ماننا ہو پہلے ہیاتِ جدیدہ کا سارا دفتر اور خود نیوٹن کے قواعد جاذبیت سب دریا برد کر دے ظاہراً وہ نیوٹن نے^{۱۶۶۵} سے پہلے کہا ہو جب تک سیب نے گر کر جاذبیت نہ سمجھائی تھی اور اسی پر نادانستہ نمبر ۲ مبنی ہوا بہر حال کچھ ہو ہم سب اُن کی ان تصریحات متناقضہ سے کام لے سکتے ہیں کہ انھیں کے اقوال ہیں لیکن ان کو اس نمبر ۱ سے کوئی مضر نہیں وہ ہیاتِ جدیدہ بنی رکھنی چاہیں تو اس کے ماننے پر مجبور ہیں کہ کسی جسم میں خود کوئی وزن نہیں بلکہ جذب سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ بات خوب یاد رکھنے کی ہے کہ آئینہ دھوکا نہ ہو ہم اس پر اُس سے زیادہ کیا کہیں جو کہ چلے

کہ یہ بد اسہتہ باطل ہے ہاں وہ جو کروں پر اختلاف وزن بتایا ہے اس سے سہل تر انھیں بتا دیں۔ ^{۵۴} فاقول یہاں جدیدہ سے کہے کیوں خط استوا سے قطب تک دوڑے یا عطار دو آفتاب تک پھیلا گئی پھر اس کا زعم سلامت ہے تو خود اس کے گھر میں ایک ہی جگہ رکھے رکھے شے کا وزن گھٹتا بڑھتا رہے گا آج سیر بھر کی ہے کل سوا سیر ہو جائے گی پرسوں تین پاؤ رہ جائے گی پھر ڈیڑھ سیر ہو جائے گی۔ کوئی عاقل بھی اس کا قائل ہے وجہ یہ کہ سیارہ اپنا اتھار و نجیمات (وہ مشابہ سیارہ سوا سو سے زائد اجرام کہ مریخ و مشتری کے درمیان اچھی سیوں صدی میں ظاہر ہوئے ہیں جن میں جو نو و وسطا و سیرس و پلاس زیادہ مشہور ہیں) اگر چہ کثافت و بعد میں مختلف ہوں جاذبیت رکھتے ہیں اور قطعاً مجموعہ تفاضل کے برابر نہیں ہو سکتا اب جس وقت ان کا اجتماع زمین کی جانب مقابل ہو کہ شے اُن کے اور زمین کے بیچ میں ہو تو زمین کی جاذبیت تو شے میں وزن پیدا کرے گی اور ان سب کی جاذبیت کہ جانب مخالف ہے ہلکا کرے گی، غلبہ جذب زمین کے باعث وزن بقدر تفاضل رہے گا اور جب اُنکا اجتماع زمین کے اس طرف ہو کہ شے سے زمین اور وہ سب ایک طرف واقع ہوں تو وہ اور زمین سب کی مجموعی جاذبیت اس میں وزن پیدا کرے کہ بہت بھاری کر دے گی اور جب کچھ ادھر کچھ ادھر ہوں وزن بین بین ہوگا جو ہر اختلاف اوضاع پر بدلے گا اگر کہیے اختلاف وزن کیونکر معلوم ہو سکے گا۔ جس چیز سے تو لاکھا وہ بھی تو اتنی ہی بھاری یا ہلکی ہو جائے گی۔ ^{۵۵} اقول قطب و خط استوا پر اختلاف وزن کیونکر جانا اب کہو گے شاقول سے ہم کہیں گے یہاں بھی اُسی سے۔

(۱۶) ہر شبانہ روز میں دو بار سمندر میں مرد جنہز ہوتا ہے جسے جوار بھاٹا کہتے ہیں۔

۱۔ یہ مدت وعدت تنظیم ہے نہ کہ تحدید ۱۲ منہ غفرلہ
 ۲۔ ص ۲۴۳ میں ۲۴ گھنٹے ۵۰ منٹ کے نیز ص ۲۴۳ وج ۲۰۷ میں ۲۴ منہ طاص ۱۰۶ ت
 ۳۔ ص ۲۴۳ ت ۵۴ تعریات شافیه جزو ثانی ص ۳۸ ت ۱۵ جغرافیاء طبعی ص ۱۹ ت ۲۴ ۵۴ بہر حال ہر یوم قمری میں دو مد میں یوہیں جزو ۱۲ منہ غفرلہ

پانی گزوں یہاں تک کہ علیحدہ فوڈی میں نیز شہر برستول کے قریب جہاں ہنر سفرن سمندر میں گرتی ہے ستر فٹ تک اونچا اٹھتا پھر بیٹھ جاتا ہے اور جس وقت زمین کے اس طرف اٹھتا ہے ساتھ ہی دوسری طرف بھی یعنی قطر زمین کے دونوں کناروں پر ایک ساتھ مد ہوتا ہے یہ جذب قمر کا اثر ہے ولہذا جب قمر نصف النہار پر آتا ہے اس کے چند ساعت بعد حادث ہوتا ہے آفتاب کو بھی اس میں دخل ہے ولہذا اجتماع و مقابلہ نیرین کے ڈیڑھ دن بعد سب بڑا مد ہوتا ہے مگر اثر شمس بہت کم ہے حدائق النجوم میں جذب قمر سے ۳۱ کہا اصول ہیات میں ۵ یا ۲۵ جاڑوں میں صبح کا مد شام کے مد سے زیادہ بلند ہوتا ہے اور گرمیوں میں بالکس چھوٹے سمندروں اور بڑی نہروں اور ان پانیوں میں منکوحہ خشکی محیط ہے جیسے دریائے قزہین و دریائے ارال و بحر متوسط و بحر بالطریق و جیون و سیون و گنگا و جن وغیرہ میں نہیں ہوتا۔ قول ۵۶ مد کا جذب قمر سے ہونا اگرچہ نہ ہم کو مفر نہ اس کا انکار ضرور مگر بسبیل ترک ظنون و طلب تحقیق وہ بوجہ مخدوش ہے وجہ اول چاند تو زمین کے ایک طرف ہوگا دوسری طرف پانی کس نے کھینچا یہ تو جذب نہ ہوا دفع ہوا۔ اصول علم الہیات وغیرہ سب میں اس کا یہ جواب دیا کہ بعید پر جذب کم ہوتا ہے سمت مواجہ قمر میں پانی قمر سے قریب اور زمین بعید ہے لہذا اس پانی پر زمین سے زیادہ جذب ہوا اور بہ نسبت زمین کے چاند سے قریب تر ہو گیا یوں ارتفاع ہوا ادھر کا پانی قمر سے بعید اور زمین قریب ہے۔ لہذا زمین پر پانی سے زیادہ جذب ہوا اور ادھر کا حصہ زمین چاند سے بہ نسبت

۱۵ ص ۲۶۲ ۵۲ ص ۲۶۳ ح ۲۰۶ و ۲۰۵ ط ۱۰۶ و ۱۰۷ ص ۲۶۵ ح ۲۰۵ ط ۱۰۹
 ۵۳ حدائق النجوم ص ۲ میں اس کی اصل مقدار تین گھنٹے بتائی اگرچہ عوارض خارجہ سے تفاوت ہوتا ہے
 ۵۵ ص ۲۶۶ شافیہ جلد دوم ص ۳۹ ۵۶ ص ۲۰۵ و ۲۰۶ ص ۲۶۶ ح ۲۰۵
 ۵۹ ص ۲۶۳ و ۲۶۴ و ۲۶۵ ح ۲۰۴ ۵۱ ص ۲۶۴ ط ۱۰۴ ح ۲۰۵ و ۲۰۶ ص ۵۲

اس کے اخیر میں اُسے جاہلانہ بیان کیا اور ط میں متحرانہ اقرار کر کے کہ اس کا بیان بہت پیچیدہ ہے اور بات صاف نہ کہہ سکا ح کا کلام بھی مضطرب و مشتبه سارا اس صا بیان کیا لہذا ہم نے اُسی سے نقل کیا ۱۲ نمبر غور

آب قریب تر ہو گیا تو وہ پانی مرکز زمین سے دور ہو گیا اور مرکز زمین سے دوری بلندی ہے اُدھر یوں ارتفاع ہوا۔ اقول اولاً جس طرح قرب و بعد سے اثر جذب میں اختلاف ہوتا ہے یوں ہی مجذب و بکے ثقل و خفت سے بھاری چیز کم کھینچے گی اور ہلکی زیادہ سمت مقابل کا پانی نسبت زمین کیا ایسا بجید ہے کہ زمیں سے متصل ہے اور سمندر کی گہرائی زیادہ سے زیادہ پانچ میل بتائی گئی ہے قمر کا بعد اوسط ۲۳۸۸۳۳ میل ہے اور زمین کا قطر معدل ۷۹۱۳ میل تو اُس جانب کے اجزائے ارضیہ کا قمر سے بعد ۲۴۶۷۴۶ میل ہوا اس کثیر بعد پر چار پانچ میل کا اضافہ ایسا کیا فرق دیکھا لیکن پانی بہ نسبت زمین بہت ہلکا ہے زمین کی کثافت پانی سے چھ گنی کے قریب ہے یعنی ۵۶۷۷ تو اگر تفاوت بعد اس کے جذب میں کچھ کمی کرے تفاوت ثقل اس کمی پر غالب آئیگا یا نہ سہی پوری تو کر دیکھا۔ اور زمین و آب پر جذب یکساں رہ کر پانی زمین سے ملا ہی رہے گا تو مد نہ ہوگا بخلاف سمت مواجہ قمر کہ ادھر کا پانی قرب و لطافت دونوں وجہ کا جامع ہے تو اسی طرف مد ہونا چاہیے۔ ثانیاً نمبر ۸ میں آتا ہے ہوا و آب و خاک مجموعہ تمہارے نزدیک کرہ زمین ہے اور قمر مجموعہ کو جذب کر رہا ہے تو سب ایک ساتھ اٹھیں نہ کہ ادھر کا پانی زمین کو چھوڑ جائے اور ادھر کی زمین پانی کو چھوڑ آئے دیکھو تمہارے زعم میں جذب شمس سے زمین گھومتی ہے تو تینوں جنر خاک و آب و باد کو ایک ساتھ یکساں متحرک مانتے ہو نہ کہ سب ایک دوسرے سے جدا ہو کر چلیں۔ ثالثاً اگر ایسا ہوتا سمت مواجہ کی ہوا پر قمر کا جذب ادھر کے پانی سے بھی زائد ہوتا کہ اقرب بھی اور اللطف بھی اور ادھر کی ہوا کو تمہارے زعم باطل پر ادھر کا پانی چھوڑ آتا جس طرح اُس پانی کو ادھر کی زمین چھوڑ گئی تو لازم تھا کہ مد کے وقت دونوں طرف نہ سطح زمین پر پانی ہوتا نہ سطح آب پر ہوا۔ بلکہ ہر دو کے بیچ میں خلا ہوتا یہ بدائیت باطل ہے اطراف^{۵۹} کے پانی کا اگر اس جگہ کو بھڑا کیوں یہ حرکت نہ ان پانیوں کا مقتضائے طبع ہے نہ زمین کا اثر نہ استعمالہ خلا کی ضرورت نمبر ۲۵ میں آتا ہے کہ خلا

۱۰ نظارہ عالم میں براہ جہالت اسے یوں لکھا کہ دوسری جانب کا پانی بعد کے باعث ساکن رہتا ہے لیکن زمین جو اُس پانی کے اندر ہے کھینچتی ہے

۵۰ جغرافیہ طبعی ص ۱۹-۱۲

۳۰ حدائق میں گزر ۳ گھنٹہ بعد

تمہارے نزدیک محال نہیں پھر بلا وجہ اور پانی کیوں چلکر آئیں گے۔ وجہ دوم کشش قمر سے مد ہوتا تو اس وقت ہوتا جب قمر عین نصف النہار پر سیدھے خطوں میں پانی کو کھینچتا ہے لیکن پانی وہاں کا اٹھتا ہے جہاں نصف النہار سے گزرے قمر کو گھٹنے سے ہو چکے ہیں اصول ہیات میں اس کے دو حیلے گڑھے۔ یکم پانی کا سکون اُسے فوراً جذب قبول نہیں کرنے دیتا انتہی یعنی جسم میں حرکت سے انکار ہے حتی الامکان محرک کی مقادمت کریگا اس لئے پانی فوراً نہیں اٹھتا۔

اقول^۱ اولاً قمر صرف سیدھے خط پر کھینچتا ہے یا ترچھے پر بھی بر تقدیر اول کو قدر باطل صریح ہے کہ جس وقت جذب ہو رہا تھا پانی نہ ہلا جب جذب اصلاً نہ رہا گزروں اٹھا یعنی وجود مسبب وجود سبب سے نہیں ہوتا بلکہ سبب معدوم ہونے کے گھنٹوں بعد۔ بر تقدیر ثانی قمر جس وقت افق شرقی پر آیا اُس وقت سے اس پانی کو کھینچ رہا تھا تو ٹھیک دوپہر کو اٹھنا فوراً اثر قبول کرنا نہ تھا بلکہ چھ گھنٹے بعد عجیب کہ دوپہر کامل جذب ہوا اور وہ بھی اس طرح کہ ہر لمحے پر پہلے سے قوی تر ہوتا جائے یہاں تک کہ نصف النہار پر غایت قوت پر آئے اور پانی کو اصلاً خبر نہ ہو جب جذب ضعیف پڑے اور آنا فنا زیادہ ضعیف ہوتا جائے تو گھنٹوں کے بعد اب اثر پیدا ہوا اور یہیں سے حدائق النجوم کے جواب کا رد ہو گیا کہ امتداد سبب اشتداد سبب زیادہ مؤثر ہے۔ اقول^۲ ہاں گرمی کے سہ پہر کو دوپہر سے زیادہ گرمی ہوتی ہے جاڑے کی سحر کو شب سے زیادہ سردی ہوتی ہے مگر زیادت کا فرق ہوتا ہے نہ یہ کہ مدت مدید تک بڑھتا ہوا اشتداد امتداد رکھے اور اثر اصلاً نہ ہو جب وقتاً فوقتاً بڑھتے ہوئے ضعف کا امتداد ہو اس وقت آغاز اثر ہو یعنی جون جولائی کی دوپہر کو اصلاً گرمی نہ ہو تیسرے پہر کو پیدا ہو۔ دسمبر جنوری کی آدھی رات کو سردی نام کو نہ ہو سحر کے وقت شروع ہو ایسا اُلٹا اثر ہیات جدیدہ میں ہوتا ہوگا۔ ثانیاً محرک کی قوت اگر جسم پر غالب نہ ہو اصلاً حرکت نہ کریگا من بھر کے پتھر میں رسی باندھ کر ایک بچہ کھینچے کھینچے گا اور اگر اس درجہ غالب ہو کہ اسے تاب مقادمت نہ ہو فوراً متحرک ہوگا منراحت کا اثر اصلاً ظاہر نہ ہوگا جیسے ایک مرد گیند کو کھینچے اور اگر اس کی مقادمت اُس کی قوت کے سامنے قیمت کھتی

ہے تو البتہ فوراً اثر نہ ہوگا اسے قوت بڑھانی پڑے گی زیادت قوت کے وقت اثر ہوگا نہ یہ کہ منہلے قوت تک زور کر کے ٹھک جائے اور نہ ہلے اب کہ ضعیف زور رہ جائے اور لحاظ بہ لحاظ گھٹتا جائے تو اس گھٹی ہوئی قوت کو مانے۔ پانی کی مقادمت قمر کی قوت کے آگے اول تو قسم دوم کی ہونی چاہیے جو ساری زمین کو کھینچ لے جاتا ہے اس کے سامنے اتنا پانی ایسا کتنے پانی میں ہے کہ گھنٹوں نام کو نہ ہلے اور نہ سہی قسم سوم ہی ملے تو انتہائے قوت کے وقت اثر ظاہر ہونا تھا نہ کہ ٹھک رہنے کے بعد مری ہوئی طاقت سے ثالثاً جب پانی اتنی مقادمت کرے واجب ہے کہ مری اس سے بدرجہا زائد منہا جم ہو تو جس وقت پانی اثر لے زمین اُس سے بہت دیر بعد متاثر ہو۔ اور اس طرف کے پانی کا اٹھنا خود نہ تھا بلکہ زمین کے اٹھنے سے تو واجب کہ ادھر کے پانی میں جب مد ہو ادھر کے پانی میں سکون ہو ادھر کے پانی میں مدتوں بعد جب زمین اثر طے مد ہو اُس وقت ادھر کے پانی میں کب کا ختم ہو چکا ہو حالانکہ دونوں طرف ایک ساتھ ہوتا ہے۔ رابعاً رات دن میں دو ہی مد ہوتے ہیں اب لازم کہ چار ہوں دو پانی کے اپنے اور دو جب زمین متاثر ہو کر اٹھے۔ خامساً جانب مواجہ قمر میں چار مد ہوں اور طرف مقابل میں دو کہ باتباع زمین ہیں اور اس کے دو ہی تھے غرض یہ لوگ اپنے اوبام بنانے کیلئے جو چاہیں مونہ کھول دیتے ہیں اس سے غرض نہیں کہ اونڈھی پڑے یا سیدھی اور پڑتی اونڈھی ہی ہے۔ حیلہ دوم قعر دریا میں اور کناروں پر پانی کی حرکت بھی اثر جذب میں دیر کی معین ہوتی ہے اقول^{۶۶} سمندر کے قعر میں پانی کی حرکت کیسی؟ سمندر میں نہروں کا سا ڈھال نہیں ولہذا ادھار نہیں نہ قعر میں ہوا ہے نہ اوپر کی ہوا کا اثر قعر تک پہنچتا ہے کیسی ہی آندھی ہو ۱۰۰ فٹ کے بعد پانی بالکل ساکن رہتا ہے (تعریبات شافید) کناروں کی حرکت ہوا سے ہے جہات اربعہ سے ایک جہت مثلاً مشرق کو حرکت قمر کی طرف حرکت مساعدہ کیلئے کیا منافی ہے کہ تاخیر اثر میں معین ہوگی دیکھو تمہارے نزدیک زمین مشرق کو جاتی ہے اور اسی آن میں جذب شمس سے مدار پر چڑھتی ہے دونوں حرکتیں ایک ساتھ ہوتی ہیں وجہ سوم کشش ماہ سے مد ہوتا تو چھوٹے پانیوں میں کیوں نہیں ہوتا۔ چاند جس پانی کے سامنے

آئیگا اسے کھینچے گا اس کے جواب میں اصول الہیاء نے تو ہتھیار ڈال دیے کہا کیسی مقامی
 سبب سے ہے اقول یہی کہنا تھا تو وہاں کہنا چاہیے تھا کہ جذروں کا کوئی مقامی
 سبب ہے جس کے سبب یہ قابریار نہ ہوتے۔ حدائق النجوم نے اس پر دو مہمل حیلے تلمیحات
 یکم مد کے لئے اجزلے آب کا اختلاف چاہیے کہ بعض کو قمر کھینچے بعض کو نہیں تو جسے کھینچا وہ
 اٹھتا معلوم ہو یہ پانی چھوٹے ہیں قمر جب ان کی سمت الراس پر آتا ہے سارے پانی کو ایک
 ساتھ کھینچتا ہے لہذا نہیں ہوتا۔ اقول^{۶۸} اولاً جہالت ہے اگر سارا پانی ایک ساتھ اٹھے
 تو کیا اس کا بڑھنا اور کناروں پر پھیلنا اور پھر گھٹنا اور کناروں سے اتر جانا محسوس نہ ہوگا عقل
 عجیب چیز ہے ثانیاً تمہارے نزدیک تو قمر سارے کرہ زمین کو کھینچتا ہے نہ کہ بڑے سمندر میں
 ایک حصہ آب کو کھینچے باقی کو نہیں۔ کچھ بھی ٹھکانے کی کہتے ہو حیلہ دوم قمر کی قوت تاثیر صرف
 اُس وقت ہے کہ نصف النہار پر گزرے اور وہ تھوڑی دیر تک ہے یہ پانی کم کھیلے ہوئے
 ہیں انکی سمت الراس سے قمر جلد گزر جاتا ہے لہذا اثر نہیں ہونے پاتا۔ اقول^{۶۹} بڑے سمندر
 میں قمر سمت الراس پر بدرجہ اولیٰ نہ ہوگا بلکہ مختلف حصوں پر مختلف وقتوں میں آئے گا اور ہر
 حصے سے اتنا ہی جلد گزر جائے گا جتنا جلد چھوٹے سمندروں سے گزرا تھا تو چاہیے کہیں بھی مد
 نہ ہو اور اگر قبل و بعد کے ترچھے خطوط پر جذب یہاں کام دے گا تو وہاں کیا نصف النہار سے
 گزر کر جذب نہیں ہوتا طلوع سے غروب تک ترچھے خطوط پر برابر پانی کو جذب کرتا ہے تو سب میں
 ملازم تھی کہ تجیلوں تالابوں بلکہ کھوڑے کے پانی میں جبکہ طلوع قمر سے غروب تک کھلے میدان میں
 رکھا ہو۔ وہ چہارم سولے وقت اجتماع و مقابلہ پانی پر نیرین کا گزر ہر روز ۱۰ بجتا
 ہے کیا آفتاب پانی کو جذب نہیں کرتا حالانکہ وہ حرارت اور یہ رطوبت ہے اور حرارت جاذبہ
 رطوبت ہے شمس اگر بہ نسبت قمر بعید تر ہے تو دونوں کے مادے کی نسبت تو کچھ بوجہ شمس
 ہی قمر کا ۳۳۳۳۳۳۳۳ ہی مثل ہے اور مادہ شمس تو مادہ قمر کا تقریباً ڈھائی کروڑ گنا یا اس سے
 ۱۰ اصول بیات ص ۲۹۴ میں ۲۴۹۰۰۰۰۰۰۰۰۰ کہا اور ص ۱۵۶ پر ۵۱۸۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰ کہ ڈھائی کروڑ
 سے زائد ہے ۱۲ منہ غفرلہ۔

بھی زائد ہے تو اسی حساب سے جذب شمس زائد ہونا تھا اور رات دن میں چار مد ہوتے
 ہیں دو قمر دو شمس سے حالانکہ دو ہی ہوتے ہیں تو معلوم ہوا کہ جذب شمس نہیں تو جذب قمر
 بالادے نہیں اس کے دو جواب دئے گئے یکم حدائق النجوم میں اس پر صرف وہی تفاوت
 بعد کا عذر سنا کر کہا پانی کو جذب شمس جذب قمر کا ہے۔ اقول^۱ اولاً اس کا نفس
 تقریر سوال میں گزر ا کہ تجدد کی نسبت دیکھی مادوں کی تو دیکھو۔ ثانیاً^۲ ہی سہی جب بھی چار
 مدوں سے کہ ہر مفر قمر سے دو بار ستر فٹ اٹھے شمس سے دو بار اکیس فٹ دوم اصول
 الہیاء میں اس پر وہ مہمل سا مہمل راگ گایا کہ تذکرہ کرتے بھی کاغذ کے حال پر جو مہمل
 کہ اسے کیوں سیاہ کیا جئے۔ کہتا ہے مد تو یوں ہوتا ہے کہ زمین کی دونوں جانب جاذبیت
 کا اثر بیش ہو جتنا تفاوت ہوگا مد زیادہ ہوگا۔ بالعکس آفتاب کا زمین سے بعد قطر زمین
 کے گیارہ ہزار پانچ سو نینتیس مثل ہے تو دونوں جانب کے پانیوں کا آفتاب سے بعد قطر^۳
 کا فرق رکھے گا تو جذب دونوں طرف تقریباً برابر ہوگا۔ لیکن قمر کا زمین سے بعد قطر زمین کے
 تیس^۴ ہی مثل ہے لہذا دونوں طرف کا فرق^۵ ہوگا تو جذب میں تفاوت بین ہوگا اور اسی
 پر مد کا توقف ہے اور بالاخر نتیجہ یہ دیا کہ قمر شمس :: ۱:۲۴۰۔ اقول^۶ اولاً موج مد کو تفاوت
 جذب جانبین ارض پر موقوف ماننا کیسا جہل شدید ہے جب ایک جانب جذب ہو بدستور
 ارتفاع ہوگا خواہ دوسری جانب جذب اس سے کم یا زائد یا برابر ہو یا اصلاً نہ ہو۔ ثانیاً
 اب بھی چار مد بدستور رہے قمر سے دو بار ستر فٹ اٹھے تو شمس سے دو بار اٹھائیس فٹ وجہ
 پنجم کہتے ہیں اجتماع یا مقابلہ نیرین کے وقت مد اعظم یوں ہوتا ہے کہ دونوں جذب معاً عمل
 کرتے ہیں۔ اقول^۷ مقابلہ میں اثر واحد مقتضائے ہر دو جاذبہ نہ ہوگا بلکہ متضاد کہ ہر ایک
 اپنی طرف کھینچے گا اس کی صورتوں کی تفصیل اور نتائج کی تفصیل اور یہاں جو کچھ مبیات جدیدہ
 نے کہا اس کی تصحیح و تذلیل موجب تطویل اسے جانے دیجئے مگر تصریح ہے کہ مد اعظم اجتماع
 واستقبال کے ڈیڑھ دن بعد ہوتا ہے وہاں تو پانی نے ۹ ہی گھنٹے اثر نہ لیا تھا یہاں ۳۶ گھنٹے
 ندارد اگر اثر اجتماع دو جذب تھا وقت اجتماع پیدا ہوتا نہ کہ بارہ^۸ پر گزرا کہ وجہ ششم^۹

یوہن ترسبعین میں بھی مد اقصیٰ ۳۶ گھنٹے بعد ہے وجہ ہفتم اقول ۱۰ اگر یہ جذب قمر ہوتا تو ہمیشہ
 دائرۃ الارتفاع قمر کی سطح میں رہتا تو بحریں شمالی و جنوبی میں جن کا میل میل قمر سے زاہد
 ہے جب قمر افق شرقی پر ہوتا مد جانب مشرق چلتا شمالی میں جنوب کو مائل جنوبی میں شمال کو پھر
 جتنا قمر تفع ہوتا شمالی کا جنوب جنوبی کا شمال کو مائل ہو جاتا جب نصف النہار پر پہنچتا
 شمالی کا ٹھیک جنوبی جنوبی کا ٹھیک شمالی ہو جاتا جب غرب کی طرف چلتا دونوں جانب غرب
 متوجہ ہوتے حالانکہ ایسا نہیں بلکہ مد کی حرکت مغرب سے مشرق کو مشاہدہ ہوتی ہے اسکی
 توجیہ یہ کی جاتی ہے کہ مد سیر قمر کا اتباع کرتا ہے۔ اقول ۹ جذب کو موضع جاذب کا اتباع
 لازم ہے اسکی طرف کھینچے نہ یہ کہ چال میں اسکی نقل کرے قمر اپنی سیر خاص سے جس میں رد
 بمشرق ہے دو گھنٹے میں کما بیش ایک درجہ چلتا ہے اور اتنی ہی دیر میں زمیں تمہارے نزدیک ۲
 درجے مشرق ہی کو چلتی ہے تو ہر گھنٹے پر ساڑھے چودہ درجے مغرب کو سمجھے رہتا ہے تو مد کو لازم
 کہ جانب جاذب یعنی مشرق سے مغرب کو جائے نہ کہ اس کی چال کی نقل اتارنے کو اسے پیٹھ کر کے
 اپنا منہ بھی مشرق کو کر لے کہ جتنا چلے جاذب سے دور پڑے وجہ ہشتم اقول ۱۱ موسم سرما میں صبح کا مد
 کیوں زیادہ بلند ہوتا ہے اور گرما میں شام کا کیا سردی میں چاند صبح کو پانی سے زیادہ قریب ہوتا
 ہے شام کو دور ہو جاتا ہے اور گرمی میں بالعکس وجہ نہم اقول ۱۲ مد کی چال تجدد امتثال سے ہے نہ
 یہ کہ وہی پانی جو یہاں اٹھا تھا کسی طرف کو منہ کر کے سطح آب کی سیر کرتا ہے اثر قمر سے سب خبرائے
 آب پر باری باری ہے تو سب متاثر ہونگے نہ کہ ایک ہی اثر لیکر دوڑتا پھرے باقی چپکے پڑے رہیں
 اس کی نظیر سایہ ہے جب آدمی چلتا ہے دیکھنے والے کو گمان ہوتا ہے کہ سایہ اس کے ساتھ چل
 رہا ہے ایسا نہیں بلکہ جب آدمی یہاں تھا آفتاب یا چراغ سے یہ جگہ محبوب نقی اس پر سایہ تھا
 جب آگے بڑھایا جگہ حجاب میں نہ رہی یہ سایہ معدوم ہو گیا اب اگلی جگہ حجاب میں ہے اس پر سایہ
 پیدا ہوا اسی طرح ہر جزیرہ حرکت پر ایک سایہ معدوم اور دوسرا حادث ہوتا ہے سلسلہ پے درپے
 بلا فصل ہونے سے گمان ہوتا ہے کہ وہی سایہ متحرک ہے یہی حال یہاں ہونا لازم تو اریانوس

اے ص ۲۴۳ ص ۱۵۹ ۱۲ - ۵۲ ح ۲۰۴ - ۱۲ - ۵۳ ح محل مذکور ۱۲

شمالی میں جہاں قمر پانی سے جنوب کو ہے ضرور ہے کہ پانی کا جنوبی حصہ پہلے اٹھے پھر جو اُس سے شمالی ہے کہ اقرب فالاقرب کا سلسلہ بھی یہی ہے اور ہر قریب تر پر خط جذب بھی استقامت سے قریب ہے تو مد کی چال جنوب سے شمال کو ہو اور اسی دلیل سے اوقیانوس جنوبی میں شمال سے جنوب کو حالانکہ ہوتا عکس ہے۔ شمالی میں موج جنوب کو جاتی ہے جنوبی میں شمال کو وجہ دسم^{۲۵} مد کی چال بحر اطلانتک یعنی اوقیانوس غربی میں فی ساعت سات سو میل ہے جزائر غریبہ و آئرلینڈ کے درمیان ۵۰۰ میل کہیں ۱۶۰ میل کہیں ۶۰ کہیں ۳۰ ہی میل جذب^{۸۲} قمر میں یہ اختلاف کیوں بالجمہ جذب قمر راست نہیں آتا رہا^{۸۳} دوران یعنی وجود و عدم میں دو شے کی معیت ایک کے لئے دوسری کی علیت پر دلیل نہیں نہ کہ بعدیت ہاں ان مشاہدات سے اتنا خیال جلے گا کہ علت کو ان اوقات سے کچھ خصوصیت ہے اگر کہیے علت کیا ہے۔ اقول^{۸۴} اولاً ہمارے نزدیک ہر حادث کی علت محض ارادۃ اللہ جلّ و علا ہے مسببات کو جو اسباب سے مربوط فرمایا ہے سب کا جان لینا ہمیں کیا ضرور بلکہ قطعاً نامقدور کون بنا سکتا ہے کہ سوزن تھاپیں کا جُدی الفرقہ سے کیا ارتباط ہے ابھی گزرا کہ اصول ہیات میں بحیرات و انہار میں مد نہ ہونا سبب مجہول کی طرف نسبت کیا اسی طرح اماکن مختلفہ میں ممر قمر سے اختلاف مدت حدوث مد کو ثانی^{۸۵} ہمارے یہاں تو ثابت ہی تھا کہ سمندر کے نیچے آگ ہے قرآن عظیم نے فرمایا۔ والبحر المسجور^{۸۶} حدیث میں ہے اِنَّ تَحْتَ الْبَحْرِ نَارًا ہیات جدیدہ بھی اسے مانتی ہے ۱۰۵۶ھ میں بحر الکابل سے دھواں نکلتا شروع ہوا اور مادہ آتشی کہ قعر دریا سے نکلتا تھا مجتمع و منجمد ہو کر سطح آب پر بشکل جزیرہ ہو گیا اُس میں سوراخ تھے جن سے ایسے شعلے نکلتے کہ دس میل تک روشن کرتے طوفان آب کے اسباب سے ایک سبب^{۸۷} دریائے اندر بخار و دخان کا پیدا ہونا ہے۔ ایسے ہی بخارات اندر سے آتے اور پانی کو اٹھاتے ہوں یہ مد ہوا جیسے جوش کرنے میں پانی ادخا ہوتا ہے اُنکے منتشر ہونے پر پانی بیٹھتا ہو یہ جزر ہوا جاروں میں صبح کا مد زیادہ ہونا بھی اس کا مؤد ہے سرما میں صبح کوتاہیوں سے بکثرت بخارات نکلتے ہیں۔

۱۵ ص ۲۲۷ ۱۲ ص ۲۴۳ ۱۲ ص ۲۴۳ ۱۲ ص ۲۴۳ ۱۲ ص ۲۴۳ ۱۲ ص ۲۴۳ ۱۲ ص ۲۴۳ ۱۲ ص ۲۴۳ ۱۲ ص ۲۴۳ ۱۲ ص ۲۴۳

جغ سے مراد جغینی یا جغینی ہے - عبدالنعم عزیزی

ہلکی ہوگی چھانچ کسر بوتل کا وزن ہوا نکال کر تولنے سے دو گرین یعنی ۱۶ اوتی گھٹ جاتا ہے تو معلوم ہوا کہ معتدل گرمی کی حالت میں چھانچ کعب ہوا کا وزن دو گرین ہے معتدل کی قد اس لئے کہ زیادہ گرمی سے ہوا رقیق ہو کر وزن گھٹ جائے گا۔ اقول^{۹۱} بلکہ تمہاری نا فہمی۔ یہ ہوا کا وزن نہیں زمین سے قریب ہوا میں اجزائے ارضیہ اجزائے بخاریہ اجزائے دھانیہ وغیرہ مخلوط ہیں ان کا وزن ہے۔ یہ تو ان کی دلیل کا ابطال ہوا۔ دعوے کی ابطال کی کیا ضرورت ہر شخص اپنے وجدان سے جانتا ہے کہ اُسے اپنے سر پر ماشہ بھر بھی بوجھ نہیں معلوم ہوتا نا کہ ۳۹۲ من انسان تو انسان ہاتھی کی بھی جان نہ تھی کہ اتنا بوجھ سہارے اور سہارنا کیسا محسوس تک نہ ہو اس کے دو جواب دیتے ہیں اول یہ کہ آدمی کے اندر بھی ہوا ہے باہر کی ہوا انسان کو دباقتی اور اندر کی ہوا ابھارتی ہے یوں مساوات رہتی ہے اور بوجھ محسوس نہیں ہوتا باہر کی ہوا نہ ہوتی تو اندر کی جسم کو چاک کر کے نکل جاتی بیرونی ہوا کے دباؤ میں نظر کی جگہ نفع دیا۔^{۹۲} اولاً کہاں یہ جو ف بشر کی دو چار ماشے ہوا اور کہاں وہ ۳۹۲ من پختہ کا انبار کچھ بھی عقل کی کہتے ہو زمین کی نافریت اپنے تیرہ لاکھ گنا آفتاب کی جاذبیت پر غالب آتی ہے سب سیارے مل کر کہ چاند سے کروڑوں حصے زیادہ قوی ہوئے اُسے کھینچتے ہیں اور وہ نہیں سرکتا چاند کا جذبہ اپنے سے مہاسنگھوں زائد جذب زمین پر غالب اگر پانی بلکہ خود سارے کرہ زمین کو کھینچ لے جاتا ہے دو ماشے ہوا چار سو من ہوا کا بوجھ برابر کرتی ہے کوئی بات بھی ٹھکانے کی ہے۔ ثانیاً وہ اپنی بوتل کہاں بھلائی جب ہوا سے خالی کر اندر کا ابھار گیا اور اوپر سے منوں کا بوجھ بوتل ٹوٹ کیوں نہ گئی تمہارے تولنے کو کیوں باقی رہی ثالثاً اندر کی ہوا کیا بیرونی ہوا کی غیر جنس ہے اُس میں دباننا اس میں ابھارنا کیوں ہے رابعاً جب ہوا ثقیل ہے اندر کی بھی ثقیل ہے بلکہ آمیزش رطوبات سے ثقیل تر ثقیل اپنے سے ہلکے کو ابھارتا ہے جسم انسانی ہوا سے کہیں بھاری ہے اسے ابھارتا کیا معنی۔ واجب تھا کہ اندر کی ہوا بھی جذب زمین سے متاثر ہو کر نیچے کو دباقتی مگر اقرار

لے ط ص ۱۲۲ ۱۲۵ ان سب کا بیلن فصل دوم میں آتا ہے ۱۲ منہ غفرلہ

کرتے ہو کہ اوپر کو ابھارتا ہے تو معلوم ہوا کہ جذب زمین بھی باطل اور ہوا کا ثقل بھی باطل بلکہ وہ خفیف و طالب علو ہے۔ دوم یہ کہ ہوا کا یہ بوجھ اجزائے جسم پر مساوی تقسیم ہے لہذا محسوس نہیں ہوتا۔

اقول^{۹۸} اولاً یہ عجیب منطوق ہے کہ ایک طرف سے دباؤ تو بوجھ معلوم ہوا اور سب طرف سے صد ہا من کے دباؤ میں بیسیو تورتی بھر بھی محسوس نہ ہوا ایک گول کر کو صرف اوپر سے ہتھیلی رکھ کر دباؤ تو وہ بچک جائیگا اور مٹھی میں لیکر چاروں طرف سے دباؤ تو سرمہ ہو جائیگا۔ ثانیاً مساوی تقسیم بھی غلط ہم نے اپنے محاسبات ہندسیہ میں ثابت کیا ہے کہ ہوا جسے کرہ بخار و عالم نسیم کہتے ہیں اس کا دل سر کی جانب صرف ۴ میل اور دہنے بائیں آگے پیچھے چھ سو میل کے قریب ہے تو ایک طرف سے اگر ۲۹۲ من بوجھ ہے اور اطراف سے ۵۲۲ من ہے پھر مساوات کہاں۔ ثالثاً سب اجزائے جسم پر تقسیم بھی غلط کھڑے ہونے میں تلووں پر ہوا کا کیا بوجھ ہے اور لیٹنے میں ایک جانب سر سے پاؤں تک کچھ نہیں۔ رابعاً بالفرض ہی تو ایک انسان کے سر کی سطح بالا کہ نیم سطح بیضی کے قریب ہے کماثل اسی اینچ ہے اور تہارے نزدیک ایک اینچ کی سطح پر ہوا کا بوجھ ۴ سیر تو صرف سر پر ۱۵ من بوجھ ہوا یہ تو اور اجزا پر تقسیم نہیں۔ کیا انسان کا سر ۱۵ من بوجھ اٹھا سکتا ہے کیا وہ پس کر سرمہ نہ ہو جائیگا نہ کہ اصلاً محسوس تک نہ ہو۔ اس جواب دوم کو پانی کی مثال سے واضح کیا جاتا ہے کہ دیکھو دریا میں غوطہ لگاؤ تو صد ہا من پانی اوپر ہے مگر بوجھ نہ معلوم ہوگا۔ اسکی وہی وجہ ہے کہ سب طرف سے دباؤ مساوی تقسیم ہے۔ اقول^{۹۹} ہزار ہا گہرے کوئیں میں غوطہ لگا کر تہ تک پہنچے جب بھی بوجھ نہ محسوس ہوگا حالانکہ سارا پانی سر ہی پر ہے کر وٹوں پر صرف بالشت دو بالشت پاؤں پر کچھ نہیں تو وجہ یہ نہیں بلکہ وہ جس کی طرف ابھی ہم نے اشارہ کیا کہ ثقیل اپنے خیز میں اپنے سے ہلکے کو ابھارتا ہے جس کا خود ہیبت جدیدہ کو اعتراف ہے لہذا غوطہ خور کو نیچے جانے میں پانی کے ساتھ زور کرنا پڑتا ہے اور اوپر بہولت اٹھتا ہے اور جو خود ابھارے اس کا دباؤ پڑنا کیا معنی۔ بخلاف ہوا کہ جسم انسان سے ہلکی ہے یہ اگر ثقیل ہوتی تو اس صد ہا من بوجھ سے ضرور انسان کو پیس ڈالتی۔ اگر کہئے زمین کے قریب ہوا میں ابھی تم نے بھی وزن تسلیم کیا پھر کچھ تو محسوس ہو۔ اقول^{۱۰۰} وہ اجزائے غبار و بخار و دھان و غیر ہا نہایت باریک باریک

ہو ایں متفرق ہیں تو انسان کے سرے گنتی کے خبر متصل ہوتے ہیں جسے زیادہ گردا گرد سر پر پڑنے میں ہوتے ہیں جنکا بار اصلاً محسوس نہیں ہوتا۔ ان دونوں جوابوں کی غلطی ظاہر ہوگئی۔ اقول^{۱۲} یہاں اور مباحثہ و انظار و تنقید میں جنکی تفصیل موجب تطویل نہ ہو کہ ضرورت نہ دلیل البطلان کی حاجت کہ ہم البطلان دلیل کر چکے رد دعویٰ کو اسی قدر بس ہے کہ دعویٰ بے دلیل باطل و دلیل^{۱۳} رہا۔ حقیقت ماننا اس کے لئے شہادت حس کافی ہے کہ کس قدر کثیر حجم کی سروں پر موجود ہے اور بار نہیں ڈالتی بلا دلیل اس شہادت کو غلط نہیں کہہ سکتے جسے حس بصر میں اغلاط ہوتے ہیں۔ مگر غلطی وہیں مانی جاتی ہے جہاں دلیل سے خلاف ثابت ہو بلا دلیل تعلیط حس سے امان اٹھا دینا ہے تو روشن ہوا کہ ہوا کو خفیف ہی کہا جائیگا اور اس کا ثقیل ماننا باطل۔

(۱۹) ہوائے تجارت یعنی مقامی ہوا کہ خط استوا میں ہمیشہ مشرق سے مغرب کو چلتی ہے اور عرض شمالی میں شمال اور جنوبی میں جنوب سے خط استوا کی طرف مائل ہوتی ہے اور بحر احمر میں ہمیشہ سواحل عرب شریف کی موازات کا لحاظ رکھتی ہے اور تجارت کیلئے کمال نافع ہے اس کا سبب یہ بتاتے ہیں کہ خط استوا پر حرارت شمس زیادہ ہونے کی وجہ سے وہاں کی ہوا ہلکی ہو کر اوپر چڑھتی ہے اور قطبین کی ہوا تعدیل کیلئے یہاں آتی ہے خط استوا پر حرکت زائد ہے کہ مدار بڑا ہے جتنی تیز حرکت یہاں ہے ہوا کہ طرفین سے اتنی تیز حرکت نہ کر گی تو اس کی گردش زمین کے برابر نہ ہوگی بلکہ زمین اس کے اندر گردش کر گی اور مشرق کو زیادہ بڑھ جائیگی ہوا مغرب کی طرف پیچھے رہ جائیگی لہذا خط استوا پر سواشر ہوگی یعنی مشرق سے مغرب کو جاتی معلوم ہوگی۔ ہوا کی قطبین سے خط استوا کی طرف تعدیل کے لئے چلی شمالی سیدھی جنوبی نہیں رہتی بلکہ جنوبی مغربی ہو جاتی ہے اور جنوبی سیدھی شمالی نہیں رہتی بلکہ شمالی مغربی کہ وہ خط استوا کے قریب اتنی تیز رفتار نہیں کر سکتی تو زمین کا وہ حصہ آگے نکل جائیگا اور شمالی ہوا کا رخ بجائے جنوب جنوب و مغرب اور جنوبی کا بجائے شمال شمال و مغرب کو ہو جائیگا۔ اقول^{۱۴} تعدیل کیا واجب ہے اور خلا متہارے نزدیک محال نہیں پھر ہوائیں کیوالت پلٹ ہوتی ہیں۔

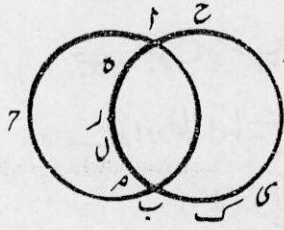
(۲۰) زمین اگر ابتدائے آفرینش میں جامد ہوتی اور اپنے محور پر گھومتی تو خط استوا پر پانی کے

یہاں ہوا کی گردش کی وجہ سے خط استوا پر پانی جمع ہو جائیگا اور قطبین پر پانی نہ ہوگا

سبب یکساں رہتی مگر پانی سیال تھا اور خط استوا پر حرکت سب سے زیادہ تو اسی طرف پانی کا ہجوم ہوتا اور قطبین جہاں حرکت نہیں پانی سے کھل جلتے لیکن ایسا نہیں تو معلوم ہوا کہ زمین ابتدا میں جامد نہ بنائی گئی۔

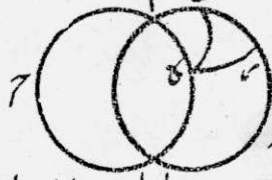
(۲۱) زمین خط استوا پر اونچی اور قطبین کے پاس چٹھی ہے اس سے معلوم ہوا کہ اول میں سیال ہی بنائی گئی تھی تیزی حرکت کے باعث خط استوا پر اس کے اجزاء زیادہ چڑھ گئے اور قطبین کے پاس کم چڑھے۔ حالانکہ میں ان دونوں مضمونوں کو یوں بیان کیا زمین کی محوری حرکت سے ضرور تھا کہ کرہ آب شلجمی شکل ہوتا کہ حرکت مستدیرہ میں جسم لطیف مرکز سے متجاوز ہو گا اور جہاں تیزی حرکت ہے وہاں زیادہ جمع ہو کر شلجمی شکل ہو جائیگا اگر زمین ابتدا میں سخت ہوتی مواضع خط استوا غرق آب رہتے حالانکہ وہاں اکثر خشکی ہے تو معلوم ہوا کہ زمین خود ہی شلجمی ہے یعنی ابتدا میں سیال تھی حرکت محوری کے سبب یہ شکل ہو کر اس کے بعد منجمد ہوئی اور اسی کو شروع حدیقہ سوم میں تمام سیارات پر یوں ڈھالاکہ حرکت وضعیہ قطبین پر اصلاً نہیں ہوتی پھر ٹہرتی جاتی ہے اور منطقہ پر سب سے زائد تیز ہوتی ہے اور طبیعیات میں ثابت ہے کہ حرکت موجب حرارت کاذب رطوبات تو ضرور ہوا کہ قطبین سے اجزاء منقل ہو کر منطقہ پر جمع ہو جائیں اور قطر استوائی محور سے بڑا ہوا ہے یہ تقریر نا فریت سے دور اور قبول سے نزدیک ہے اگر سیارات کا سیال ہونا ثابت ہوتا۔

(۲۲) دونوں نقطہ اعتدال ہر سال مغرب کو ۲۵.۶۲ گھنٹے جاتے ہیں اسے مبادرت اعتدالین کہتے ہیں یہ سنا صحیح ہے جس کی وجہ ہیات قدیمہ میں فلک البروج کا برخلاف معدل مشرق کو آنا ہے تو یہ نقطہ تقاطع مغرب میں رہ جاتا ہے اور اس کی جگہ دوسرا نقطہ قائم ہوتا ہے۔ لہذا نقطہ تقاطع معدل النهار سے شخصی ہے اور فلک البروج سے نوعی کہ منطقہ کی حرکت شرقی کے سبب معدل کے اس نقطہ پر منطقہ کے مختلف نقطے ط اتے رہتے ہیں ۱۷ ب معدل النهار ۱۸ ب فلک البروج معدل کی حرکت کہ شرق سے غرب کو ہے اس میں تو منطقہ بھی اس کا تابع ہے



۱۷ ط ص ۸۲ ص ۱۰۵ ۱۲ ۵۲ ص ۱۵ ۱۱ ۵۳ ص ۹۷ ۱۲

اس سے کوئی تفاوت نہ ہوگا لیکن منطقہ اپنی ذاتی حرکت خلیفہ مغرب سے مشرق کرکھتا ہے آج
 نقاط نقطین ۱ ب پر ہے اب منطقہ کا نقطہ حرکت کر کے ۷ پر آیا تو ضرور نقطہ ج کہ اس سے
 مغرب کو تھا ا کی جگہ آئیگا اب ج پر تقاطع ہوگا جو ۱ سے مغرب کو تھا ج چکرہ کی جگہ آئیگا
 ط کہ اس سے مغرب ہے محل تقاطع پر آئیگا یو ہیں جب ۱ محل کا پر آیا ضرور ہے کہ ب بڑھکر ک
 کی جگہ آیا اور اب ۷ کو اس سے مغرب کو تھا ب کی جگہ تقاطع پر آیا جب یہ ۷ کی طرف بڑھا
 ل نے کہ اس سے مغرب کو تھا تقاطع کیا یوں ہر روز تقاطع منطقہ کے غزلی نقطوں پر مستقل رہیگا۔
 جس کی مقدار روزانہ تقریباً دس ثلث بتائی گئی ہے کتنی صاف وجہ ہے جس پر عقلاً کچھ غبار نہیں
 لیکن بیات جدیدہ کو تو ہر چیز جاذبیت کے سر منہ ٹھہنی بنے خواہ نہ بنے اس کی وجہ یہ بتائی ہے کہ زمین
 خط استوا پر پھولی ہوئی ہے تو شمس و قمر کا بہ نسبت اور اجزائے زمین کے اس پھیلے پر وجہ قرب جذب
 زائد ہے آفتاب اسکے ہر جز کو منطقہ البروج کی طرف کھینچتا ہے اور وہ جز زمین کی حرکت محوری
 سے اسی پھیلے کے ساتھ جانا چاہتا ہے لاجرم دونوں سمتوں کے بیچ میں بڑھتا ہے اور سارا چھلا
 اسی کشمکش میں ہے لہذا منطقہ البروج سے تقاطع کے نقطے اب آگے مغرب کو پڑتے ہیں اور یہ فعل
 مستمر رہتا ہے مگر جب آفتاب نقطین اعتدال پر ہو جیسے مارچ ستمبر میں کچھ دیر تو اتنی دیر البتہ
 یہ فعل باطل ہوگا کہ خط استوا یہاں خود ہی دائرۃ البروج سے متحد ہے تو ایک دوسرے کی طرف
 کھینچے گا کیا اور سب سے زائد اس وقت ہوگا جب آفتاب مدارین میں ہو یعنی راس الطر
 و راس الجدی پر اور اس میں وجہ قرب قمر کا فعل شمس سے زائد ہے یعنی ۳۰ اور چاند سطر بعد
 کہا تقریباً ۱۶ مجموع جذب نیرن سے اعتدالین ۴۱ و ۵۰ ہر سال ہستے ہیں مگر اور سیاروں کی
 جاذبیت انکے فعل کی ضد ہے وہ مبادرت کو ۲۱ گھٹاتی ہے لہذا ۶۲ و ۵۰ رہتی مبادرت کی تھوڑی
 یہ ہے اب منطقہ پر محل شمس ہے وہ ۷۲ ب معدل کے مثلاً
 اپنی طرف جذب کرتا ہے لیکن وہ زمین کی حرکت محوری سے
 اسی دائرہ ۷۲ ب پر جانب ا جانا چاہتا ہے دونوں تقاضوں کے تجاذب سے وہ نہ سر کی
 طرف جائے گا نہ ا کی بلکہ دونوں کے بیچ میں ہو کر ح کی طرف بڑھے گا اور اب ا کی جگہ اور نقطہ کہ



۱۸ ص ۱۸۰ ج ۱۶ ص ۱۹ دونوں میں ۱۵ کا فرق ہے ۱۲ منہ غفرلہ

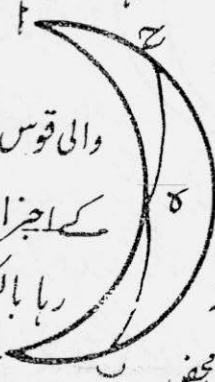
اس سے مغربی تھا نقطہ تقاطع ہو جائیگا۔ اقول یعنی کاح کی طرف بڑھنا یوں تو نہ ہوگا کہ چپلے سے نکل کر خط کاح پر بڑھ جائے بلکہ سارا ہی چپلا اس طرح بڑھے گا کہ اُدھر سے قریب ہو جائے اور اُدھر سے تو اپنی اس جگہ سے باہر نکل جائے گا اور اسکی جگہ اُسکے بعد کا نقطہ کاح کی طرف قریب کے نقطہ سے ملکر تقاطع پیدا کریگا ممکن نہیں کہ معدل کا وہی نقطہ سٹ کر تقاطع کرے کہ کاح جذب کے سبب جت کر کے اونچا ہو گیا ہے تو یہاں ۱۵ کے قابل فاصلہ نہ رہا لاجرم ۱۲ آگے نکل گیا اور اس کے پیچھے کا نقطہ محل تقاطع ہوا اور اب یہ شکل ہوگی



۱ پہلے نقطہ تقاطع تھا جب کاح بڑھ کر کاح کی جگہ آیا خط استوا کا حصہ ۱۵ اب حصہ ۱۴
۲ موضع تقاطع سے آگے نکل گیا اور تقاطع منطقہ کے نقطہ ۱۵ سے پیچھے ہو گیا
۳ کو پڑا تو اب ۱۶ نقطہ تقاطع ہوا کہ ح سے بہ نسبت پہلے تقاطع کے قریب ہے
تو انکے طور پر تقاطع دائرۃ البروج و معدل النہار یعنی خط استوا دونوں سے نوعی ہے اس کا نوعی ہونا تو ظاہر کہ تقاطع منطقہ کے اجزائے غریبہ پر منتقل ہے اور اس کا یوں کہ اسے جاذبیت نے بڑھایا اور پہلے نقطہ کو قائم نہ رہنے دیا انکے طور پر غریبیت کیوں ہوئی۔ اقول ۱۵ اسے ہم اپنے طریقے پر توضیح کریں اگرچہ دو نصف بالائے افق و زیر افق کے اعتبار سے مشرق و مغرب کی تعبیر بدلتی ہے۔ ہمارا مشرق امریکا کا مغرب ہے اور ہمارا مغرب اُس کا مشرق مگر توالی بروج متبدل نہیں اور وہ ہر جگہ مشرق سے مغرب کو ہے حمل جہاں ہو تو اس سے مشرق میں ہے کہ اُس کے بعد طالع و غارب ہوگا اور حوت مغرب میں کہ پہلے یوہیں ہر جگہ میزان سے عقرب شرقی اور سنبلہ غربی تو جو چیز توالی بروج پر انتقال کرے مثلاً حمل سے ثور میں آئے یا اس الحمل سے حمل کے دوسرے درجے میں وہ مغرب سے مشرق کو جاتی ہے اور جو چیز خلاف توالی متحرک ہو مثلاً حمل سے حوت کے ۳۰ سے ۲۹ میں وہ مشرق سے مغرب کو چلتی ہے اس شکل میں اگر مشرق پر اس الحمل ہے تو ضرور ۱۵ طحس الخ حوت و لوجہ الخ ہیں خواہ اس قوس بالائے افق ہو کہ یہ اُس سے پہلے طلوع کرتے ہیں یا قوس زیر افق کہ اب ۱۴ کہ اُدھر کا مشرق ہی ہمارا مغرب ہے اور حوت و لوجہ الخ اُس سے پہلے غروب کرتے ہیں اور اگر مشرق پر اس میزان ہے تو ضرور یوہیں مذکور دونوں صورتوں میں

خط ح را الخ سنبه اسد سرطان الخ ہی اب کہ ۱ کی جگہ ط نقطہ تقاطع ہوا پہلی صورت میں راس الحمل
 اپنی جگہ سے ہٹ کر جوت سابق کا کوئی حصہ راس الحمل ٹھہرا اور دوسری صورت میں راس المیزان ہٹ کر سنبہ سابقہ
 کا کوئی نقطہ راس المیزان ہوا بہر حال نقطہ اعتدال خلاف توالی پر پڑھا تو مغرب کو ہٹا دھوا المقصود تم
 سمجھے کہ یوں جاذبیت کے ہاتھوں مبادرت ہو گئی۔ اب ردِ سنیے۔ فاقول! اولاً ایک سہل سوال تو پہلے
 یہی ہے کہ شمس کا جذب صرف خط عمود پر نہیں بلکہ تمام اجزائے مقابلہ پر ہے اگرچہ موقع عمود پر زیادہ
 ظاہر ہے کہ پھلے کے اجزا اگرچہ ایک سمت میں نہیں کہ قوس کے ٹکڑے ہیں مگر ان کی سمتیں قوسی انتظام
 میں منتظم ہیں ان پر جذب کے جو خطوط آئیں گے ان کی سمتوں کا اختلاف اور رنگ کا ہوگا اور مختلف زاویے
 بناتے آئیں گے ہر جز اپنے زاویے کے تیج میں نکلے گا جو قوسی انتظام میں منتظم نہیں تو کیا وجہ کہ اجزاء
 متفرق نہ ہو جائیں اس کا ثبوت تمہارے ذمہ ہے کہ ان کا نکلنا ایسے ہی تناسب پر ہوگا کہ پھیلا بدستور
 برقرار رہے۔ ثانیاً جب عمود منحرف کا بھی فرق اور قرب بھی مختلف لا جرم جذب مختلف تو نا فرقی
 مختلف تو چال مختلف تو اجزاء متفرق اور پھیلا منتشر ثالثاً وسط کے جز پر سب سے زیادہ جذب عمودی
 ہے اور دونوں پہلوؤں پر بتدریج متناقص تو واجب کہ پھلے کا جز اوسط سب سے زیادہ اپنے محل
 سابق سے تجاوز کرے اور دونوں طرف کے اجزاء اخیر تک بترتیب کم تو موضع تقاطع کے دونوں جز اپنے
 محل سابق سے بہت کم ہٹے ہوں اور باقی کا بعد پڑھتا جائے یہاں تک کہ جز اوسط سب سے زیادہ اپنی
 پہلی جگہ سے دور ہو جائے مگر یہاں یہ ناممکن بلکہ اس کا عکس واجب کہ جب دونوں دائروں کا نقطہ تقاطع
 سمجھے پہلے ہے تو خط استوا کی اب جو وضع ہوگی وہ پہلی وضع سے قطعاً وسط میں متقاطع ہوگی۔

مثلاً ۱ راس الحمل ب راس المیزان تھا اب راس المیزان ع پر ہو کر وصل کرنے
 والی قوس یقیناً قوس سابق اب وسط میں تقاطع کرے گی تو ثابت کہ محل تقاطع
 راس الحمل ح پر ہوا تو واجب کہ کے اجزاء اپنی جگہ سے بہت زیادہ ہٹے اور پھر
 رہا بالکل اس کا عکس جو جاذبیت کا متفقہ بعد گھٹتا گیا۔ یہاں تک کہ وسط پر اصلاً نہ
 تھا تو جاذبیت سے مبادرت ماننا جہل محض ہے۔ رابعاً جذب زمین کا
 اثر ہمیشہ متوافق ماننا جزاف ہے بلکہ کبھی متوافق ہوگا جیسے اجتماع میں اور اس وقت مبادرت



بہت سریع ہونا چاہیے کہ دسوں حصے ایک طرف کھینچ رہے ہیں اور کبھی متخالف ہوگا۔
کبھی متعارض جیسے اس شکل میں

خط α پر جانا چاہتا ہے اور خط β پر جانا ہوگا اور قمر γ پر کشش کرتا ہے اس کا مقتضی خط δ پر جانا ہوگا۔ اب اگر بعد قمر سے کسی جذب ϵ نسبت $\frac{1}{2}$ سے جو ان کے جذبوں میں ہے زائد ہے قمر کا اثر ضعیف ہوگا کم ہے شمس کا اثر مست ہوگا برابر ہے تو دونوں اثر مساوی ہوں گے ہر حال اس پر تین مختلف اثر ہیں بحال تعارض اگر جذب ϵ ساقط ہو سیدھا α پر جائے گا مبادرت ہوگی ہی نہیں بحال متخالف اگر مست معتد بہ نہ رہے اگر وہ اثر شمس ہے δ پر جائے گا اور اثر قمر تو β پر ورنہ ان تینوں کے سوا چوتھا خط نکالے گا ہر طور مبادرت کی چال ہرگز منتظم نہ ہوگی حالانکہ باتفاق اصاد منتظم ہے۔ خامساً جاذبیت دیگر سیارات کا مبادرت کو گھٹانا یو ہیں ہو سکتا ہے کہ نیرین اعتدالین کو جانب غرب بڑھاتے اور یہ جانب شرق پھینکتے یا مطلقاً حرکت سے روکتے ہوں ثانی تو بدایت باطل کو روکنا کار جاذبیت نہیں اور اول یعنی تقاطع کا کسی ایسے نقطہ منطقہ پر لیجانا جو پہلے نقطے سے مشرق کو ہو اسی حالت میں متصور کہ وہ نصف شمالی میں خط استوا سے جنوب کو ہوں یا نصف جنوبی میں شمال کو کہ اس صورت میں سیارہ ϵ معدل کے نقطہ δ کو اپنی

چلے گا اور خط β پر نکل کر منطقہ تقاطع ہوگا جو ہمارے بیان سابق اور اس سے شرقی ہے سیارات میں ایسا شمال اور جنوبی میں جنوبی ہوتا ہے اور برعکس بھی ہو تو نادرت تو اکثر اوقات سیارات اس میں تیز رفتاری سے ہوتی ہیں ہوں گے نہ کہ ضد نقطہ خط استوا کے آگے بڑھنے میں کچھ رکاوٹ پیدا کرنا سیارہ کو غربی سے شرقی کرنا نہ چاہیے گا کہ وہ منطقہ سے قریب ہوتا ہوا جتنا بھی بڑھے ہر حال مبادرت غربیہ ہوگی سادساً فرض کیجیے کہ یہ نادرت نہیں تو ہمیشہ کے لئے ہمیشہ عکس ہی لازم کہ نصف

طرف کھینچے گا اور وہ آ کی طرف جانا سے دور ہوگا اور آ کے بدلے س پر کے مطابق تو اوائی بروج پر آ کے آگے نہیں نصف شمالی میں ان کا میل شمال اور جنوبی میں جنوبی ہوتا ہے اور برعکس بھی ہو تو نادرت تو اکثر اوقات سیارات اس میں تیز رفتاری سے ہوتی ہیں ہوں گے نہ کہ ضد نقطہ خط استوا کے آگے بڑھنے میں کچھ رکاوٹ پیدا کرنا سیارہ کو غربی سے شرقی کرنا نہ چاہیے گا کہ وہ منطقہ سے قریب ہوتا ہوا جتنا بھی بڑھے ہر حال مبادرت غربیہ ہوگی سادساً فرض کیجیے کہ یہ نادرت نہیں تو ہمیشہ کے لئے ہمیشہ عکس ہی لازم کہ نصف

شمالی میں اُنکا میل دائماً جنوبی ہو۔ اور جنوبی میں دائماً شمالی اور یہ قطعاً باطل۔ ^{۱۱۶} سالبعاً قرب قمر سے اسکی جاذبیت اقویٰ ہونے کا ردِ ابحاث مدکی وجہ چہارم میں گزرا۔ ^{۱۱۷} ثامناً مدارین پر عمل اقویٰ ہونا عجیب ہے یعنی غایت بعد پر جذب اقویٰ اور جتنا قرب ہوتا جائے اضعف۔ ^{۱۱۸} تاسعاً حلقہ استوائی کا بوجہ ارتفع اقرب ماننا بھی عجیب ہے ایسا کتنا فرق ارتفع ہے قطب سے خط استوا تک تقریباً ۱۳ ہیل کا تو فرق ہے اور مدار سے خط استوا تک ^{۱۱۹} درجے ۲۷ دقیقے ہیں کہ دو کروڑ تراسی لاکھ میل سے زیادہ ہوئے شمس جب مدارین میں ہوگا قریب کے مداروں کو کھینچے گا پاپونے تین کروڑ میل سے زائد بیچ میں چھوڑ کر صرف ۱۳ میل بلندی کو جا کھڑے گا۔

عاشراً ^{۱۲۰} اب واجب ہے کہ جب شمس مدار صیفی میں ہو تمام مدارات کو کہ اُس سے جانب جنوب میں شمالی ہوں خواہ جنوبی مع خط استوا سب کو جانب شمال کھینچے اور باقی تمام مدارات یعنی قطب شمالی تک انکے موازی دائروں کو جانب جنوب۔ یوہیں جس مدار پر مستقل ہوا اُسے چھوڑ کر اس سے شمالیوں کو جنوب اور جنوبیوں کو شمال کی طرف جذب کرے یہاں تک کہ خط استوا پر آئے اب اسے چھوڑ کر تمام شمالیہ کو جنوب اور جمیع جنوبیات کو شمال کی طرف لائے جب اس سے جنوب کو چلے سب شمالیات و خط استوا کو جانب جنوب کشش کرے باقی کو جانب شمال غرض نہ خط استوا بلکہ زمین کا ہر چھلا کہ اُسکے موازی ہے جانب شمس کھینچے مدار صیفی سے باہر جتنے چھلے ہیں سب ہمیشہ جنوب کو بڑھیں اور مدار ستوی سے جتنے باہر ہیں سب ہمیشہ شمال کو تو زمین قطبین پر سے روز بروز خالی ہوتی جائے اور مدارین کے اندر چھلے ہی وہ ہمیشہ برودات میں رہیں کبھی جنوب کو بڑھیں کبھی شمال کو دیکھو کیا اچھی مبارک اعمدہ الہین نبی جادی عشر خط استوا پر نعل باطل ہونے کے کیا معنی اب منطقہ کی طرف نہ کھینچے اپنی طرف تو کھینچے گا تو لازم کہ تقاطع کا نقطہ — تقاطع چھوڑ کر نہ صرف آگے بڑھے بلکہ اوپا ہو جائے۔ ثانی عشر ^{۱۲۱} یہ اپنی طرف کھینچتا خط استوا ہی پر نہیں بلکہ ہر مدار پر ہوگا دن کو اوجہ کے نقطے کو ادنیٰ کرے گارات کو اوجہ کے نقطے کو تو لازم کہ مابین المدارین زمین بہت اونچی ہو جاتی اور قطر استوائی ہر سال زیادہ ہوتا جاتا اور شکل زمین بمرور زماں یہ ہوتی  یہ ہے تمہاری جاذبیت اور اس کے ہاتھوں انفر مبارکست۔

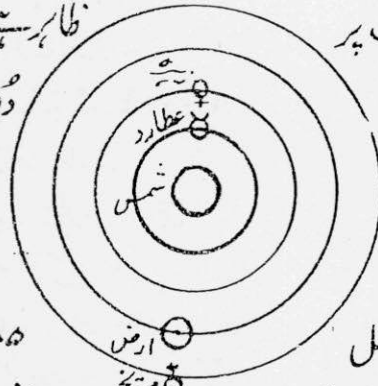
(۲۴) مرکز شمس تحت حقیقی ہے جو اس سے قریب ہے نیچے ہے اور بعید اوپر۔

اقول^{۱۲۷} یہ مضمون ہیات جدیدہ سے بوجہ ثابت اولاً صاف تصریح کہ شمس^{۱۲۸} ہی ثقیل حقیقی ہے باقی سب اضافی ہر ایک بقدر اپنے ثقل کے مرکز شمس سے قرب چاہتا ہے اور اُس سے زیادہ قرب سے بھاگتا ہے مع اس اقرار کے^{۱۲۹} ثقل کا کام جانب زیریں کھینچتا ہے تو روشن ہوا کہ مرکز شمس ہی تحت حقیقی ہے ثانیاً^{۱۳۰} ہماری طرح یہ بھی زہرہ و عطارد کو سفلیں اور مریخ و مافوقہ کو علویات کہتے ہیں ہمارے طور پر تو اسکی وجہ صحیح و ظاہر ہے کہ مرکز زمین تحت حقیقی ہے زہرہ و عطارد اُس سے قریب ہیں اگرچہ اپنے بعد البعد پر ہوں اور مریخ و مافوقہ بعید اگرچہ بعد اقرب پر ہوں لیکن ان کے طور پر یہ نہیں بنتی کہ ہیات جدیدہ کے زعم میں بارہا مریخ زمین سے قریب اور زہرہ و عطارد دور ہوتے ہیں زیجات سنویہ یعنی المکنون میں دیکھئے گا کہ جا بجا کتنے کتنے دن زمین سے بعد مریخ کے لوگ انہم میں عدد صحیح ۹ ہے کہ کس محض ہوں اور زہرہ و عطارد میں صفر کہ آحاد صحاح کا مرتبہ ہوا۔ سب میں زیادہ تفادوت کا مقام وہ ہے کہ وہ دونوں شمس کے ساتھ قران اعلیٰ میں ہوں اور مریخ مقابلے میں اس صورت پر

دور ہیات جدیدہ نے اسوقت
۱۳۵۶۳۱۰۴۹ تیرہ کروڑ میل

۱۵۹۵۵۱۴۲۶ سولہ کروڑ میل

۲۶۲۸۸۹۸۵ کہ پونے تین کروڑ



قریب ہوگا اور زہرہ و عطارد
زمین سے عطارد کا بعد اعظم
سے زائد اور زہرہ کا

کے قریب اور مریخ کا بعد اقل

میل بھی نہیں تو اگر مرکز زمین تحت حقیقی ہو تو لازم کہ بارہا مریخ نیچا اور زہرہ و عطارد اوپر ہوں حالانکہ ایسا نہیں لاجرم مرکز شمس کو تحت حقیقی لیا کہ زہرہ و عطارد ہمیشہ اس سے قریب ہیں اور مریخ بعید ثالثاً^{۱۳۱} صاف تصریح ہے کہ زہرہ و عطارد کا مدار مدار زمین کے اندر ہونے کے سبب ان کو سفلیں کہتے ہیں اور مریخ و غیرہ کا مدار مدار ارض سے باہر ہونے کے باعث ان کو علویات ظاہر ہے کہ یہ علو و سفلی اضافی ہیں یعنی زہرہ و عطارد کا مدار اندر ہونے کے سبب تحت حقیقی سے نسبت

تنبیه لطیف اقول ^{۱۳۲} اہل الفاضل دیکھیں سردار مہیات جدیدہ نیوٹن نے کیسی صریح خارج از عقل بات کہی کرہ زمین اگر دب کر ایک انچ مکعب رہ جائے تو اولاً یہ سارا کرہ کہ کھربوں میل میں پھیلا ہوا ہے صرف ایک لاکھ دس ہزار پانسو بانوے فوٹوں کا مجموعہ ہو ہر ذرہ بال کی نوک کی برابر اس لئے کہ گز اڑتالیس انگل ہے۔ ہر انگل ۶ جو۔ ہر جو دم اسپ ترک کے ۶ بال تو گز ۴۸، ابال کی نوک ہے اسے ۳۶ پر تقسیم کئے سے انچ میں ۴۸ بال ہوئے تو زمین کہ صرف ایک انچ مکعب کے لائق ہے ۱۱۰۵۹۲ فوٹن ہی کا مجموعہ ہوئی یہ کیسا کھلا باطل ہے اتنے ذرے تو اب ایک انچ مکعب مٹی میں ہونگے باقی کھربوں میل کا پھیلاؤ کدھر گیا۔ یوں نہ ظاہر ہو تو ایک خط میں دیکھ لیجئے جب کرہ زمین ایک انچ ہوتا اس کا قطر تقریباً سو انچ ہوتا یعنی ^{۱۳۱} ۱۲۴۰۰۰۹ جس میں بال کی نوک کی برابر ذرے صرف ۵۵۳۶۲۵ ہوتے پورے ساٹھ سمجھئے بس یہ کائنات قطر زمین کی ہوتی اور اب ایک انچ طول کی خاک میں گن لیجئے تنے ذرے فی الحال موجود ہیں تو باقی ۸ ہزار میل کا خط کہاں سے بنا۔ ثانیاً جب قطر میں ساٹھ ہی ذرے ہوئے اور وہ ہے ۱۲۰ درجے اور زمین کا درجہ قطر یہ ۶۶ میل کے قریب ہے یعنی ۵۵۳۶۲۵ میل کہ نصف قطر معدل ۵۴۳۵۶۲۵ میل ہے تو سب اس سمت کے بعد پھیل کر حالت موجودہ پر آتی ہر ذرہ دوسرے سے ۱۳۲ میل کے فاصلے پر ہوتا تو زمین محسوس ہی ہو سکتی ^{۱۳۶} ثالثاً اگر بغرض غلطیہ منزلوں کے فاصلے پر

۱۵۱۴۰۰۱۴ سے کہ حکم تکلیس لومساحت کرہ - ۱۲۸۹۹۸۶ = تو قطر ہاں مساحت ایک ہے نہ صفر۔ عدد مذکور = ۵۰۳۶۶۶۱۳ = ۳ ÷ ۳۰۹۳۶۶۶۱۳ = عدد ۳۰۹۳۶۶۶۱۳ یعنی ایک انچ مع کسر مذکور کہ قریب ربع ہے فائدہ اقول یوں کہ جس مقدار میں ایک فرض کیا جائیگا اس کا قطر تقریباً سوایا ہوگا اور قطر جس مقدار میں ایک فرض کیا جائے کہ وہ اس سے $\frac{131}{135}$ یعنی $\frac{13}{135}$ ہوگا اور بالتدقیق ۵۲۳۵۹۸۹ کہ جب قطر ایک ہے اس کا لوگارٹم اور سبب صفر ہوا تو لومساحت کرہ صرف ۱۲۸۹۹۸۶ رہا جس کا عدد وہی مذکور ہے اور اس ۱۳۲ سے مقدار قطر کی کرہ پر زیادت تنوہم نہو کہ قطر میں اس مقدار کی پہلی قوت ہوگی اور کرے میں تیسری ہیں دیکھئے کہ قطر میں ۶۰ ذرے ہوئے یعنی ایک انچ میں ۴۸ اور کرے کی ایک انچ میں ۱۱۰۵۹۲ کہ ۴۸ کی مکعب ہے اسکی تصدیق یوں ہو سکتی ہے کہ سو انچ قطر میں ذرے ۵۵۳۶۲۵ ۵۹۳۶۲۵ لوگارٹم ۰۸۳ = ۳ × ۵۱۳۲۲۲۲۹ = ۱۲۸۹۹۸۶ + = ۵۲۰۲۳۷۲۵ = لومساحت انچ مکعب اس کا عدد وہی ۱۱۰۵۹۲ عدد ذرات کرہ ۱۳ منہ غفرلہ

ایک ایک ذرہ دوسرے سے جدا نظر بھی آتا تو کوئی فجنون ہی اسے جسم واحد گمان کرتا ^{۱۳۷} والبعث
 زمین پر انسان حیوان کا بسنا چلنا درکنا رکنا کوئی مکان تعمیر ہونا محال ہوتا کہ ہر ذرہ کے بیچ میں ۱۳۲
 میل کا خلا ہے خامساً اگر لوگ ہوا میں معلق رہتے بھی تو امریکا کے ہندوستان سے دکھائی دیتے اور ہندوستان
 کے امریکہ سے اور آس و قمر و کوکب کا طلوع غروب سب باطل ہوتا کہ منزلوں کے خلا میں متفرق ذرے کیا جا
 ہوتے۔ یہ سب حالتیں زمین کی حالت موجودہ میں لازم ہیں کہ یہ وہی حالت تو ہے جو سمندر بھیلنے کے
 بعد ہوتی۔ سمٹنے سے اجزا کم و بیش نہیں ہو جاتے تو اب بھی قطر زمین وہی ۶۰ ذرے بھر ہے اور
 سارے کرے میں کل جمع ۵۹۲۔۱۱ ذرے۔ اگر کہیے اجزائے ویمقراطیسیہ بال کی نوک سے چھوٹے
 ہیں تو وہ قطر میں ۶۰ نہیں بہت ہیں۔ اقول ^{۱۳۹} ایسے کتنے بہت ہیں ایسے کتنے چھوٹے ہیں ذہنی تقسیم
 میں کلام نہیں جس پر کہیں روک نہیں ایک خستخاش کے دانہ پر دائرہ عظیم لیکر اس کے ۳۶۰ درجے ہر درجے
 کے ۶۰ دقیقے ہر دقیقے کے ۶۰ ثانیے یو ہیں عاشرے اور عاشرے کے عاشرے تک جتنے چاہیے حساب
 کر لیجئے کیا یہ جس میں تمائز ہو سکتے ہیں یہ فلک شمس جسے تم مدار زمین کہتے ہو جس کا محیط دائرہ اٹھادون
 کرو میل سے زائد ہے۔ ہم فصل اول میں ثابت کریں گے کہ اُس کا عاشرہ ایک بال کی نوک کے سوا
 لاکھ حصوں سے ایک حصہ ہے تقسیم مسمیٰ میں کلام ہے جس کا انتفا اجزاء ویمقراطیسیہ میں لیا گیا ہے اور شک
 نہیں کہ بال کی نوک کا پچاسواں حصہ بھی حجاب نہیں ہو سکتا تو جزو ویمقراطیسیہ زیادہ سے زیادہ ایک
 ذرے میں پچاس رکھ لیجئے۔ نہ سہی ہر بال کی نوک میں ۱۳۲ فرض کیجئے اب تو کوئی گلہ نہ رہا اور کسے
 میں آتش بدستور جب ہر ذرہ دوسرے سے ۱۳۲ میل کے فاصلے پر تھا اب ہر جزو دوسرے سے میل میل بھر کے
 فاصلے پر ہوا اب کیا اُس کا قطر بال کی ۶۰ نوک سے بڑھ جاتا ایک نوک کے حصے کتنے ہی ٹھہر الو اب
 کیا زمین محسوس ہو سکتی اب کیا جسم واحد سمجھی جاتی اب کیا اس پر کھڑا ہونا یا مکان ممکن ہو جاتا اب
 کیا ادھر کی آبادی ادھر نظر نہ آتی اب کیا چاند سورج یا کوئی تارا غروب کر سکتا ہر وہ جزو جس میں ایک
 میل کا فاصلہ کیا کم ہے ملاحظہ ہو یہ ہیں ان کی تحقیقات جدیدہ اور یہ ہیں ان کے اتباع کی خوش اعتقاد
 کہ متبوع کیسی ہیں بے عقلی کا ہڈیاں لکھ جائے یہ امانا کہنے کو موجود۔

اخیر میں پہلی گزارش تو یہ ہے کہ صحت کی تھماتہ کوششوں کے باوجود

(۲۶) آسمان کچھ نہیں فنائے خالی نامحدود و غیر متناہی ہے ایک پتھر کہ پھینکا جائے اگر جذب زمین و مزاحمت ہوا وغیرہ نہ روکیں تو ہمیشہ یکساں رفتار سے چلا جائے کبھی نہ ٹھہرے زمین کو کشش آفتاب حائل نہ ہوتی تو ہمیشہ مساوی حرکت سے سیدھی ایک طرف چلی جاتی۔ یہ ان کی خام خیالیوں میں۔ آسمان پر ایمان ہر آسمانی کتاب مننے والے پر لازم اور بعد موجود قطعاً محدود و لامتناہی العباد دلائل قاطعہ سے مردود۔

(۲۷) اگلے تو غلطی میں پڑ کر وجود فلک کے قائل ہوئے اور ہم پھیلے (یعنی) ہیات جدیدہ والے اگرچہ آسمان نہیں مانتے پھر بھی حسابی غلطیوں اور مہندسی خطاؤں کے رفع کیلئے ان تمام حرکات و دور کو اگلوں کی طرح ایک کڑہ کے مقعر میں ملتے ہیں جو منہلے نظر راصد پر ہے اور اس کا مرکز زمین اولاً اور لایہ اقرار غنیمت ہے کہ بے آسمانی کڑہ مانے حساب میں غلطی اور مہندسی اعمال میں خطا پڑتی ہے مگر یہ منطق نرالی ہے کہ وہی غلط ہے جسکے مننے سے غلطیاں رفع ہوتی ہیں ثانیاً تمام عقلاً توان دوائر کو آسمانی کڑہ کی محراب پر ملتے ہیں مگر یہ انھیں کیونکر راست آتا کہ فضلے نامحدود کا محراب کہاں لہذا مقعر لباب اسکو بھی تجرید درکار وہ انتہائے نظر راصد سے لی تحدید تو اب بھی نہ ہوتی راصدوں کی نظریں مختلف ہیں اور سب سے تیز نظر کا لیا جائے تو آگے آلات ہیں اور ان کی قوتیں مختلف۔ سب سے قوی قوت کا لیا جائے تو اسکی بھی حد نہیں روزئے آئے ایجاد ہوتے ہیں نگاہ مجبرد ہو یا مع آلہ اسکی اپنی انتہا اس سقف نیلی پر ہے جسے ہیات قدیمہ نہایت عالم نسیم کڑہ بخار کہتی ہے اور جدیدہ ایک محض موہوم حد نظر اور حقیقت میں وہ اس آسمان دنیا یعنی فلک قمر کا مقعر ہے اسکے بعد روشن اجرام نہ ہوتے تو کچھ نظر نہ آتا اور روشن اجرام زاویہ بالبصار بننے کے لائق بعد پر کتنے ہی دور لئے جائیں نگاہ ان تک پہنچتی تو واقع میں کوئی حد نہیں ہاں یہ کہنے کہ کل جب تک یہ آلات نہ نکلے تھے جہاں تک نگاہ پہنچتی تھی اُس بعد پر یہ مقعر و دور بستے تھے آلات نیکران سے زائد پر ہوئے اور جو آلہ قوی تر ایجاد ہوتا گیا یہ کڑہ عالم اونچا ہوتا گیا اور آئندہ یوہیں ہوتا رہے گا جذب کچھ نہیں کیونکہ حساب و مہندسہ کی غلطیاں رفع کرنے کو ایک غلط بات مانا درکار ہے جیسی بھی ہوتا تھا

صفحہ ۲۳ وغیرہ ط ۱۲ ص ۵۶ ط ۱۷ ص ۵۶ ح ۲۶ اور اسی کا اشارہ ص ۲۳ میں ہے ۱۲

سماوی کرہ واقعی خواہ فرضی بالطبع ایسا ہونا لازم کہ تحت حقیقی سے اُس تک بعد ہر جانب سے برابر ہوا اس کے کوئی معنی نہیں کہ یہ مقعر ایک طرف زیادہ اونچا ہے دوسری طرف کم تو اسے مرکز شمس پر لینا تھا کہ وہی تمہارے نزدیک تحت حقیقی ہے ۲۴ مگر تجویزی سب کچھ کراتا ہے وہ حسابی و ہندسی غلطیاں یوں رفع ہوتی ہیں کہ باتباع قدما مرکز عالم مرکز زمین پر لیا جائے۔ والبعث^{۲۵} مرکز زمین ہو یا مرکز شمس یا کوئی ایک مرکز معین ہیأت جدیدہ سب دوائر کو جسے ہیأت کا نظام بنتا ہے ایک مرکز پر مان سکتی ہی نہیں جسکا بیان عنقریب آتا ہے اور بے ایک مرکز پر مانے ہیأت کا نظام سب درہم و برہم غرض بیچارے ہیں مشکل میں دوائر اور ان کے مسائل سب قدما سے سیکھے اور انھیں کی طرح ان سے بحث چاہتے ہیں مگر جدید مذہب والا اپنے کو اصول معکوس ہے اب نہ وہ بتے ہیں نہ یہ چھوڑتے ہیں سانپ کے منہ کی تھنچھو نہ رہیں۔ آسمان گما کر سورج تھا مرکز بیت کے مثل ہاتھوں سیارے گھما کر چار طرف ہاتھ پاؤں مارتے ہیں اور بنتی کچھ نہیں۔ بعونہ تعالیٰ یہ سب بیان عیاں ہو جائے گا وباللہ التوفیق۔

(۲۸) زمین کے خط استوا کو جب مقعر سماوی تک لیجائیں تو ایک دائرہ عظیمہ پیدا ہو گا کہ کرہ فلک کے دو حصے مساوی کر دیگا۔ یہ خط اعتدال یا آسمانی خط استوا یعنی معدل النہار ہے دائرہ عظیمہ وہ دائرہ ہے کہ کرہ کے دو برابر حصے کر دے اقول^{۲۹} اتنی قدما سے سیکھ کر ٹھیک کہی مگر ہیأت جدیدہ ہرگز اسے ٹھیک نہ رکھیں گی جسکا بیان بعونہ تعالیٰ عنقریب آتا ہے حالانکہ اس میں ایک مہمل اضافہ کیا کہ منطقہ حرکت یومیہ زمین کو قاطع عالم فرض کرنے سے عالم علوی میں معدل النہار اور زمین پر خط استوا پیدا ہوتا ہے اقول^{۳۰} خط استوا ہی تو وہ منطقہ ہے اُسے قاطع عالم ماننے سے خود اُس کا پیدا ہونا عجیب ہے۔

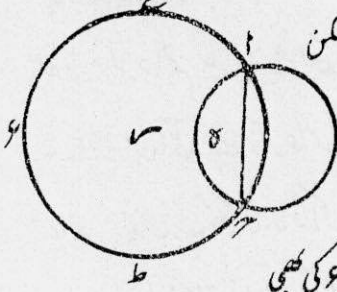
(۲۹) تمام مباحث ہیأت کی اس بات دوائر دو دائرے ہیں معدل النہار کہ گزرا دوسرا دائرۃ البروج اس کی تعیین میں ہیأت جدیدہ کے اضطراب دیکھے۔ سیکھا اسے بھی قدما سے اور بے اس کے ہیأت کے کام احکام حل نہیں سکتے۔ ناچار ابحاث و احکام میں بھی قدما کی تقلید کی مگر بخیر کہ ہیأت جدیدہ کے غلط اصول ان کا نقل بڑا نہ رکھیں گے نہ تمہیں دائرۃ البروج کی صحیح تعریف کرنے دینگے۔ اصول علم الہیات میں کہا زمین اپنے دورہ سالانہ گردش شمس سے جو دائرہ عظیمہ بناتی ہے وہ دائرۃ البروج ہے اس کی سطح معدل پر ۲۳ درجے ۲۷ دقیقہ کچھ ثانیے مائل ہے یہ بارہ بروج مساوی پر تقسیم ہے

جن میں چھ خط استوا سے شمال کو ہیں چھ جنوب کو ہر برج ۳۰ درجے حدائق میں کہا یہ دائرہ مدار زمین کو قاطع عالم فرض کرنے سے فضائے علوی میں حادث ہوتا ہے اقوال^{۱۴۸} اولاً یہ سب غلط ہے بلکہ مدار شمس (جسے یہ مدار زمین کہتے ہیں) مرکز عالم سے جدا مرکز پر واقع ہے تو اس کے قطر کا ایک نقطہ مرکز عالم سے غایت بعد پر ہے جسے اوج کہتے ہیں دوسرا غایت قرب پر جسے حقیض جنکی تصویر مدار^{۱۴۹} میں آتی ہے مرکز عالم پر اوج کی دوری سے دائرہ کھینچیں کہ منطقہ و مثل ہے اس دائرے کو قاطع عالم السین محمد بن فلک الافلاک پر اس کے موازی جو دائرہ بناوہ دائرۃ البروج ہے جس کا مرکز مرکز عالم ہے ہمارے بیان کا حق اور ان کے منزعوم کا باطل ہونا ابھی خود ان کے اقراروں سے کھلا جاتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ ثانیاً اس سے قطع نظر ہو تو طریق علمی سے مشابہ وہی ہے جو حدائق میں کہا نہ کہ نفس مدار کو دائرۃ البروج ماننا جس سے اوپر ڈیڑھ سو کے قریب مدار موجود ہیں اور سب کی مبانی اس سے لی جاتی ہے جو اسے مقعر سماوی سے اتنا نیچا لینے پر نہیں بن سکتی ثالثاً^{۱۵۰} مدار زمین تو بیضی منستہ ہو دائرۃ البروج دائرہ کیسے ہوا اور مجاز کا دامن تھا مناکام نہ دیکھا کہ میل و عرض ہمارے موامرات علم مثلث کردی پر مبنی اور وہ دواثر نامہ ہی میں جاری۔

(۳۰) معدل النهار دوائر البروج کا تقاطع تناسف پر ہے یعنی نقطتین اعتدال سے دونوں کی تنصیف کردی ہے بیات جدیدہ میں بھی جتنے کرے جتنے ہیں سماوی خواہ ارضی جنکو گلوب کہتے ہیں سب میں دیکھو دو دونوں دائرے تناسف ملیں گے اور یہ ایک ایسی بات ہے جس سے ہر بچہ آگاہ ہے جس نے قدیمہ خواہ جدیدہ کسی بیات کے دروازے میں پہلا قدم رکھا ہو۔ نیز ابھی نمبر ۲۹ میں اصول علم الہیات سے گزرا کہ ایک نقطہ اعتدال سے دوسرے تک دائرۃ البروج کے ۱۸۰ درجے ہیں یہ اس کی تنصیف ہوئی اور اسی سے نمبر ۲۳ میں گزرا کہ خط استوا کے نصفین کی تحدید انھیں دو نقطہ اعتدال سے ہے نیز اسی کے نمبر ۵۹ میں ہے کہ یہ دونوں عظیمیے ایک دوسرے کو دو نقطہ متقابل پر قطع کرتے ہیں ظاہر ہے کہ دائرے پر متقابل نقطے وہی ہوتے ہیں جن میں نصف دور کا فصل ہو اور سب صاف ترے^{۱۵۱} میں کہا کہ دونوں نقطہ اعتدال میں مطالع یعنی معدل کی قوس ۱۸۰ درجے ہے۔ پھر کہا یعنی دائرۃ البروج خط استوا کو دو نقطہ متقابل پر قطع کرتا ہے جن میں فصل ۱۸۰ درجے ہے۔ پھر کہا یہ برہان ہے اس پر کہ دائرہ البروج دائرۃ عظیمیہ

ہی ہے کہ سوا عظیمہ کے کوئی دائرہ خط استوا یعنی مدد کو اس طرح قطع نہیں کر سکتا غرض یہ ایسا مسئلہ ہے جس پر بیانات جدیدہ و جملہ عقلائے عالم سب کا اتفاق ہے۔ اقول ^{۱۵۲} اب اسے تین نتیجے میں

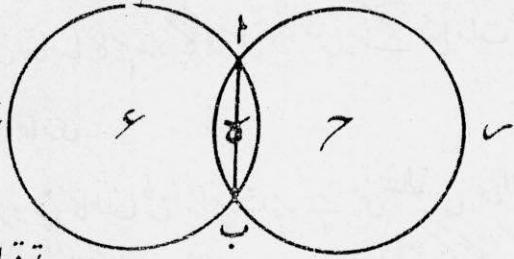
طور پر لازم آئے دونوں دائرے مساوی ہیں ب دونوں مرکز واحد پر ہیں ^{۱۵۲} ۷ دونوں ایک کڑے کے دائرہ عظیمہ ہیں۔ ظاہر ہے کہ چھوٹے بڑے دائروں کا تناسب ممکن نہیں ورنہ جزو کل مساوی ہو جائیں دائرہ احراء نے چھوٹے دائرہ ب



۱ ب ح کی تقطیعیں ^{۱۵۲} ۶ پر تنصیف کی ۱ ح وصل کیا ضرور ہے کہ اب ۷ کے مرکز سے ۵ پر گزرا اور اس کا قطر ہوا اب انھیں نقطوں پر دائرہ احراء کی بھی

تنصیف مانو تو اگر یہی ۱ ح اُس کا بھی قطر ہو تو دونوں دائرے مساوی ہو گئے اور اگر اُس کا قطر ح ط ہو تو قوس ۱ ح ۶ بھی اُس کی نصف ہوئی اور ح ع ط بھی بہر حال جزو کل برابر ہو گئے۔ یوں ^{۱۵۳} دو مساوی دائروں کا مرکز مختلف ہو تو ان کا تناسب محال۔

دائرہ ۱ ب کا مرکز ح ہے اور ا ح ب کا ع اور ح تقطیعیں ۱ ب پر تنصیف ۱ ب وصل کیا ضرور ہے



برایک کا قطر ہوا کہ اُس کے نصفین میں فاصل ہے تو قطعاً دونوں کے مرکز پر گزرا کہ کہ ہے تو ہر دائرے کے دو مرکز ہو گئے اور یہ محال ہے ورنہ جزو کل مساوی ہوں اور جب یہ دونوں عظیمہ مساوی دائرے مرکز واحد پر ہیں تو یقیناً کمرہ واحدہ کے عظام سے ہیں بالجملہ یہ تینوں نتیجے متفق علیہ ہیں اور خود جملہ کرات ارضی و سماوی کہ اب تک بیانات جدیدہ میں بنتے ہیں ان کی صحت پر شاہ عدل (فوائد) ^{۱۵۴} سطح مستوی میں کبھی دو دائرے تنصیف نہیں کر سکتے کہ اُس کے لئے اتحاد مرکز لازم اور وہ اُس کے متقاطع دائروں میں محال (افلیدہ میں مقالہ شکل ۵)

۱۵۵ افلیدہ میں نے ایک شکل یہ رکھی چھٹی یہ کہ دو مناس دائروں کا ایک مرکز نہیں ہو سکتا اور ^{۱۵۵} ایک شق باقی رہی کہ دو متباہن غیر متوازی دائروں کا مرکز ایک ہو ممکن نہیں مناسب یہ تھا کہ ایک شکل ان تینوں کو حاوی رکھی جاتے کہ دو غیر متوازی دائروں کا مرکز ایک ہونا ممکن خواہ متقاطع ہوں یا متماس کہ جب مرکز ایک ہے تو اُس سے ہر دائرے تک ہر طرف بُد مساوی ہے اور مساویوں سے مساوی ساقط کر کے مساوی رہیں گے تو دونوں دائروں کا ہر طرف فصل مساوی ہوا تو متوازی ہو گئے اور فرض کئے تھے نامتوازی۔ ۱۳ منہ غفرلہ

ب ۱۵۷ دائرۃ البروج کی تعریف کہ حقائق میں کی باطل ہے کہ معدل سے مرکز بدل گیا ج ۱۵۸ اصول الہیات کی تعریف اس سے باطل تر ہے کہ مرکز بھی مختلف اور دائرے بھی چھوٹے بڑے اور حق و صہ ہے جو ہم نے کہا ۱۵۹ عجب ان کے مرکز مختلف تو دونوں عظیمیہ کیسے ہو سکتے ہیں کہ عظیمیہ کا مرکز نفس مرکز کرہ ہونا لازم (دیکھو علم مثلث کردی باب اول نمبر ۳) کا ۱۶۰ حقائق نے سنی سنائی یا اسی ہوشیاری سے سب دائرہ کو ایک مقعر سماوی پر لیا جس کا مرکز زمین ہے مگر بھلا اگر تمہارے نزدیک تو وہ مدار زمین ہے یا مقعر فلک پر اس کا موازی بہر حال اس کا مرکز مرکز مدار زمین مرکز زمین ہونا کیسی صریح جنون کی بات ہے دائرۃ البروج کو اپنے مرکز پر رکھ کر مقعر سماوی پر لیا ہے تو نہ وہ عظیمیہ ہو سکتا ہے نہ معدل النہار اس کا تناصف ممکن اور اگر اسے مرکز زمین کی طرف منتقل کر لیا تو دائرہ ہی وہ نہ رہا نہ اس کی جگہ وہ رہی نہ اب اس جدید دائرے اور معدل کا غایت بعد کہ میل کلی کہلا تلسیہ دائرۃ البروج کا میل ہو سکتا ہے غرض تمام نظام ہیات تہ وبالا ہے۔ تقلیدی باتیں کہتے چلے گئے اور خبر نہیں کہ ان کے اصول کی شامت لگ گئی۔

(۳۱) معدل النہار دو دائرۃ البروج دونوں دائرۃ شخصیہ ہیں یعنی ہر ایک شخص واحد معین ہے کہ اختلاف لحاظ سے نہ اس کا محل بدلے نہ حال بخلاف دائرۃ نوعیہ کہ مختلف لمناطوں سے مختلف پڑتے ہیں جیسے دائرۃ نصف النہار کہ ہر طول میں جدا ہے اور دائرۃ افق کہ ہر عرض و ہر طول میں نیا ہے۔ اقول ۱۶۱ بلاشبہ حق یہی ہے اور خود ہیات جدیدہ کے سماوی وارضی کرے اس پر شاہد کہ دونوں دائروں کو غیر متبدل بناتے ہیں بخلاف افق و نصف النہار کہ ان کی تبدیل حسب موقع کا طریقہ رکھتے ہیں مگر ہیات جدیدہ کا یہ اقرار اور قولاً وفعلاً اظہار بھی نہ تقلیدی ہے جسے اس کے اصول کا خاتمہ کر دیا علی اہلہا تجنی براقش دائرۃ البروج کا حال تو ابھی گزرا کہ نظام مرکز مدار پر اور لیتے ہیں مرکز زمین پر تو وہ شخص کیسا وہ نوع ہی بدل گئی اور معدل کا حال ابھی آتا ہے۔

(۳۲) قطبین جنوبی و شمالی ساکن نہیں بلکہ قطبین دائرۃ البروج کے گرد گھومتے ہیں مبادرت

اعتدالین کے باعث ۲۵۸۱۷ برس میں قطب بروج کے گردان کا دورہ پورا ہوتا ہے مبارک^{۱۷۵}
 ہر سال ۵۰۶۲ ہے اور ہر دائرے میں ۱۲۹۶۰۰۰ ثانیے ان کو ۵۰۶۲ پر تقسیم کیے سے ۲۵۸۱۷^{۱۷۵}
 حاصل ہوئے۔ اقول^{۱۷۶} ہیات جدید کہ ہمیشہ معکوس گوئی کی عادی ہے جس کا کچھ بیان بعونہ تعالیٰ
 آتا ہے اس پر مجبور ہے کہ قطبین عالم کو متحرک مانے کہ زمین اُس دائرے پر حرکت کرتی ہے
 جس کا قطر ۱۹ کروڑ میل کے قریب ہے اور اس کا مدار ایک دائرہ ثابت ہے تو قطبین مدار تو
 ساکن ہیں اور قطبین جنوب و شمال کہ قطبین عالم و قطبین اعتدال ہیں اور زمین کے محور متحرک کے دونوں
 کناروں پر ہیں ضرور اس کی حرکت سے کروڑوں میل اوپر اٹھیں گے اور کروڑوں میل نیچے گریں گے
 مگر اولاً اب معدل النہار دائرہ تخصیہ کب رہا بلکہ ہر آن نیا ہے کہ ہر آن اُس کے مرکز کا مقام جدا
 ہے۔ ثانیاً وہ فرض کئے ہوئے مقعر سماوی کو بھی دم بھر چین نہ لینے دیکھا کہ اس مقعر کامر بھی مرکز
 زمین مانا ہے ۲۷ اور وہ کروڑوں میل اٹھنے گرنے میں ہے تو یوہیں ہر آن مقعر سماوی بدلیگا اور
 اگر وہ بحال رہے تو دائرہ اُس پر کب رہا کروڑوں میل اُس کے اندر جائے گا اور دوسری طرف خلا چھوڑے
 گا پھر دوسری طرف کروڑوں میل اندر جائے گا۔ اور اُدھر خلا چھوڑے گا اسی کو کہا تھا کہ یہ سب دوائر
 ایک مقعر سماوی پر لیتے ہیں۔ ثالثاً^{۱۷۷} بفرض باطل دائرہ البروج کو بھی اسی مقعر و مرکز پر لے لیا اور
 یہ ہر آن متبدل ہیں تو دائرہ البروج بھی ہر آن بدلے گا تو تخصیہ کب رہا یا وہ تنہا خواہ مع مقعر سماوی برقرار
 رکھا جائے گا کہ اُس کامر ثابت ہے تو اس کی تبدیلی کی وجہ نہیں تو سیل اور صد ہا مسائل کا کیا ٹھکانا رہیگا
 غرض بات وہی ہے کہ تقلید معدل النہار دائرہ البروج کا نام سن لیا اور اُدھر ان احکام کی تقلید
 کی جو اصول قدما پر مبنی تھے اُدھر اپنے اصول کا گندہ بروزہ ملا یا وہ ایک مہمل معجون باطل ہو کر رہ گیا۔
 یہ ہے ہیات جدیدہ اور اسکی تحقیقات ندیدہ۔

(۳۳) زمین وغیرہ ہر سیارے کا اپنے محور پر گھومنا اس سبب سے ہو کہ طبعیات میں ثابت
 ہوا ہے کہ ہر چیز یا طبع آفتاب سے نور و حرارت لینا چاہتا ہے اگر سیارے حرکت و ضعیفہ نہ کریں جمیع
 اجزا کہ نور و حرارت نہ پہنچے۔ اقول^{۱۷۵} یہ وجہ موجود نہیں اولاً اجزا میں جاذبہ دما سکہ و نافرہ کے

۱۷۵ ص ۱۸۳ یعنی ۲۵۸۱۷۴۷۳۳۳ باسقاط خفیف ۱۲ منہ غفرلہ ۱۷۵ ح ص ۱۱۴

علاوہ ایک قوت شائقہ مانتی پڑے گی اور اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ ^{۱۶۶}ثانیاً زمین سے ذرے اور
 ریگ کے دلنے خفیف پھونک سے جدا ہو جاتے ہیں ان کا یہ شوق طبعی کیا اتنی بھی قوت نہ رکھے گا کہ
 زمین سے بے جدا کئے ان کو گھمائے پھر ایک ایک ذرہ اور ریتے کا دانہ آفتاب میں اپنے نفس پر حرکت
 مستدیرہ کیوں نہیں کرتا اُس کا جو حصہ مقابل آفتاب ہے سو برس گزر جائیں جب تک ٹھایا نہ پائے
 وہی مقابل رہتا ہے دوسرا حصہ کہ آفتاب سے حجاب میں ہے کیوں نہیں طلب حرارت و نور کے
 لئے آگے آتا۔ ^{۱۶۷}ثالثاً زمین میں مسام اتنے ہیں کہ پوری دبائیں تو ایک انچ کی رہ جائے (۲۵)
 تو ظاہر ہے کہ اُس کا کوئی جزو دوسرے سے متقل نہیں سب ایک دوسرے سے بہت فضل پر ہیں تو ہر
 جزو اپنے نفس پر کیوں نہ گھوما کہ اس کے سب اطراف کو روشنی و گرمی پہنچتی صرف کر کے محور پر
 گھومنے سے ہر جزو پورے اشتعاع سے محروم رہا۔ ^{۱۶۸}رابعاً کرہ کی حرکت وضعیہ سے سطح بالا
 ہی کے سب اجزائی الجملہ مستفید ہوں گے اندر کے جملہ اجزا اب بھی محروم مطلق رہے تو جمیع
 اجزا کا استفادہ کپ ہوا اندر کے اجزا طلب نور و حرارت کیلئے اوپر کیوں نہیں آتے۔ اگر
 کہیے اوپر کے اجزا جگہ روکے ہوئے ہیں۔ ^{۱۶۹}اقول اولاً غلط۔ انچ بھر کی زمین جب پونے تین
 کھرب میل میں پھیلی ہوئی ہے اس میں کس قدر وسیع مسام ہونگے (نمبر ۲۵) اُن ^{۱۷۰}سوا ^{۱۷۱}اجزاء
 سے باہر کیوں نہیں آتے۔ ^{۱۷۲}ثانیاً اوپر کے اجزا میں جو آفتاب سے حجاب ہیں اُن کے ^{۱۷۳}اجزاء
 اگلے اجزاء کے ہوئے ہیں جو مقابل شمس ہیں۔ پھر حرکت وضعیہ کیوں کر ہوتی ہے خاصاً
 آفتاب بھی تو اپنے محور پر گھومتا ہے وہ کس نوعیت حرارت کی طلب کو ہے۔ بالجملہ یہ وجہ یہودہ
 ہے بلکہ اصول ہیات جدیدہ پر اسکی وجہ ہم بیان کریں۔ ^{۱۷۴}فاقول اس کا سبب بھی جاذبہ و
 نافرہ ہے جذب قرب و بعد سے مختلف ہوتا ہے و لہذا خط عمود پر سب سے زیادہ ہے کثیت سیارہ
 مثلاً ارض کیلئے جاذبہ تنفر کا جواب مدار پر جانے سے ہو گیا مگر اب بھی اُن کے اجزا پر جذب
 مختلف ہے خاص وہ اجزا کہ مقابل شمس ہیں اُن پر جذب اقوی ہے اور اُن میں بھی جو بالخصوص
 ۱۔ یہ وجہ شمس کو بھی شامل ہے کہ وہ بھی اور سیاروں کے جذب سے بچنے کو اپنے محور پر گھومتا ہے
 جع ص ۱۲ منہ غفرلہ

سور اجزاء

کتاب
۱۷۰

زیر عمود ہے پھر جتنا قریب ہے (عنا) یہ اجزا اُس سے بچنے کیلئے مقابلہ سے ہٹتے اور بالعمود
اپنے اگلے اجزا کو اپنے لئے جگہ خالی کرنے کو دفع کرتے ہیں وہ اپنے اگلوں کو وہ اپنے اگلوں کو
یوں محور پر دورہ پیدا ہوتا ہے اب جو اجزا پہلے اجزا سے مقابلہ کے پیچھے کئے مقابل آئے اب یہ

اجزا

مقابلہ سے بچنے کو اپنے اگلوں کو ہٹاتے ہیں اور وہی سلسلہ چلتا ہے یوں دورہ پر دورہ مقرر
رہتا ہے۔ اگر کہئے زمین بوجہ کثرت بعد و قلت حجم آفتاب کے گویا ایک نقطہ ہے ولہذا آفتاب
کا اختلاف منظر و ثانیہ بھی نہیں تو اس کے اجزا پر مقابلہ و حجاب کا اختلاف نہ ہوگا بلکہ گویا سب
مقابل ہیں۔ اقول^{۳۴} اولاً نظر^{۳۵} ظاہر میں تو یہی کافی کہ ایسا ہے تو تقریباً نصف کرۂ زمین میں ہمیشہ
رات کیوں رہتی ہے سب ہی روشن رہا کرے کہ سب مقابل شمس ہے۔ ثانیاً^{۳۶} آخر کچھ نہیں تو اختلاف

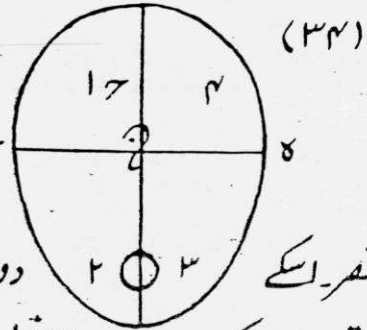
منظر کیوں جب نصف نظر کی یہ مقدار ہے کل سطح کی اکثر و اکثر ہے۔ اسی قدر اختلاف جذب کو بس
ہے۔ ثالثاً^{۳۷} بالفرض سب ہی مقابل سہمی عمود و منحرف کا فرق کہ ہر جائے گا۔ یوں بھی اختلاف
حاصل بالجمہ یہ تقریر ان مقدمات پر مبنی ہے جو ضروریات جدیدہ کے اصول مقررہ ہیں تو یہی اُسے واجب
التسلیم ہے اگرچہ حقیقتاً اعتراض سے خالی نہ یہ نہ وہ۔ بلکہ ہم توفیقہ تعالیٰ فصل سوم میں روشن کریں گے
کہ دونوں وجہیں باطل محض ہیں اور کیوں نہ ہو کہ اصول باطلہ حیات جدیدہ پر مبنی ہیں پھر بھی یہ اُس سے اسلم
اور اصول جدیدہ پر تو نہایت محکم ہے۔ تنبیہ اقول^{۳۸} وجہ یہ ہو خواہ وہ ہر طور زمین کی حرکت مستدیر

حقیقتاً حرکت و صنع یعنی مجموع کرہ کی حرکت واحدہ محوریہ نہیں بلکہ کثیر متوالی حرکات اتیمیہ اجزا کا مجموعہ
وجہ اول پر پھیلے اجزا اگلے اجزا کو خود مقابل آنے کیلئے ہٹاتے ہیں پھر ان سے پھیلے ان کو ان سے پھیلے
ان کو اسی طرح آخر تک اور وجہ دوم پر اگلے اجزا مقابلہ سے ہٹنے کے لئے اپنے اگلوں کو ہٹاتے ہیں۔
وہ اپنے اگلوں کو اپنے اگلوں کو یوں ہیں آخر تک ہر حال یہ حرکت خاص اجزا سے پیدا ہو کر سب میں
یکے بعد دیگرے بتدریج پھیلتی ہے نہ کہ مجموع کرہ حرکت واحدہ سے متحرک ہو۔ وجہ اول پر تمام
اجزا کے لئے نوبت بہ نوبت طبعی بھی ہے اور قسری بھی جو اجزا حجاب میں ہیں ان کے لئے طبعی اور جو
مقابل ہیں ان کے لئے قسری کے پھیلے اجزا ان کو ان کے حاصل شدہ مقتضائے طبع سے ہٹاتے ہیں

۱۔ اس سے ایک تدقیق دقیق کی طرف اشارہ ہے جسے ہم نے اپنے رسالہ صبح میں روشن کیا ۱۲ منہ غفرلہ
رسالہ صبح سے مراد ہے درء القبح عن درک وقت الصبح (زبان اردو فن توقیت) لخواہ حضرت
عبدالنعم غزنوی

جب یہ بالقصر مقابلہ سے ہٹ جائیں گے بالطبع حرکت چاہیں گے اور تازہ مقابلہ والوں کو قمر کریں گے اور وجہ دوم پر سب کے لئے قسری کہ جاذبہ سے پیدا ہوئی اگرچہ نافرہ طبعی ہو فافہم۔

۱۔ سرب کا یعنی مدار زمین ہے اس۔ سرب۔



۲۔ سرب کا ۱ چاروں نطااق میں اب قطر اطلال ہے اسکے دونوں کناروں پر مرکز ج سے پورا بعد ہے ۳۔ دونوں نقطوں پر ج سے بعد اقرب ح، ع دونوں فوکر یعنی محترق ہیں جن کے

پر ہے اور ب حقیض غایت قرب پر زمین ۱ پر مرکز شمس دونوں سے نہایت دوری پر ہوتی ہے یہاں سے چلتے ہی اس نطااق اول میں دونوں سے قریب ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ سرب مرکز سے غایت قرب میں ہوتی ہے سرب نطااق دوم میں مرکز سے دور ہونا شروع کرتی ہے لیکن

شمس سے اب بھی قرب ہی بڑھاتی ہے یہاں تک کہ ب حقیض مرکز سے دوبارہ غایت بعد پر ہو جاتی ہے اور شمس سے نہایت قرب پر آتی ہے اس نصف حقیضی اس سرب میں شمس سے قرب ہی بڑھتا اور چال بھی برابر متزاید رہتی ہے تیزی کی انتہا نقطہ ب پر ہوتی ہے پھر اٹھیں قریب پرست ہوتی جاتی ہے ب کا نطااق سوم میں زمین مرکز سے قریب اور شمس سے دور ہوتی جاتی

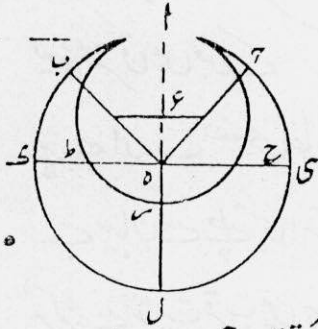
ہے یہاں تک کہ ۴ پر دوبارہ مرکز سے کمال قرب پر آ جاتی ہے ۵ نطااق چہارم میں مرکز و شمس دونوں سے دور ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ ۶ پر دونوں سے کمال بعد پاتی ہے اس نصف ادجی ب کا ۱ میں شمس سے بعد ہی بڑھتا اور چال برابر متناقص رہتی ہے سستی کی انتہا

نقطہ ۷ پر ہوتی ہے پھر وہی دورہ شروع ہوتا ہے۔ یہ سب مسائل عام کتب میں ہیں اور خود مشہور اور قرب و بعد شمس و مرکز کی حالت ملاحظہ شکل ہی سے مشہود۔ اور ہمارے نزدیک بھی قطروں کے خلاف اور مرکز سے قرب و بعد کے سوا کہ اصل کردی میں ناممکن یہ سب باتیں یوہیں ہیں جبکہ

۱۔ قرب و بعد مرکز کے سبب یہاں نطااق لیے ہمارے نزدیک خط ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲ منہ غفلہ۔

مدار شمس کو اور نقطہ سر پر مرکز زمین اور اگر مدار بیضی مان لیں تو یہ سارا بیان متفق علیہ ہے صرف شمس کی جگہ زمین اور زمین کی جگہ شمس کہا جائے۔

(۲۵) چال میں تیزی و سستی کا اختلاف دوسرے مرکز کے لحاظ سے ہے واقع میں اسکی چال نہ کبھی تیز ہوتی ہے نہ سست ہمیشہ کیساں رہتی ہے اور مساوی وقتوں میں مساوی قوسین قطع کرتی ہے۔ قواعد کسپلر سے دوسرا قاعدہ یہی ہے اقولؑ یہ بھی مجمع علیہ ہے لہذا طویل الذیل برہان ہندی کی حاجت نہیں۔



مبتدی کے لئے ہمارے طور پر اس کا تصور اس تصویر سے ظاہر

ا ح سطح مدار شمس مرکز خارج ہے اور ا ک ل ی دائرۃ البروج

مرکز عالم کا پرا ط - ط ا - ح - ح ا خارج الم مرکز یعنی مدار شمس کے چار

مربع مساوی ہیں جنکوہ برابر مدت میں قطع کرتا ہے لیکن ان کے مقابل دائرۃ البروج

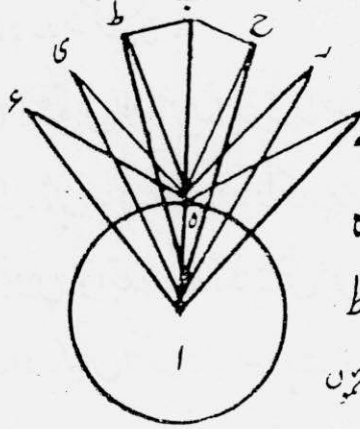
کی مختلف قوسین ہیں جب شمس آسے ط پر آیا مرکز عالم کا سے اُس پر خط کا ب گزرا تو اس مدت میں اس پر قوس اب قطع کی جو ربع سے بہت یعنی بقدر ب کھ چھوٹی ہے جب ط سے س تک آیا اس ربع کے مقابل دائرۃ البروج کی قوس ب ل ہوئی جو ربع سے بہت بڑی ہے یو ہیں دو ربع باقی میں تو با آنکہ شمس واقع میں ہمیشہ ایک ہی چال پر ہے دائرۃ البروج کے اعتبار سے اُس کی چال تیز و سست ہوتی ہے ط سح کی ششماہی میں ب ل ح قطع کرتا ہے کہ نصف سے بہت زائد ہے اور ح ا ط کی ششماہی میں ح ا ب چلتا ہے کہ نصف سے بہت کم ہے لہذا تیز و سست نظر آتا ہے حالانکہ واقع میں اُسکی چال ہمیشہ کیساں ہے یہی حال ہیات جدیدہ کے نزدیک زمین کا ہے الحمد للہ مقدمہ ختم ہوا ولی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد والہ ابدال۔

فصل اول

نافریت کار و اور اس سے بطلان حرکت

زمین پر بارہ دلیلیں

رد اول (اقول) ۱۷۹ ابتداءً اتنا ہی بس کہ نافریت بے دلیل ہے اور دعویٰ بے دلیل باطل و علیل اور پتھر کی مثال کا حال ہمیشہ میں گزرا وہی اس کے حال کی کافی مثال



رد دوم (اقول) ۱۸۰ مرکز دائرہ سے محیط کے نقطہ پر خط قاطع اب کھینچو اور ہر ایک کے دونوں طرف اس کے مساوی چھ خط جن میں ۷۸۶ مساوی ہوں اور ۷۸۶ طہی ان دونوں

کی برابر تقسیم کرنے والے اور سب کو آسے

ملاحظہ فرمائیے کہ ان میں ہر خط اپنے نظیر کے مساوی ہوگا اور ۱ سے ۱۸۰ - ۱۸۰ سے ۱۸۰

۱۸۰ سے ۱۸۰ ہوگا۔ یوں اسی سے ۱۸۰ - ۱۸۰ سے ۱۸۰ سے اب اس لئے کہ مثلثات ۱۸۰

۱۸۰ - ۱۸۰ میں مشترک اور ۱۸۰ - ۱۸۰ - ۱۸۰ برابر ہیں اور ہر زاویہ بڑھتا گیا

ہے کہ ہر پہلا دوسرے کا جز ہے لاجرم ۱۸۰ - ۱۸۰ - ۱۸۰ قاعدے بڑھتے جائیں گے۔

(اقلیدس مقالہ ۱ شکل ۲۴) ہا اب ۱۸۰ - ۱۸۰ ملا دیا تو مثلث متساوی الساقین ۱۸۰ - ۱۸۰

کے دونوں زاویہ ۱۸۰ - ۱۸۰ مساوی ہوئے اور ظاہر ہے کہ مثلث ۱۸۰ - ۱۸۰ میں زاویہ ۱۸۰ - ۱۸۰

وتراب ہے زاویہ ۱۸۰ - ۱۸۰ سے بڑھے تو ۱۸۰ - ۱۸۰ کہ چھوٹے زاویہ کا وتر ہے اب سے چھوٹا

ہے۔ (شکل ۱۹) غرض ان میں سب سے زیادہ مرکز سے دوری ب کو ہے باقی جتنا ماس کی طرف آؤ مرکز سے قرب ہے کہ ان میں نقطہ پتھی اور نافریت کے سبب اس نے مرکز سے دور ہونا چاہا واجب ہے کہ خط ہ ب پر ہے کہ اسی طرف مرکز سے بعد محض ہے اور سب بعد اضافی ہیں کہ ایک وجہ سے بعد ہیں تو دوسری وجہ سے قرب ہیں بعد محض چھوڑ کر ان میں سے کسی کو کیوں لیا یہ ترجیح مرجوح ہوئی پھر اس میں جس خط پر جائے دوسری طرف اس کا مساوی موجود ہے ادھر کیوں نہ گئی ترجیح بلا مرجح ہے اور دونوں باطل ہیں زمین کوئی جاندار ذی عقل نہیں جسے ہر گونہ ارادے کا اختیار ہے اور جب ہ ب پر جائے گی دورہ محال ہوگا۔ اگر نافریت غالب آئے گی تب سے قریب ہو جائے گی اور جاذبیت تو اسے اور برابر ہیں تو ہ پر رہے گی کسی طرف نہ ہوجائے گی بہر حال دورہ نہ کریگی۔

(رد سوم) اقول یہ نہیں نہیں بلکہ واجب ہے کہ ہ ہی پر رہے کہ تمہارے نزدیک نافریت وجاذبیت برابر ہیں۔ (ع ۶) اور دائرہ پر حرکت میں اختلاف سرعت سے جذب و نفرت باہم کم و بیش ہوں تو ابتدائے آفرینش میں جبکہ زمین پہلے نقطہ ہ پر ہے کہاں دائرہ اور کہاں حرکت اور کہاں اختلاف سرعت لاجرم اس وقت دونوں کانٹے کی قول برابر ہیں تو واجب کی زمین جہاں اول پیدائش میں بنی تھی اب تک وہیں ٹھہری ہوئی ہے اور وہیں ٹھہری رہے گی تو تمہاری نافریت وجاذبیت ہی نے زمین کا سکون مبرہن کر دیا۔ اللہ الحمد۔

(رد چہارم) اقول ۱۸۳ معلوم ہو لیا نافریت نہ ہے نہ اس کا مقتضی ہرگز خط ماس پر لیجانا اور بے اس کے زمین کی حرکت دوریہ گردش منظم نہیں ہو سکتی تو ضرور کوئی واقعہ ناقلہ درکار ہے کہ اسے ہر وقت خط ماس پر واقع کرے اور شمس اپنی طرف کھینچے دونوں کا اوسط دائرے پر گردش نکلے ایک دفعہ کا وقع کافی نہیں۔ زمین میں کیل گاڑ کر اس میں ڈورا اور ڈورے میں گیند باندھو اور ایک بار اسے مارو ڈورا تن جائے گا۔ گیند ایک ہی ضرب سے کیل کے گرد دورہ نہ کریگی تو ہر وقت دفع و نقل کی حاجت ہے یہ شمس کا اثر

ہو نہیں سکتا کہ وہ تو اس کے خلاف جذب چاہ رہا ہے تو ضرور کوئی اور سیارہ چاہیے جو زمین کو ماس پر جذب کرے اور ہر وقت زمین کے ساتھ پھرے۔ یہ نقل کا کام دے وہ سیارہ کہاں ہے اور بفرض ہو تو اسے کہنے کے دش دی اس کے لیے اور سیارہ درکار ہو گا اور اسی طرح غیر تنہا ہی سلسلہ چلا جائے گا یہ سلسل ہے اور سلسل محال لاجرم زمین کی گردش محض باطل خیال

ر (پنجم) اقول ۱۸۴۴ء دو مسابوں میں ایک کا اختیار کرنا عقل و ارادہ کا کام ہے نہ طبیعت غیر شاعرہ کا ظاہر ہے کہ نقطہ ۵ سے ۶ اور ۷ دونوں طرف قائمہ اور یکساں حالت ہے اور ظاہر ہے کہ زمین صاحب شعور و ارادہ نہیں اب اگر بفرض باطل زمین میں نافریت ہے اور بفرض باطل نافریت ماس پر پھینکتی یعنی جاذبیت پر قائمہ بناتی ہے۔ مگر نافریت کا اس طرف کے ماس سے کوئی رشتہ ہے جس سے زمین کو اکب سلطان جو زائور میں جاتی تو ایک طرف کو لینا دوسری کو چھوڑنا کس بنا پر ہوا یہ ترجیح بلا مرجح ہے اور وہ باطل اور بالفرض ۱۸۵۱ء ایک بار جزا ایک سمت لی ہمیشہ اس کا التزام کس لئے کیوں نہیں ہوتا کہ ایک بار نقطہ اوج پر آکر پھر انہیں قدموں پیچھے پلٹ جائے کہ جاذبیت و نافریت کے اقتضایوں بھی بحال ہیں بالجلہ یہ حرکت کسی طرح نافریت کے ماتھے نہیں جاسکتی۔

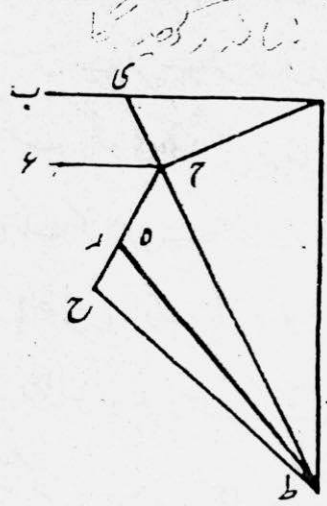
ر (ششم) یہ سب محض ہے دلیل ٹھان لیجئے تو نافریت قائمہ ہی پر تو لیجائے گی (ع ۱) حادثہ پر لانا تو اور مرکز سے قریب کرنا ہے تو نافریت نہ ہوئی بلکہ رغبت لیکن بیات جدیدہ مدار زمین دائرہ نہیں مانتی بلکہ بیضی اور اس میں طرفین قطر کے سوا باقی سب زاویے حاسے نہیں گئے جس کا خود ان کو اعتراف ہے۔

لہ اگر کچھ ارادہ الہی نے ایک سمت میں کر دی اگرچہ اس کہنے کی تم سے امید نہیں کہ طبیعات والے اسے بالکل سمجھ سکیں ہر بات میں طبیعت و مادہ کے بندے ہیں یوں کہتے تو جاذبیت و نافریت کا سارا گور کھ دھندہ اٹھا کر کہتے ارادہ الہی خود سب کچھ کر سکتا ہے اور جب جو ثانی اللہ کی ٹھہری تو بیات جدیدہ کا قتل بیڑہ نہ لگا رہے گا اس کا ارادہ وہ جانے یا تم کتب الہیہ آسمانوں کا وجود بتائیں گی اور آفتاب کی حرکت جیسا کہ ہونہ تعالیٰ فائزہ میں آتا ہے اس پر ایمان لانا ہو گا۔ ۱۲۔ منہ غفرلہ۔ جلد ۱۲۔ ۵۹۹۔

تو نافریت باطل اور رغبت حاصل قائل ہے اس دلیل کو چاہے البطل نافریت و البطل حرکت زمین پر کو چاہے
 ابطال بیضیت مدار پر اول تو یوں ہیں جو ابھی مذکور ہو کہ نافریت ہوتی تو مدار بیضی ہوتا لیکن وہ بیضی ہے اور نافریت
 باطل تو حرکت زمین باطل ۱۸۷ اور آخر یوں ہوا کہ مدار اگر بیضی ہوتا تو نافریت نہ ہوتی اور نافریت نہ ہوتی تو
 دورہ نہ ہوتا اور دورہ نہ ہوتا تو مدار نہ ہوتا نتیجہ یہ کہ مدار اگر بیضی ہوتا تو مدار نہ ہوتا شے خود اپنے نفس کی بسط لہذا
 بیضیت باطل اب یہاں جدید کو اختیار ہے جسکا بطلان چاہے قبول کرے مگر یاد رہے کہ بیضیت وہ چیز ہے کہ شروع ۱۸۷ میں صدی
 عیسوی میں کیپلر نے آٹھ سال صدی کی جہانگاہ محنت کی اور مدار کو دائرہ مان کر ۱۹ طریقے
 فلکے کوئی نہ بنا اس کے بعد مدار بیضی لیا اور سب حساب بن گیا اور اسی پر قواعد کیپلر
 کی بنا ہوئی جس بیضیت اور قواعد کیپلر پر تمام یورپ کا ایمان ہے اسے باطل مان لینا سہل
 نہ ہوگا۔ لہذا راہ یہی ہے کہ حرکت زمین سے ہاتھ اٹھائیں کہ ان تمام خرخشوں سے نجات پائیں۔
 (۵۷۴) اقول ۱۸۷ ظاہر ہے کہ نفرت جذب سے ہے اور جذب جمیع جہات شمس سے
 یکساں اور جتنا جذب اتنی ہی نفرت (ع) تو واجب کہ ہر طرف نافریت یکساں ہو اور حقہ
 نافریت اتنا ہی بعد، تو لازم کہ سب طرف شمس سے بعد یکساں ہو آفتاب عین مرکز مدار ہو لیکن
 وہ مرکز سے ۱۸۷ لاکھ میل فاصلہ پر نوکزا اسفل میں ہے تو نافریت باطل کہ وہ ایسی چیز چاہتی
 ہے جو امر واقع و ثابت کے خلاف ہے۔ فائدہ ۱۸۷ اسی دلیل سے بیضیت رد ہو سکتی
 ہے کہ جب ہر طرف بعد برابر تو ضرور مدار دائرہ تامہ ہوگا نہ بیضی لیکن نہ وہ بیضیت سے
 انکار کر سکتے ہیں نہ کوئی عاقل شمس کو عین مرکز پر مان سکتا ہے کہ مشاہدہ ہر سال سے باطل
 ہے لاجرم نافریت و حرکت زمین کو رخصت کرنا لازم۔

(۵۷۵) اقول ۱۸۷ نافریت کجاذیت سے دست و گریبان ہو کر کوئی مدار بنای
 نہیں سکتی ہنر میں سن چکے کہ زمین کو نصف حقیقی میں قرب زیادہ ہوتا جاتا ہے اور

نصف ادبی میں بعد از نطق اول و سوم میں مرکز سے قرب بڑھتا جاتا ہے اور دوم و چہارم میں بعد یہ مسائل مسلمہ ہیں جن میں کسی کو مجال سخن نہیں لیکن نافریت و جاذبیت کا تجاذب ہرگز یہ کھل نہ بنا رکھیں گے۔



ا ط کوئی سا قطر فرض کر لیجئے اور
آ اس کا کوئی سا کنارہ اور ط مرکز خواہ
شمس کی جاذبیت نے زمین کو آ سے
ط اور نافریت نے ب کی طرف قائمہ
پر پھینکا چاہا اور تعادل قوتیں نے

کہ جاذبیت و نافریت کو مساوی مانا ہے۔ (ط ۱) سے کسی طرف نہ جانے دیا بلکہ زاویہ آ کی

تقسیم کرتا ہوا خط ۱ پر ح تک لایا۔ اب (آ) سے زمین کا بعد ط ۲ ہوا زاویہ (ط ۱) ایک

عائشہ یا اس سے بھی خفیف تر کوئی حصہ مانئے تاکہ وہ لہر دار متفرق مستقیم خطوط جن کو چھوٹے
چھوٹے مستطیلوں کے قطر کہا جو ہر جزء حرکت پر جذب و نفرت سے بیکہ پنج میں پڑتے

اور ایک لہر دار منحنی کثیر الزوا یا شکل بناتے ہیں غایت صغر کے سبب ان کے زاویے اصلاً

کسی آ سے بھی قابل احساس نہ رہیں اور ایک منتظم گولائی لئے ہوئے شبیہ یہ دائرہ

یا بیضی پیدا ہو مثلث ط ج میں آنصف قائمہ ہوگا۔ اور ط وہ خفیف کا عدم زاویہ

اور ۶ منفرجہ کہ ۱۳۵ درجے سے صرف بقدر ط چھوٹا ہے لاجرم ط ۶ کہ حادہ کا وتر ہے

ا ط سے چھوٹا ہوگا۔ یعنی ط سے زمین کا بعد کم ہوا۔ اب ۶ پر وہی کشمکش ہے جاذبیت

۱ سے ط کی طرف کھینچتی ہے اور نافریت ۶ کی طرف قائمہ پر پھینکتی اور تعادل قوتیں دونوں

سے بچا کر ط ح ۶ قائمہ کے منصف ح ۶ پر آ تک لانا اور پھر (آ) ط ح ۶ اتنا ہی خفیف بننا اور

ط ح ۶ وتر حادہ ط ح ۶ منفرجہ سے چھوٹا ہوتا ہے یعنی ط سے اور قریب ہوئی یوں ۶ پر وہی معاملہ پیش آئے گا اور

ط ح ۶ سے چھوٹا ہوگا ہمیشہ یہی حالت رہے گی تو زمین کو ط سے ہر وقت قرب ہی پڑے گا اس کا کوئی مدار بنانا اصلاً

مکن نہیں دائرہ ہو تو وہ ہر طرف برابر چاہیگا اور یہاں ہر وقت مختلف ہے اور بیقی پہنچ
شعبی کوئی شکل ہو تو ایک قطر ا طول ایک ا قمر ہے جس میں دو نطاق مرکز سے قریب کریں
گے تو دو بعید ایک نصف شمس سے قریب کریگا تو دو سرا بعید حالانکہ یہاں ہر وقت قرب
ہی بڑھ رہا ہے تو زمین اگر گردش شمس گھومی تو شکل یہ بنائے گی جس میں ہر وقت شمس
سے قریب ہوتی جائے گی یہاں تک کہ اس سے ملجائے نہ کہ کسی مدار واحد پر دائرہ ہو۔

(۱۹) اقول بالقرض جاذبہ وناظرہ کو مساوی ماننے سے استغنا بھی دو
اور ط آح کو نصف قائمہ سے بڑا تو ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ وہیں تک بڑھ سکتا ہے کہ
زاویہ ط سے ملکر ایک قائمہ کم رہے یعنی لازم کہ ح ط منفرد آئے کہ اگر قائمہ ہو تو
ی ا ح بھی ط کے برابر ہوگا کہ دونوں ط ا ح کے تمام تا قائمہ ہیں تو نافریت کا حصہ ایک
عاشرہ کم پورا قائمہ رہا اور جاذبیت کا حصہ ایک ہی عاشرہ حوا اس کے سامنے عدم
محض ہے اور اگر حوا وہ ہو تو اور بھی صغیر و حقیر رہیگا۔

حادثہ

قرض کر اء قائمہ کا خط ہے

یعنی جس نے آ سے نکل کر ط ب پر

قائمہ بنایا تو حوا وے کا خط اس سے

پنچا مثل آح نہیں کر سکتا ورنہ

مثلث آء ح قائمہ و منفرد جمع

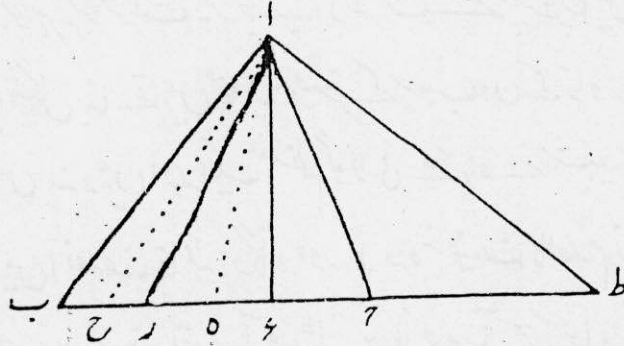
ہو جائیں نہ آء پر آ سکتا ہے ورنہ قائمہ و حوا وے برابر ہو جائیں لاجرم اس سے اوپر پڑیگا

خواہ آء کی طرف رط۔ آ ط قطع کرے کہ یہ حادثہ آ کے مساوی ہو یا آء کی طرح آ ط سے چھوٹا

کہ یہ حادثہ آ سے بڑا ہو یا آء کی طرح اس سے بڑا کہ یہ حوا وے آ سے چھوٹا ہو بہر حال جب خط

آء سے اوپر بڑا تو زاویہ ب آء سے بھی چھوٹا ہوا اور حصہ جاذبیت ایک عاشرے

بکس بھی نہ پہنچا یہ سب معنی میں نہ مقبول نہ مقبول اگر ب آء ایک عاشرہ پورا ہی ہو تو



تاکے میں ... ۵۴۴۱۹۵۵۸۴۰۰ ... عاشرے ہوتے ہیں حاصل یہ کنافرت کرب
 کی طرف لئے جاتی تھی اسے پانچ مہاسنکھ چوالیس سنکھ انیس پدم پچپن نیل تراسی کھرب
 ننانوے ارب ننانوے کروڑ ننانوے لاکھ ننانوے ہزار نوسو ننانوے حصے کھینچ لے گئی
 اور پاری جاذبیت کہ ط کی طرف لاتی تھی صرف ایک حصہ کھینچ گئی یہ معقول ہے نہ اس کی کوئی وجہ
 نہ کوئی اتنا فرق ماننا ہے نہ مان سکتا ہے۔ جانتے ہو کہ ایک عاشرے کی قوس کتنی ہے مدار
 شمس یا تہارے طور پر مدار زمین میں جس کا قطر اوسطاً تھارہ کروڑ اٹھاون لاکھ میل ہے
 ایک بال کی نوک کا لاکھواں حصہ بھی نہیں محیط ۳۶ درجے ہے درجہ ۱۱ دقیقہ اور ہم نے حساب کیا
 اس مدار کا ایک دقیقہ ستائیس ہزار تیس میل ۵ سہے اور ہر میل ۴۰ گز ۴۸ انچ ہر انچ
 چھ جوہر جو دم اسپ ترکی کے چھ بال تو ایک درجے میں صرف ۴۸۰۰ ۱۱۴۱۸۰ ۳۹۳۰۰ بال
 ہوتے کہ پچاس کھرب بھی نہیں اور ایک درجے میں عاشرے ... ۴۴۱۱۴۰ ...
 ہوتے ہیں کہ چھ سنکھ سے بھی زائد ہیں اس پر تقسیم کئے گئے سے (۸) حاصل ہوا یعنی اس
 مدار عظیم کا عاشرہ ایک بال کی نوک سوا لاکھ حصوں سے ایک حصہ ہے کیا جاذبیت اتنا ہے
 کھینچ سکی باقی سارا مائٹرنافرت لے گئی لاجرم واجب کہ ح سب منفرد آئیں اور بعد ہمیشہ
 گھٹنا جائے بلکہ انصافاً اگر نصف قاعدے سے فرق کرے گا بھی تو قلیل اور ح وغیرہ ۱۲۵ درجے
 سے کچھ ہی کم ہوں گے اور قرب میں فرق سے داتا بڑھتا جائے گا یہاں تک کہ زمین آفتاب
 سے لپٹ جائے اب مدار بنانے کی خبریں کہتے۔

(رد دھم) اقول ۱۹۳ اینہم بر علم تو یہاں بعد کی کمی بیشی ایک ہی چیز تو نہیں بلکہ
 مرکز سے نطاق اول کم ہوتا گیا دوم میں زیادہ سوم میں پھر کم چہارم میں پھر زیادہ اور
 شمس سے نصف حقیقی میں کم ہوتا گیا نصف اوجی میں زیادہ (۳۵) کیا وجہ ہے کنافرت
 یہ مختلف ثمرے لاتی ہے وہ قوت شاعرہ نہیں کہ تم سے مشورے لے کر جس نطاق میں
 جیسا تم کہو ویسا مختلف کام کرے اور اپنے اثر بدلتی رہے۔ اگر کہتے کہ نطاق اول و سوم میں

یہاں تک کہ نقطہ آ پر پہنچی کھینچناں کی محنت بہت اٹھائی تھی سال پورا دوڑتے دوڑتے ہو گیا یہاں
اگر چاروں شانے چت دونوں آنکھوں سے ایک ساتھ سو گئی اور پھر وہی دورہ شروع ہوا،
یہ نسلانہ عجائب یا بوستان خیال تم تسلیم کرو کوئی عاقل تو یہ دلیل اسے مان نہیں سکتا۔

(ردیاز دھم) اقول ۱۹۹ یہاں سے ایک اور رد کا دروازہ کھلا ہر غیر مجنون جانتا ہے
کہ نافریت کا اثر بید کرنا ہے جیسے جاذبیت کا اثر قریب کرنا اور تم خود کہتے ہو کہ جتنی جاذبیت
قوی ہوگی اتنی نافریت زور پکڑے گی کہ اس کی مقاومت کر سکے (۱) اتنی قرین قیاس سہ آگے
کہتے ہیں کہ جتنی نافریت قوی ہوگی چال نیز ہوگی (۲) یہ بھی قرین قیاس تھا اگر وہ چال تیز ہوتی
جو بید کرے لیکن نافریت کی بد قسمتی سے چال وہ تیز ہوتی ہے جو زمین کو شمس سے قریب کرے یعنی نصف
حیفی میں اور مرکز سے تو نونطاق اول رد کو حاضر کہ جتنی چال تیز ہوتی ہے اتنا مرکز سے قرب بڑھتا
ہے یہ الٹی نافریت کیسی۔

(ردیاز دھم) اقول نہ جانے دو کیسی بھی چال سہی نری اوندھی مگر جاذبیت اگر

کوئی شے ہو تو نصف حیفی میں اس کی قوت ہر وقت بڑھنا آنکھوں دیکھ رہے ہیں کہ ہر روز

آفتاب قریب سے بڑھنا جاتا ہے تو اگر نافریت ہوئی واجب کہ وہ بھی واقعی بڑھتی جس طرح

جاذبیت فی الواقع بڑھی نہ کہ محض برائے گفتن اور اس کے واقعی بڑھنے کو لازم تھا کہ چال حقیقت

میں تیز ہوتی جاتی لیکن تمام عقلاء کا اتفاق اور تمہیں خود مسلم ہے کہ شمس کہو یا زمین اس مدار

پر دورہ کرنے والے کی چال ہمیشہ متشابہ ہے کبھی نہ سست ہوتی ہے نہ تیز ہمیشہ مساوی

وقتوں میں مساوی توسیع قطع کرتی ہے اگرچہ دوسرے دائرے کے اعتبار سے دیکھنے والوں

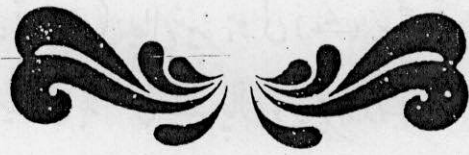
کو تیز و سست نظر آئے (دیکھو ۳۵) تو ثابت ہوا کہ نافریت باطل ہے کہ انتفاع لازم

کو انتفاع ملزوم لازم ہے یعنی ترقی جاذبیت تو مشاہدہ ہے اگر نافریت واقع میں ہوتی

اس وقت ضرور بڑھتی اور اس کے بڑھنے سے چال واقعی تیز ہوتی لیکن اصلانہ ہوئی تو نافریت

تو ضرور غلط ہے تو گردش زمین باطل ہے کہ بے نافریت اس کا پہیہ ڈھلکے گا یا یوں

کہتے کہ اس کی گردش دوپہیے ہیں نافریت و جاذبیت ایک کے گرجانے نے
زمین کی گاڑی زمین میں گاڑی کر ہل نہیں سکتی، ولتر الحمد ۷



فصل دوم

جاذبیت کار و اور اس کے بطلان حرکت

زمین پر پچاس دلیلیں

ردِ اوّل) اقول علم اہل ہیئت جدیدہ کی ساری مہارت ریاضی و ہندسہ و ہیئت میں منہک ہے عقلیات میں ان کی بضاعت قاصر یا قریب صفر ہے وہ نہ طریق استدلال جانتے ہیں، نہ دایہ بحث کسی بڑے مانے ہوئے کی بے دلیل باتوں کو اصول موضوعہ ٹھہرا کر ان پر بے سرو پا تقریعات کرتے چلے جاتے ہیں اور پھر وثوق وہ کہ گویا آنکھوں سے دیکھی ہیں بلکہ مشاہدہ میں غلطی ہو سکتی ہے ان میں نہیں ان کے خلاف دلائل قاہرہ ہوں تو سننا نہیں چاہتے سنیں تو سمجھنا نہیں چاہتے سمجھیں تو ماننا نہیں چاہتے۔ دل میں مان بھی جائیں تو اس نیکر سے پھرنا نہیں چاہتے۔ جاذبیت ان کے لئے ایسے ہی مسائل سے ہے اور وہ اس درجہ اہم ہے کہ ان کا تمام نظام شمسی سارا علم ہیئت اسی پر مبنی ہے وہ باطل ہو تو سب کچھ باطل وہ لڑکوں کے کھیل صحیح برابر برکھڑی کی ہوتی اینٹیں ہیں کہ ایک گراؤ سب گرا جائیں ایسی چیز کا روشن قاطع دلیل پر مبنی ہوتا تھا نہ کہ محض خیال پر نیوٹن پر ایک سیب ٹوٹ گرتا

۱۔ تمبیہ مطلقاً جاذبیت سے انکار نہیں کہ کوئی شے کو جذب نہیں کرتی مقناطیس و کھربا کا جذب مشہور ہے

بلکہ جاذبیت شمس وارض کار و مقصود ہے اول کا لذتہ کہ اسی کی بنا پر حرکت زمین ہے اور دوم کا اس لئے کہ اسی

کو دیکھ کر اس میں بلا دلیل جذب مانا ہے ۱۲ منہ عفرہ

ہے وہ اس سے یہ شکل دوڑاتا ہے کہ زمین میں کشش ہے جس نے کھینچ کر گرا کر اس پر
دلیل کیا ہے جواب ندارد !

(قلا ۲۰۲) عقلائے عالم انتقال میں میل سفلی مانتے ہیں کیا وہ میل اس کے گرانے کو کافی
نہ تھا کیا میل (۲۰۳) بخانیوں نہ سمجھ سکتا تھا کہ ثقیل کے استقرار کو وہ محل چاہئے جو اس
کا بوجھ سہارے سبب وہی ٹوٹے گا جس کا علاقہ شاخ سے ضعیف ہو جائے وہ مرکز و تعلق
اب اس اب کا بوجھ نہ سہار سکے ورنہ بسبھی نہ ایک ساتھ ٹوٹ جائیں، ادھر تو ضعیف علاقہ
کے سبب شاخ سے چھوٹا ادھر اس سے نرم تر ملا ہوا کا ملا (۲۰۴) اسے کیا سہار تی لہذا اس سے
کشیف تر ملا درکار ہوا کہ زمین ہو یا پانی کیا اتنی سمجھ نہ تھی یا بطلان میل پر کوئی قطعی دلیل قائم
کر لی اور جب کچھ نہیں تو جاذبیت کا خیال محض ایک احتمال ہوا محتمل مشکوک بے ثبوت بات
پر علوم کی بنیاد کھنا کار خرد منداں نیست

ثانیاً ۲۰۴ لطف یہ کہ یہی ہیئت جدیدہ والے جا بجا ثقیل میں میل سفلی مانتے خفیف میں
میل علوی کہہ جاتے ہیں اور نہیں جانتے کہ یہ میل جاذبیت کا سارا میل کاٹ دیگا جب ثقیل اپنے
میل سے گرتا سبب کا ٹوٹنا جاذبیت پر کہاں دلالت کرتا ہے یہ یقین و احتمال و طریق استدلال
و منصب مدعی و سوال سے ان کی ناواقفی ہے معلول کے لئے علت درکار ہے جب ایک کافی
خودانی علت موجود اور نہیں بھی مسلم ہے تو اسے چھوڑ کر دوسری بے ثبوت کی طرف اسے منسوب
کرنا کو نشی عقل ہے۔ بالفرض اگر علت کافیہ معلوم نہ ہوتی تو بلا دلیل کسی شے کو علت بتا دینا مردو

لح ۳۳ نقل ہمیشہ اجسام کو جانب سفلی کھینچتا ہے ۳۴ اجسام کو جانب پائیں مائل کرتا ہے ۳۵ اجسام بقدر ثقیل
مطلق سے قرب کے طالب پانی ہمیشہ بالقطع یلندی سے سببی کی طرف میل کرتا ہے ۳۶ بخار قبلا ہلکا ہوگا زیادہ
یلند ہوگا ۳۷ بخار ہوا سے زیادہ لطیف و خفیف لہذا میل علوی کرتا ہے۔
۳۸ حرارت آفتاب کے سبب اجزائے آب ہلکے ہو کر قصبہ بالا کرتے ہیں یوں زمین کے جلے ہوئے اجزا حرارت و نفث
کے باعث ۳۹ ابر کجب نقل یا لطافت نیچے یا اوپر حرکت کرتا ہے ط ۴۰ منجمد اجسام کے تمام اجزا ملکر زمین کی طرف میل کرتے
ہیں اور سیال اجسام کا ہر جز میل زمین کرتا ہے ۴۱ ہوا گرمی سے ہلکی ہو کر بالا اٹھ کر تپتی ہے یوں بخار ۴۲ میں ہے ۱۲ منہ غزلہ

ہوتا ہے وہاں یہ کہنا تھا کہ علت ہمیں معلوم نہیں نہ یہ کہ کافی علت موجود مسلم ہوتے ہوئے اس سے قرار اور دوسری پر بے دلیل قرار جاذبیت کے رد کو ایک یہی بس ہے یہاں سے ظاہر ہوا جاذبیت پر ایمان بالغیب انہیں مجبوراً میل طبعی کے انکار پر لانا ہے اگرچہ وہ نادانی سے کہیں مقرر ہوں اگرچہ وہ بے دلیل منکر ہوں (۲۰۲، ۱۱) اور میل طبعی کا ثبوت بلکہ احتمال ہی جاذبیت کو باطل کرتا ہے کہ جب میل ہے جاذبیت کی کیا حاجت اور اس کے وجود پر کیا دلیل یہ تقریر بعض دلائل آئندہ میں ملحوظ خاطر رہے۔

(رد دوم) اقول ۲۰۵۔ فرض کردم کہ سبب گرتن سے زمین پر جاذبیت کا آسیب آیا مگر اس سے شمس میں جاذبیت کیسے سمجھی گئی۔ جس کے سبب گردش کا طومار باندھ دیا گیا اس پر بھی کوئی سبب گرتے دیکھایا یہ ضرور ہے کہ جو کچھ زمین کے لئے ثابت ہو آفتاب میں بھی ہو۔ زمین بے نور ہے آفتاب سے منور ہوتی ہے آفتاب بھی بے نور ہوگا۔ کسی اور سے روشن ہوگا یوں یہ قیاس اس ثالث کو نہ چھوڑے گا اس کے لئے رابع درکار ہوگا۔ اور اسی طرح غیر متناہی چلا جائے گا یا واپس آئے گا۔ مثلاً شمس ثالث سے روشن اور ثالث شمس سے وہ تسلسل مقامیہ دور ہے اور دونوں محال یہ منطق الطیر اسی بے بضاعتی کا نتیجہ ہے جو ان لوگوں کو علوم عقلیہ میں ہے ورنہ ہر عاقل جانتا ہے کہ شاید پر غائب کا قیاس محض

ہم اور سوا اس ہے۔ (۹۹ سو اس)

(رد سوم) اقول ۲۰۷۔ تم جاذبیت کے لئے نافریت لازم مانتے ہو کہ وہ ہو اور یہ نہ ہو تو کھینچ کر وصل ہو جائے اور ہم نافریت باطل کر چکے تو جاذبیت خود ہی باطل ہوگی کہ بطلان لازم بطلان ملزوم ہے۔

(رد چہارم) اقول ۲۰۸۔ جاذبیت کے بطلان پر پہلا شاہد عدل آفتاب ہے اس کے مدار میں جسے وہ مدار زمین سمجھتے ہیں ایک نقطہ مرکز زمین سے غایت بعد پر ہے جسے ہم اوج کہتے ہیں اور دوسرا نہایت قرب پر جسے حقیض ان کا مشاہدہ ہر سال ہوتا ہے تقریباً سوم

آیا۔ بہر حال وہ جرم کر اس کے ۱۲ لاکھ حصوں میں سے ایک کے بھی برابر نہیں اس کی کیا مقاومت کر سکتا ہے تو اگر دوبارہ کرنا نہ تھا بلکہ پہلے ہی دن کھینچ کر اس میں مل جانا کیا ۱۲ لاکھ اشخاص مل ایک کو کھینچیں اور وہ دوری چاہے تو بارہ لاکھ سے کھینچ نہ سکے گا۔ بلکہ ان کے گرد گھونے گا اور کامل علمی اد یہ ہے کہ کسی قوت کا قوی پڑ کر ضعیف ہو جانا محتاج علت ہے اگرچہ اسی قدر کہ زوال علت قوت جبکہ نصف دورے میں جاذبیت شمس غالب آکر اکتیس لاکھ میل سے زائد زمین کو قریب کھینچ لائی تو نصف دوم میں اسے کسی نے ضعیف کر دیا کہ زمین پھر ۳ لاکھ میل سے زیادہ دور بھاگ گئی حالانکہ قرب موجب قوت اثر جذب ہے (مسل) تو حقیقتی برآں جاذبیت شمس کا اثر اور قوی تر ہونا اور زمین کا وقتاً فوقتاً قریب تر ہوتا جانا لازم تھا نہ کہ ہٹا قرب پر آکر اس کی قوت مست پڑے اور زمین اس کے نیچے سے چھوٹ کر پھرتی ہی دور ہو جائے شاید جو لائی سے جنوری تک آفتاب کو رات زیادہ ملتا ہے قوت تیز ہوتی ہے اور جنوری سے جولائی تک بھوکا رہتا ہے مگر دور پڑ جاتا ہے۔ دو جسم اگر برابر کے ہوتے تو یہ کہنا ایک ظاہری لگتی ہوئی بات ہوتی کہ نصف دورے میں یہ غالب رہتا ہے نصف میں وہ نہ کہ وہ جرم کہ زمین کے ۱۲ لاکھ امثال سے بڑا ہے اسے کھینچ کر ۳۱ لاکھ میل سے زیادہ قریب کرے اور عین شباب اثر جذب کے وقت مست پڑ جائے اور ادھر ایک ادھر ۱۲ لاکھ سے زائد پر غلبہ و مخلوبیت کا دورہ پورا نصف نصف انقسام پائے اس پر یہ ہمل غدر پیش ہوتا ہے کہ نقطہ حقیض پر نافریت بہت بڑھ جاتی ہے وہ زمین کو آفتاب کے نیچے سے چھڑا کر پھر دور لے جاتی ہے۔ اقول ۲۱۔ یہ ہمارے کا جملہ محض بے سرو پا ہے اولاً جاذبیت نافریت کا گھٹنا بڑھنا متلازم ہے نافریت اتنی ہی بڑھے گی جتنی جاذبیت اور بہر حال مساوی رہیں گی ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱ یہاں اگر نافریت بدرجہ غایت ہے کہ چال سب سے زیادہ تیز ہے تو جاذبیت بھی

بعد کمال ہے کہ قرب شمس سب جگہ سے زائد ہے نافریت جاذبیت سے چھینے تو جب کہ اس پر غالب آئے برابر سے چھین لینا کیا معنی ثانیاً ۲۱۱ اگر مساوی قوت دوسری پر غالب آسکتی ہے تو یہاں خاص نافریت کیوں غالب آئی جاذبیت بھی تو مساوی تھی وہ کیوں نہ غالب ہوئی یہ ترجیح بلامرجح ہے۔ ثالثاً ۲۱۲ اگر نافریت ہی میں کوئی ایسا طرہ ہے کہ بحال مساوات وہی غالب آئے تو اسے مساوات تو روز ازل سے تھی اور نقطوں پر کیوں نہ غالب آئی اسی نقطے کی تعین کیوں ہوئی۔ رابعاً ۲۱۳ ہمیشہ اسی کا التزام کیوں ہوا۔ خامساً ۲۱۴ مساوات تو تم بگھا رہے ہو ہم تو یہ دیکھتے ہیں کہ نقطہ اوج سے نقطہ حقیض تک برابر جاذبیت غالب آرہی ہے قوت کا غلبہ اس کے اثر سے ظاہر ہوتا ہے جاذبیت قربت کرنا چاہتی ہے اور نافریت دور پھینکنا مگر وہاں سے یہاں تک برابر شمس سے قرب ہی بڑھتا جاتا ہے نافریت اگر چہ بچا رہے گو برابری کے درجے پر متواتر چال تیز کر رہی ہے لیکن اس کی ایک نہیں چلتی اور جاذبیت ہی کا اثر علی الاطلاق غالب آرہا ہے پھر کیا معنی کہ عین شباب غلبہ پر دفعتاً مغلوب ہو جائے۔ سادساً ۲۱۵ نافریت اگر بڑھی ہے تو خاص نقطہ حقیض پر یہاں تو اس نے زمین کو آفتاب سے بال بھر بھی نہ چھینا کہ غایت قرب پر ہے چھینے گی۔ آگے بڑھ کر اس نقطے سے چل کر شمس سے بعد بڑھتا جائے گا مگر اس نقطے سے سرکتے ہی نافریت بھی تیزی پر نہ رہے گی ہر آن ضعیف ہوتی جائے گی کہ قدم قدم پر چال سست ہوگی عجب کہ اپنی کمال قوت پر تو نہ چھین سکی جب ضعیف پڑی چھین لے گئی۔ سابعاً ۲۱۶ طرفہ یہ کہ جتنی ضعیف ہوتی جاتی ہے اتنی زیادہ چھین رہی ہے کہ جس قدر چال سست ہوتی ہے اتنا ہی بعد بڑھتا ہے یہاں تک کہ کمال سستی کے ساتھ نہایت بد ہے کیا عقل سلیم ان سکوس باتوں کو قبول کر سکتی ہے ہرگز نہیں۔ عاجزی سب کچھ کراتی ہے۔ اصول علم الہیۃ نے اس پر عذر گرٹھا کہ مرکز

شمس کے گرد جو دائرہ ہے اوج میں زمین کا راستہ اس دائرے کے اندر ہو کر ہے لہذا
شمس کی طرف آتی ہے اور حقیض میں اس دائرے سے باہر ہے لہذا نکل جاتی ہے۔

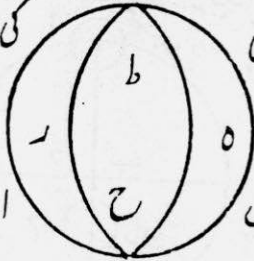
اقول اولاً ۲۱۷ کو نسا دائرہ یہاں ایک دائرہ معدل المیر لیا جاتا ہے کہ مرکز شمس کے گرد
نہیں مرکز بیفی کے گرد ہے اور دونوں نقطہ اوج و حقیض پر یکساں گزرا ہوا ہے اس شکل سے

۱۵ رب مدار حقیض ہے مرکز ط شمس اس کے نیچے نقطہ — ح پر آ اوج ب حقیض
مرکز ط پر ب د ا ط یا ط ب سے کہ مساوی ہیں دائرہ اب ح ۶ معدل المیر ہے اور اگر یہ مرا دک

مرکز شمس پر اوج کی دوری سے دائرہ کھینچیں ظاہر ہے کہ زمین اوج میں اس
دائرے پر آئے گی اور حقیض میں اس سے باہر ہوگی یعنی اس پر نہ ہوگی اس کے اندر ہوگی تو

اس کے تعین کی کیا علت کیوں نہ مرکز شمس پر حقیض کی دوری سے

دائرہ کھینچنے کہ زمین حقیض میں اس پر ہوا اور ح ۵ ر ۶ اوج میں
نہ اس پر نہ اندر حقیقتہً باہر معتبر و ملحوظ دائرہ معدل المیر ہی کیوں



نہیں لیا جاتا کہ دونوں میں اس پر گزریے ثانیاً ۲۱۸ اس دائرے پر آئے کو شمس
کی طرف لائے اور اس سے جدائی کو شمس سے ایجانے میں کیا دخل ہے لا تا جذب ہے

اور بحسب قرب ہے تو دور سے لانا اور قریب بھاگنا ا لٹی منطق ہے شاید نقطہ اوج میں لسا

لگا ہے کہ طائر زمین کو پھانس لاتا ہے نقطہ حقیض پر کھٹکھٹا بندھا ہے کہ بھاگ دیتا ہے۔

ثالثاً ۲۱۹ اس دائرے ہی میں کچھ وصف ہے تو زمین صرف حلول نقطہ اوجی ہی

کے وقت وہ ایک آن کے لئے اس پر ہوگی یہ آدھے سال آنا اور آدھے سال بھاگنا

کیوں غرض یہ کہ بنائے نہیں بنتی ظاہر ہوا کہ حیلے یہاں محض اسکولی رٹکوں کو بہلانے

کے لئے مناعطے ہیں جاذبیت و نافریت کے ہاتھوں ہرگز مدار بن نہیں سکتا بخلاف ہمارے

اصول کے کہ زمین ساکن اور آفتاب اس کے گرد ایک ایسے دائرے پر متحرک جس کا

مرکز مرکز عالم سے اکتیس لاکھ سولہ ہزار باون میل باہر ہے اگر مرکز متحد ہونا زمین سے

آفتاب کا بعد ہمیشہ یکساں رہتا مگر بوجہ خروج مرکز جب آفتاب نقطہ آبر ہوگا مرکز زمین سے اس کا فاصل آ ۲ ہوگا یعنی بقدر اب نصف قطر مدار شمس ب ۲ مابین مرکز زمین اور جب نقطہ ۶ ہوگا اس کا فاصل



۶ ہوگا یعنی بقدر ب ۶ نصف قطر مدار شمس مابین

المرکزین دونوں فاصلوں میں دو چند مابین مرکزین فرق ہوگا۔

یہ اصل کروی پر ب ۲ ہے لیکن وہ بعد اوسط پر لیا گیا

ہے۔ ۵ مرکز مدار شمس ب فوق اعلیٰ ح فوق اسفل جس پر زمین ہے اس میں شمس

مابین مرکزین ب ۲ کو مابین الفوکزین جانتے ہیں اور مابین مرکزین ۵ ح اس کا نصف

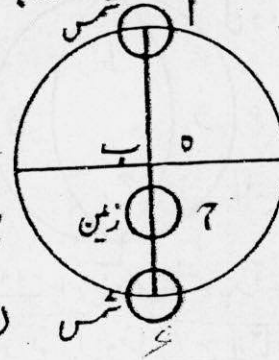
کہ بعد اوسط آج متصف مابین الفوکزین پر ہے تو بعد اوسط نصف مابین الفوکزین بعد

البعد، نصف مذکور بعد اقرب لاجرم شمس بقدر مابین الفوکزین وضعف مابین مرکزین جدید

فرق ہوگا اور یہی نقطہ اس قرب و بعد کے لئے خود ہی متعین رہے

گے کتنی صاف بات ہے جس میں نہ جاذبیت کا جھگڑا نہ مافریت کا

بکھیرا۔



(۵ پنجم) جاذبیت کے بطلان پر دوسرا شاہد عدل قمر ہے۔

اصول علم الہیات ۲۹۹ میں خود ہیسیات جدیدہ پر ایک سوال قائم کیا جس کی توضیح یہ کہ اگرچہ

زمین قمر کو قرب سے کھینچتی ہے اور آفتاب دور سے مگر جرم شمس لاکھوں درجے زمین سے

بڑا ہونے کے باعث اس کی جاذبیت قمر پر زمین کی جاذبیت سے $\frac{1}{10}$ ہے یعنی زمین اگر چاند

کو پانچ میل کھینچتی ہے تو آفتاب گیارہ میل اور شک نہیں کہ یہ زیادت ہزاروں برس سے

مستمر ہے تو کیا وجہ ہے کہ چاند زمین کو چھوڑ کر اب تک آفتاب سے نہ جاملتا تو معلوم ہوا

کہ جاذبیت باطل و بھل خیال ہے اور اس کا یہ جواب دیا کہ آفتاب زمین کو بھی تو کھینچتا ہے

کبھی قمر سے کم کبھی زیادہ ہمسایان کا بعد آفتاب سے ہو تو شمس جتنا قمر کو کھینچتا ہے زمین اپنا

چاند بچانے کو اس سے پوری جاذبیت کا مقابلہ کرنے کی محتاج نہیں بلکہ صرف اتنی کا جس سے

قدر جاذبیت مذکورہ زمین کو جاذبیت شمس سے زیادہ ہے اور یہ اس جاذبیت سے کم ہے یعنی زمین کو قمر پر ہے لہذا قمر آفتاب سے نہیں ملتا۔ اقول ۲۲ توضیح جواب یہ ہے کہ قمر کا شمس سے جالسا اس جذب پر ہے جو قمر کو زمین سے جدا کرے جذب شمسی زمین و قمر دونوں پر ہے تو جہاں تک وہ مساوی ہیں اس جذب کا اثر زمین سے جدائی قمر نہ ہوگی کہ وہ بھی تو ساتھ ساتھ جہتی ہے ہاں قمر پر جتنا جذب زمین پر جذب سے زائد ہوگا وہ موجب جدائی قمر ہوتا لیکن زمین اس قدر سے زیادہ اسے جذب کر رہی ہے تو جدائی نہ ہوگی فرض کرو شمس

قمر کو ۹۹ گز کھینچتا ہے اور زمین اسے ۲۵ گز کہ جذب شمس سے $\frac{5}{11}$ ہے اور آفتاب زمین کو ۹۰ گز کھینچے تو ۹۰ گز تک تو زمین و قمر مساوی ہیں قمر پر ۹ ہی گز جذب شمس زائد ہے لیکن زمین کا جذب اس پر ۲۵ گز ہے تو جذب شمس سے بچکنا ہے لہذا شمس سے ملنے نہیں پاتا۔ اقول ۲۲۱ خوب جواب دیا کہ قمر کو بڑے سفر سے بچالیا چھوٹا ہی سفر کرنا پڑا اب کہ جذب زمین اس پر زیادہ ہے زمین پر کیوں نہیں آگرتا سوال کا منشاء تو جذبوں کا تفاوت تھا وہ اب کیا مٹا قمر شمس پر نہ لگا زمین پر سہی۔

(دششم) اقول ۲۲۲ لطف یہ کہ اجتماع کے وقت قمر آفتاب سے قریب ہو جاتا ہے اور مقابلہ کے وقت دور تر حالاً نکلے قریب وقت اجتماع آفتاب کی جاذبیت کے مجموعہ ہر دو جذب کی $\frac{1}{4}$ ہے صرف $\frac{3}{4}$ ہی عمل کرتی ہے کہ قمر شمس وارض کے درمیان ہوتا ہے زمین اپنی طرف پانچ حصے کھینچتی ہے اور شمس اپنی طرف گیارہ حصے تو بقدر فضل جذب شمس $\frac{1}{4}$ جانب شمس کھینچا نہیں نہیں۔ بلکہ بہت ہی حیف جیسا کہ ابھی ردیخ میں واضح ہوا اور قریب وقت مقابلہ جاذبیت کے سب ۱۴ حصے قمر کو جانب شمس کھینچتے ہیں کہ ارض شمس و قمر کے درمیان ہوتی ہے دونوں مل کر قمر کو ایک ہی طرف کھینچتے ہیں غرض وہاں تفافیل کا عمل تقاہاں مجموعہ کا کہ اس کے سہ چند کے قریب بلکہ بدرجہائے کثیرہ زائد ہے تو

واجب کہ وقت مقابلہ شمس سے بنسبت اجتماع قریب تو آجائے حالانکہ اس کا عکس ہے
تو ثابت ہوا کہ جاذبیت باطل ہے۔ اصول الہیات ۱۱۱ میں اس قریب و بعد کی یوں
تقریر کی کہ اجتماع کے وقت زمین قمر کو شمس سے جھین لے جاتی ہے اور وہ دور ہوتا
رہتا ہے یہاں تک کہ مقابلہ شمس آتا ہے اس وقت شمس وزمین دونوں اسے ایک طرف
کھینچتے ہیں تو آفتاب سے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ اجتماع میں آتا رہتا ہے۔

اقول ۲۲۳ کیا زمین وقت مقابلہ سے وقت اجتماع تک نیرین کے پیرج ہی میں رہتی
ہے کہ وہ سلسلہ آفتاب سے قریب کرنے کا مسلسل رہتا ہے یا زمین تو مقابلہ کے بعد ایک
کنارے کو ہو گئی اور جب سے اجتماع ہونے تک جہت خلاف شمس کھینچتی رہی اور
اس کا جذبہ جذب شمس سے بدرجہا زائد ہے جیسا کہ ابھی ردیخیم میں گزرا پھر بھی چاند
ہے کہ شمس ہی کی طرف کھینچتا ہے شاید مقابلہ کی خفیف ساعت میں زمین نے اس کے کان
میں پھونک دیا تھا کہ چاہے میں کہیں ہوں چاہے میں کسی طرف کھینچوں اور کتنے ہی
غالب زور سے کھینچوں مگر تو اسی وقت کے اثر پر رہنا آفتاب ہی سے قریب ہوتا جانا
میری ایک نہ ماننا کیوں کہ وہ بڑا بوڑھا ہے اس کا لحاظ واجب ہے اور چاند ایسا سعادت
مند کہ اسی پر کار بند جب کھینچتے وہ آفتاب کے گود کے پاس پہنچتا یعنی اجتماع میں آتا
ہے اس وقت زمین اپنی بیضیت پر پریشان ہوتی ہے اور بڑھ کر وہ ہاتھ لگاتی ہے کہ
شمس کی گود سے اُسے جھین کر آدھے دورے میں نہایت دوری پر لی جاتی ہے،
یہاں آکر پھر بھول جاتی اور وہی انچھر چاند کے کان میں پھونکتی ہے ایسی پاگل زمین الہیات
جدیدہ میں ہوتی ہوگی۔ غرض دینا بھر کے عاقلوں کے نزدیک علت کے ساتھ معلول
ہوتا ہے اور وہ علت فنا ہو کر علت پیدا ہو تو فوراً خلاف ہو جاتا ہے لیکن الہیات
جدیدہ کے نزدیک علت کو فنا ہوئے مدتیں گزریں اور خلاف کی علتیں برابر روزانہ ترقی
پر ہیں مگر معلول اسی مردہ علت کا جاگ رہا ہے اور ان زندہ علتوں کا معلول فنا ہے یعنی ادھر

کھینچتے

تو علت مدوم اور معلول قائم اور ہر علتیں موجود و مترقی اور معلول معدوم -

(۵ ہفتم) اقول ۲۲۴ پھر وہ پانچ و گیارہ کی نسبت تو مزموم ہیئت جدیدہ تھی

جس میں خود قاعدہ نیوٹن سے کہ جاذبیت بحسب مزاج بعد بالقلب بدلتی ہے عدل تھا۔

اس کا رد نمبر ۱۳ میں گزرا یہ قاعدہ نیوٹن اگر صحیح ہے تو قمر پر جاذبیت شمس بہ نسبت

جاذبیت ارض .. ۱۶ ہوگی یہ بھی بہت نا در اکثر اوقات اس سے بھی کم زمین سے قمر کا بعد

البتہ ۷۴۹۹۴ میل ہے اور شمس سے زمین کا بعد ۷۴۹۹۴۹۱۳ میل فرض کیجئے شمس

اپنے بعد اقرب پر ہے اور قمر اجتماع میں اپنے بعد البعد پر کہ شمس و ارض سے فاصلہ قمر میں سب

سے کم تفاوت کی صورت ہے باقی سب صورتوں میں اس سے زیادہ فرق ہوگا جو جاذبیت

شمس کو اور چھوٹا کرے گا اس نا در صورت پر شمس سے قمر کا بعد ۷۴۹۹۹۱۰۹ میل میں

ہوگا۔ اب اگر شمس و ارض میں قوت جذب برابر ہوتی تو نسبت یہ ہوتی جذب الارض

للقمر جذب الشمس للقمر :: (۷۴۹۹۹۱۰۹) (۷۴۹۹۹۱۰۹) اول کو ایک فرض کریں

تو چہارم ÷ سوم = دوم یعنی $\frac{۷۴۹۹۹۱۰۹}{۷۴۹۹۹۱۰۹} = ۷۴۹۹۹۱۰۹$... ۷۴۹۹۹۱۰۹ = جذب

الشمس للقمر یعنی قمر کو جذب ارض اگر دس کروڑ ہے تو جذب شمس صرف ۷۴۹۹۹۱۰۹ یعنی تقریباً

ایک لاکھ تین سو تیس حصوں سے ایک حصہ لیکن شمس میں قوت جذب و ب باعتبار

قوت زمین ۷۴۹۹۹۱۰۹ ہے یا ۷۴۹۹۹۱۰۹ تو حاصل کو اس میں ضرب دیئے سے ۷۴۹۹۹۱۰۹ حاصل ہوا

یعنی شمس اگر قمر کو اپنی طرف ایک میل کھینچتا ہے تو زمین اپنی طرف پانچ ہزار میل اور تقریر رد بنجم

شامل کئے سے تو جذب زمین کے مقابل جذب شمس گویا صفر محض رہ جائے گا اور زمین

کا جذب المعارض و مزاحم کام فرمائے گا اور شک نہیں کہ یہ جذب ہزاروں برس سے جاری

بلکہ عارض

۱۱ اصول علم النبیاة ص ۱۱۳ و ۱۲۲ ۱۲ اس کا بیان ابھی جاذبیت کے رد چہارم میں گزرا

۱۲ اصول علم النبیاة ص ۱۲۲ ۱۲ ایضاً ص ۱۲ -

ہے اور وجہ کیا ہے کہ قمر اب تک زمین پر گر نہ پڑا اگر جاذبیت صحیح ہوتی ضرور کب کا گر چکا ہوتا تو جاذبیت محض مہمل خیال ہے۔

(۲۲۵) قول ۲۲۵ قمر کو جذب شمس وارض میں کچھ بھی نسبت ہو یہ تو اجتماع

نیرین میں دیکھی جائے گی کہ شمس ایک طرف کھینچے گا اور ارض دوسری طرف مقابل میں

تو شمس وارض دونوں ایک طرف ہوتے ہیں اصول الہیات مضمون مذکور و ۲۲۶

میں یہ خوب کہی کہ اس کے سبب قمر شمس سے قریب ہوتا ہے۔ بہت خوب زمین

بھی شمس ہی کے لئے کھینچتی ہوگی عقلمند بیچ میں زمین ہے تو اس وقت دونوں اپنی مجموعی

طاقت سے قمر کو زمین ہی کی طرف کھینچتے ہیں اب کیوں نہیں گرتا اگر کہئے اور سیارے

ادھر کو کھینچتے ہیں۔ ۲۲۷ قول ۲۲۷ ہزاروں بار ہوتا ہے کہ سب سیارے مع زمین ایک

طرف ہوتے ہیں اور تنہا قمر دوسری جانب اور ثوابت کا اثر جذب نہ مانا گیا ہے۔ نہ

ماننے کے قابل ہے کہ وہ سب طرف محیط ہیں تو داب یکساں ہو کر اثر صفر رہا اب قمر کیوں

نہیں گرتا یہ تمام عظیم ہاتھی جمع ہو کر اپنی پوری طاقت سے اس چھوٹی سی چڑیا کو کھینچتے کھینچتے ہلکا

ہوئے جاتے ہیں اور چڑیا ہے کہ بال بھر نہیں سرکتی اس کی تیوری پر میل تک نہیں آتا یہ کسی

جاذبیت ہے لاجرم جاذبیت محض غلط ہے۔

(۲۲۸) قول ۲۲۸ نافریت کی گندہم پہلے کاٹ چکے ہیں اور بفرض

باطل ہو بھی تو یہ قرار داد ہے کہ وہ بقدر جاذبیت بڑھتی ہے اور چال بقدر نافریت

(۱) تو واجب تھا کہ جب سیارے گرد قمر متفرق ہوتے اس کی چال کم ہوتی کہ ان کے

جاذبیت باہم معارض ہو کر قمر پر اثر کم پڑ رہا ہے اور جب سیارے قمر سے ایک طرف

ہوتے اس کی چال ہمیشہ سے بہت زائد ہو جاتی کہ اسے مجموع جاذبیتوں کا مقابلہ کرنا ہے

لیکن ایسا کبھی نہیں ہوتا بلکہ والقمر قد رتہ منازل کے زبردست محکم انتظام

نے اسے جس روش پر ڈال دیا ہے ہمیشہ اسی پر رہتا ہے وہ سیاروں کے اجتماع کی

پرواہ کرتا ہے نہ تفرق کی توقعاً ثابت ہوا کہ جاذبیت محض وہی گڑبہت ہے۔

(دھم) اقول ۲۲۹ ان سب سے بڑھ کر بطلان جاذبیت پر شاہد بحسب

اوقیانوس کا مدوجزر ہے۔ ہر روز دوبارہ پانی تیزوں حتیٰ کہ ۷۰ فٹ تک اونچا اٹھتا اور

پہر بیٹھ جاتا ہے اسے جاذبیت قمر کے سر ڈھالنا جاذبیت ارض کو سلام کرنا ہے اگر قمر کو اس

کے بعد اقرب ۲۲۵۷۱۹ میل پر رکھے اور زمین کی جاذبیت اس کے مرکز سے نیچے کی پانی کو

اس سے ۳۹۵۴۰۵ میل بعد ہو تو حسب قاعدہ نیوٹن اگر زمین و قمر میں قوت جذب برابر

ہوتی پانی پر دونوں کے جذب کی نسبت یہ ہوتی جذب قمر جذب ارض :: (۳۹۵۴۰۵) ۲

: (۳۵۵۷۱۹) ثانی کو ایک فرض کریں تو سوم بن چہارم = جذب قمر ہوتا یعنی —

$\frac{1545389225}{5097904494} = 30.42259$ لیکن قمر میں قوت جذب قوت زمین کی ۱۵۰

ہے لہذا اسے ۵۰ میں ضرب دیا حاصل ۴۶۰۰۰۰۰۰ یعنی پانی پر جذب قمر اگر ۲۳ ہے تو جذب

زمین پانچ لاکھ یا قمر اگر ایک قوت سے جذب کرتا ہے تو زمین ۲۱۷۳۹ قوتوں سے پھر کیونکر

ممکن پانی بال برابر بھی اٹھنے پائے ہم نے منسلک کے اعمال حوص کے لحاظ سے پانی کا بعد مرکز

زمین سے لیا۔ ورنہ زمین سے تو اسے اصلاً بعد نہیں اور ہم ثابت کیا کرتے کہ جذب اگر ہے

تو ہرگز خاص بمركز نہیں تمام کمرہ جاذب ہے۔ ہاں انتہائے جذب جانب مرکز ہے تو جب

تک جسم واصل مرکز نہ ہو زیر جذب رہے گا و لہذا زمین پر رکھا ہو بقدر بھی بھاری ہے اور

وزن نہیں ہوتا مگر جذب سے تو ثابت ہوا کہ زمین میں جذب ہے تو ضرور ثقیل متصل کو بھی

جذب کرتی ہے بلکہ سب سے اقویٰ کہ جاذبیت قرب سے بڑھتی ہے (۱۰) اور یہ نہایت

قرب سے اب تو جذب قمر کو جذب زمین سے کوئی نسبت ہی نہیں ہو سکتی ہے اور اگر

اس سے بھی درگزر کر کے تسلیم کر لیں کہ جذب کے لئے فصل ضرور ہے تو ایک فصل مستد بہ

نہیں کر سکتے جب تک وہ کیلیں نہ نکالو یہاں پانی پر وہ کیلیں صد ہا سکنکھوں طاقت سے جذب ہے جب تک یہ معدوم نہ ہو پانی ہزاروں چاندوں کے ہلائے ہل نہیں سکتا لیکن ہلتا کیا گزروں اٹھتا ہے تو ضرور جذب زمین معدوم ہے وھوالقصود اگر کہیے ضرور اس سے زمین کی جاذبیت تو باطل ہو گئی لیکن قمر کی تو مسلم رہی۔ اقول اولاً مقصود ابطال حرکت زمین ہے وہ جاذبیت شمس پر مبنی اور اوپر گذرا کہ زمین ہی میں جاذبیت گمان کر کے شمس کو اس پر بلا دلیل قیاس کیا ہے جب یہی باطل ہو گئی قیاس کا دربا ہی جل گیا شمس میں کہاں سے آئے گی یا یوں کہیے کہ ہینات جدیدہ کا وہ کلیہ کہ ہر جسم میں بقدر مادہ جاذبیت ہے جس کی بنا پر شمس میں اس کے لائق جاذبیت اور اس کے سبب زمین کی حرکت مافی تھی باطل ہو گیا اور جب معلوم ہو گیا کہ بعض اجسام میں جذب ہے بعض میں نہیں تو جذب شمس پر دلیل نہ رہی ممکن کہ شمس انہیں اجسام سے ہو جن میں جذب نہیں۔ ثانیاً۔ مد کا جذب قمر سے ہونا بھی بوجہ کثیرہ فحوش ہے جن کا بیان نمبر ۱۳ میں گزرا۔

ردِ یازدھم (۱) اقول ۱۳۴ جو دوسری طرف کی مد کی توجہ کی کہ زمین اٹھتی ہے اور ادھر کے پانی کو چھوڑ آتی ہے۔ جاذبیت ارض کی نفی پر دلیل روشن ہے سمت مواجہ کے پانی پر توازن و قمر کا تباہ ذب تقایہ غلط مان لیا کہ قمر غالب آیا سمت دیگر کے پانی کو تو دونوں جانب زمین ہی کھینچ رہی ہے اسے زمین نے کیوں کر چھوڑا قمر کا جذب اس پر کم تو زمین کا جذب تو بقوت اتم ہے اور یہاں اس کا معارض نہیں پھر چھوڑ دینے کے کیا معنی۔

ردِ دوازوہم (۱) اقول ۱۳۵ یہ جو ہینات جدیدہ نے اقرار کیا کہ جذب قمر میں پانی زمین کا ملازم نہیں رہتا قمر کی جانب مواجہ میں بوجہ لطافت و قرب آب پانی زمین سے زیادہ اٹھتا ہے اور دوسری طرف بوجہ بعد آب زمین پانی سے زیادہ اٹھتی ہے یہ بڑے کام

کی بات ہے اس لئے زمین پر جاذبیت شمس کا قطعی غائب نہ کر دیا اگر وہ صحیح ہوتی تو جب
جذب قمر سے یہ حالت ہے جو انتہا درجہ صرف ۷۰ ہی فٹ اٹھا سکتا ہے تو جذب شمس
کو زمین کو ۳۱ لاکھ میل سے زیادہ کھینچ لاتا ہے واجب تھا کہ پانی پر اسی ۷۰ فٹ اور ۳۱ لاکھ
ہزار باون میل کی نسبت سے اشد و اقویٰ ہوتا سامنے کے پانی زمین کو چھوڑ کر لاکھوں میل
چلے جاتے زمین نری سوکھی ہر رہ جاتی یا قوت جذب کے سبب قوت نافریت پانی
کو زمین سے بہت زیادہ جلد تر گھاتی یا تو ساری زمین پانی میں ڈوب جاتی اگر پانی پھیلتا
یا ہر سال سارے جنگل اور شہر غرقاب ہو کر سمندر ہو جاتے اور تمام سمندر چٹیل زمین
ہو جاتا کرتے اگر پانی اتنی ہی مساحت پر رہتا۔

رد سیزدہم) اقول ۲۳۷ ہوا تو پانی سے بھی لطیف تر ہے اور بہ نسبت
آب آفتاب سے قریب بھی زیادہ تو اس پر جذب شمس اور بھی اقویٰ ہوتا اور روئے
زمین پر ہوا کا نام و نشان نہ رہا ہوتا یا نافریت اڑے آتی تو ہوا کو زمین سے بہت زیادہ
گھاتی اب اگر ہوا بھی مثل زمین مشرق کو جاتی تو تمہارے طور پر لازم تھا کہ پتھر جو سیدھا
اوپر پھینکا جاتا بہت دور مشرق میں جا کر گر تا کہ ہوا کی تیزی زمین سے دوچند ہی ہوتی
اور پتھر مثلاً دو سنکڑ میں ۱۷ فٹ اوپر چڑھتا اور ایک سنکڑ میں نیچے اترتا تو اس تین
سنکڑ میں زمین ۵۱۹۲ گز چلتی لیکن ہوا کہ ان سنکڑوں میں پتھر جس کا تابع رہا ۳۰۳۸۲
گز جاتی تو پتھر ۵۱۹ گز دور جا کر اترتا حالانکہ جہاں سے پھینکا تھا وہیں اترتا ہے اور اگر ہوا
غرب کو جاتی تو پتھر ۵۵۸ گز دور غرب میں گر تا کہ تین سنکڑ میں زمین کا وہ موضع،
جہاں سے پتھر پھینکا تھا ۵۱۹۲ گز مشرق کو چلا اور پتھر با تباع ہوا وہاں سے ۳۰۳۸۲
گز غرب کو گیا مجموعہ ۵۵۸ گز ڈھائی میل سے زیادہ کا فاصلہ ہو گیا لیکن وہاں کا وہیں
گر تا ہے تو یقیناً جذب شمس و حرکت زمین دونوں باطل۔

رد چار دہم) اقول ۲۳۷ کتنی واضح و فیصلہ کن بات ہے کاغذ کا تختہ دو برابر

حصے کر کے ایک میسا ہی پھیلا ہوا ایک پلے میں رکھو اور دوسرا گولی بنا کر کہ مثلاً پہلے سے مستسا میں دسواں حصہ رہ جائے اگر جاذبیت ہے واجب کہ اس کا وزن گولی سے دس گنا ہو جائے کہ جذب بحسب مادہ جاذب بدلے گا (۱۵) اور مادہ مجذوب و بعد یہاں واحد ہیں اور اول کے مقابل زمین کے دس حصے ہیں تو اس پر دس جذب ہیں اور گولی پر ایک اور وزن جذب سے پیدا ہوتا ہے (۱۵) تو واجب کہ اس کا وزن گولی دہ گنا ہو حالانکہ بلکہ باطل ہے تو جذب قطعاً باطل بلکہ ان کا چھکنا اپنے میل طبعی سے ہے اور نوع واحد میں میل بحسب مادہ ہے اور یہاں مادہ مساوی لہذا میل برابر لہذا وزن یکساں۔

فائدہ :- ۱ قول ۲۳۹ یہاں سے ظاہر ہوا کہ وہ جو مختلف کروں پرشے کا وزن

مختلف ہو جانا بتایا تھا۔ (۱۵) سب محض تراشیدہ خیال باطل تھے ورنہ حصے وہاں جذب شمس وارض میں ۲۸۱ کی نسبت تھی یہاں بھی دونوں حصے زمین میں اور ۱ کی نسبت ہے اور ۲۸۱ اور ۱۰ کی ہو سکتی ہے۔

رد پانزدہم) ۱ قول ۲۳۹ واجب کہ وہ تختہ اور گولی دونوں ایک مسانت

سے ایک وقت میں زمین پر اتریں کہ اگر تختہ پر ہوا کی مزاحمت نہ چند ہے تو اس پر زمین کا جذب بھی تو وہ چند ہے۔ بہر حال مانع و مقتضی کی نسبت دونوں جگہ برابر ہے تو اتنے میں مساوات لازم حالانکہ قطعاً تختہ دیر میں اترے گا تو ثابت ہوا کہ مقتضی جذب نہیں بلکہ ان کا طبعی میل کہ دونوں میں برابر ہے تو مقتضی مساوی ایک پر مانع وہ چند لاجرم دیر کرے گا۔

رد شانزدہم) ۱ قول ۲۴۰ ملا جتنا کثیف تر جاذبیت بیشتر ہے تو وزن

اکثر (۱۵) تو پانی میں بہ نسبت ہوا وزن براہنا چاہیے حالانکہ عکس ہے استاذ البویان بیرونی نے سوئصال سونا ہوا میں تول کر سونے کا پلہ پانی میں رکھا اور باٹ کا ہوا میں ۹۳۳ مثقال رہ گیا۔ بیسویں حصے سے زیادہ گھٹ گیا ہم نے سونے کے کڑے کہ ہوا میں ایک چھٹانک چار روپے ایک چونی ڈیڑھ ماشے بھر سونا تھے پانی میں تولے سونے کا پلہ سطح

آب سے ملتے ہی ہلکا پڑا وزن کا پلہ ہوا میں جھکا جب سونے کا پلہ پانی کے اندر پہنچا وزن صرف ایک چھٹانک تین روپے بھر رہ گیا دسویں حصے سے زیادہ گھٹ گیا یہ کی اختلا آب و ہوا موسم سے بدلے گی۔ ایور ریجان نے جیجون کا پانی لیا اور خوارزم میں فصل خریف میں تولا اور ہم نے کنوئیں کا پانی اپنے شہر میں موسم سرما میں میل طبعی پراس کی وجہ ظاہر ہے میل بقدر وزن جھکاتا ہے اور جس ملا میں حجم ہے وہ بقدر کثافت مزاحمت کرتا ہے وزن دو وزن پلوں کا برابر ہے ہوا میں دونوں کا مزاج بھی برابر تھا برابر ہے جب ایک پانی سے ملا جھکنے کا مقتضی کر میل ہے اب بھی بدستور برابر ہے مگر جھکنے کا مزاج اس پلے پر بہت قوی ہے کہ پانی ہوا سے بدرجہا کثیف تر ہے لاجرم یہ کم جھکا اور ہوا کا پلہ زیادہ فافہم و تامل لیکن بر بنائے جاذبیت یہ اصلانہ بن سکے گا کہ جس کثافت آب نے مزاحمت بڑھائی ہے اسی کثافت نے اسی نسبت پر وزن بھی بڑھایا ہے تو مانع و مقتضی برابر ہو کر حالت بدستور رہی لازم تھی اور ایسا نہیں تو ضرور جاذبیت باطل ہے اصول طبعی میں کہا سبب اس کا یہ ہے کہ پانی اوپر کی طرف زور کرتا ہے لہذا سونے کو سہارا دیکھو وزن کم کرتا ہے۔ ۲ قول اولاً ۲۴۱ اگر اس سے صرف تنجے جانے کی مزاحمت مراد تو ضرور صحیح ہے اور اس کا جواب بھی سن چکے اور اگر یہ مقصود کہ پانی سونے کو اوپر پھینکتا ہے جیسا کہ اوپر کی طرف زور کرنے سے ظاہر تو عجیب جہل شدید ہے پانی اپنے سے ہلکی چیز کو اوپر پھینکتا ہے کہ خود اس سے زیادہ اسفل کو چاہتا ہے اپنے سے بھاری کو سہارا دے تو ہوا بلکہ کوئی چیز پانی میں نہ ڈوبے۔

ثانیاً ۲۴۲ ایسا ہو تو یہ جذب زمین پر تازہ رد ہو گا جب پانی اپنے سے ہلکی بھاری ہر چیز کو پھینکتا ہے تو معلوم ہوا کہ اس کی طبیعت میں وضع ہے اور دفع ضد جذب ہے تو اس کی طبیعت میں جذب نہیں اور وہ زمین ہی کا جز ہے تو زمین میں نہیں تو شمس میں کس ویل سے آئے گا اور حرکت زمین کا انتظام کدھر جائے گا۔

ردھفہم ۱۱ قول ۲۴۳ ایک بڑی مشک اور ایک مشکیزہ ہوا سے خوب
بھر کر منہ باندھ کر پانی میں بٹھانا چاہو تو مشک زیادہ طاقت ملے گی اور دیر میں میٹھے گی
اور بٹھا کر چھوڑ دو تو مشکیزہ سے جلد اوپر آئے گی اور ایک بڑا پتھر اور ایک چھوٹا اوپر
حد واحد تک پھینکو تو بڑا زیادہ طاقت چاہے گا اور دیر میں جائے گا اور چھوٹے سے جلد
اتر آئے گا۔ پانی کا دباؤ اگر مشکوں کو اٹھاتا اور زمین کا جذب پتھروں کو گرانا تو قسرا قوی پر

ضعف ہوتا ہے اور اضعف پر قوی چھوٹا پتھر اور مشکیزہ جلد اٹھاتا ہے اور بڑا پتھر اور
مشک دیر میں ہاں ہاں یہ کہتے کہ بڑے کا دفع بڑا ہے زیادہ دفع کرے گا تو وہ مقوی
بھی تو بڑا ہے کم دفع ہو گا تو غایت یہ کہ نسبت برابر رہے دونوں برابر اٹھیں مشک پر
زیادہ کیوں یوں پس جذب میں اگر کہتے مشک اور بڑے پتھر نے یوں جلدی کی کہ پتھر میں
جو ملا حاصل ہے بڑی چیز - اس کے چیرنے پر زیادہ قادر ہے تو اولاً ۲۴۴ بڑے

کا حاصل بھی بڑا ہے تو نسبت برابر رہی ۲۴۵ یہ وجہ کہ بڑی چیز اثر قسرا کم قبول کرتی ہے
تو پانی کے دباؤ سے مشک کیوں جلد اٹھی اور زمین کے جذب سے بڑا پتھر کیوں جلد آیا
اگر کہتے جذب بحسب مادہ ہے بڑے پتھر میں مادہ زائد تھا اس پر جذب زمین زیادہ تھا
لہذا دیر میں اوپر گیا اور جلد نیچے آیا - ۱۱ قول اولاً ۲۴۶ یہ مردود ہے دیکھو منبر
ثانیاً ۲۴۷ خود اس قول کو تفاوت اثر سے انکار ہے (۱۲) ثالثاً ۲۴۸ یہ وہی

بات ہے کہ جاذبیت کا قتل بڑا لگا رکھے گی تمہارے یہاں مادہ وہی اجزائے

وتمہا طبعہ ثقیل بالطبع ہیں (۱۳) تو جذب کیوں ہو وہ اپنی طبیعت سے طالب سفل ہونگے
رابعاً بڑی مشک کی ہوا میں بھی مادہ زیادہ ہے اور ہینات جدیدہ میں ہوا بھی ثقیل مانی
گئی ہے (۱۴) تو بلاشبہ بڑی مشک پر جذب زمین زائدہ ہے پھر دیر میں نیچے
کیوں میٹھی اور جلد اوپر کیوں آئی اگر کہتے پانی اس سے زیادہ ثقیل ہے لہذا زمین اسے زیادہ

جذب کرتی ہے اس لئے یہ اوپر مندرفع ہوتی ہے۔ اقول اولاً۔ یہ وہی قول مردود ہے کہ جذب بحسب مجذوب ہے۔ ثانیاً دفع بحسب نسبت ثقل ہوگا یا فی اس مشک سے اقل ہے اور مشک یہ مشکیزہ سے تو مشک پر جذب زمین مشکیزہ سے زائد ہوا اور دفع مشکیزہ سے کم تو واجب کہ مشک جلد بیٹھے اور مشکیزہ جلد اٹھے حالانکہ امر بالعکس ہے یا بدستور بلحاظ نسبت تساوی رہے۔ غرض کوئی کل ٹھیک نہیں بیٹھتی اور اگر جذب کو چھوڑ کر میل طبعی مانو تو سب موجب ہیں ہوا کا میل فوق اور حجر کا تحت ہے مشک پر باد کا بیٹھنا اور پتھر کا اوپر جانا خلاف طبع تھا۔ اس لئے اگر نے زیادہ مقاومت کی اور دیر ہوئی اور مشک کا اٹھنا اور پتھر کا گرنا مقتضائے طبع تھا لہذا اگر نے جلدی کی۔

(۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵۳۲) (۵۳۳) (۵۳۴) (۵۳۵) (۵۳۶) (۵۳۷) (۵۳۸) (۵۳۹) (۵۴۰) (۵۴۱) (۵۴۲) (۵۴۳) (۵۴۴) (۵۴۵) (۵۴۶) (۵۴۷) (۵۴۸) (۵۴۹) (۵۵۰) (۵۵۱) (۵۵۲) (۵۵۳) (۵۵۴) (۵۵۵) (۵۵۶) (۵۵۷) (۵۵۸) (۵۵۹) (۵۶۰) (۵۶۱) (۵۶۲) (۵۶۳) (۵۶۴) (۵۶۵) (۵۶۶) (۵۶۷) (۵۶۸) (۵۶۹) (۵۷۰) (۵۷۱) (۵۷۲) (۵۷۳) (۵۷۴) (۵۷۵) (۵۷۶) (۵۷۷) (۵۷۸) (۵۷۹) (۵۸۰) (۵۸۱) (۵۸۲) (۵۸۳) (۵۸۴) (۵۸۵) (۵۸۶) (۵۸۷) (۵۸۸) (۵۸۹) (۵۹۰) (۵۹۱) (۵۹۲) (۵۹۳) (۵۹۴) (۵۹۵) (۵۹۶) (۵۹۷) (۵۹۸) (۵۹۹) (۶۰۰) (۶۰۱) (۶۰۲) (۶۰۳) (۶۰۴) (۶۰۵) (۶۰۶) (۶۰۷) (۶۰۸) (۶۰۹) (۶۱۰) (۶۱۱) (۶۱۲) (۶۱۳) (۶۱۴) (۶۱۵) (۶۱۶) (۶۱۷) (۶۱۸) (۶۱۹) (۶۲۰) (۶۲۱) (۶۲۲) (۶۲۳) (۶۲۴) (۶۲۵) (۶۲۶) (۶۲۷) (۶۲۸) (۶۲۹) (۶۳۰) (۶۳۱) (۶۳۲) (۶۳۳) (۶۳۴) (۶۳۵) (۶۳۶) (۶۳۷) (۶۳۸) (۶۳۹) (۶۴۰) (۶۴۱) (۶۴۲) (۶۴۳) (۶۴۴) (۶۴۵) (۶۴۶) (۶۴۷) (۶۴۸) (۶۴۹) (۶۵۰) (۶۵۱) (۶۵۲) (۶۵۳) (۶۵۴) (۶۵۵) (۶۵۶) (۶۵۷) (۶۵۸) (۶۵۹) (۶۶۰) (۶۶۱) (۶۶۲) (۶۶۳) (۶۶۴) (۶۶۵) (۶۶۶) (۶۶۷) (۶۶۸) (۶۶۹) (۶۷۰) (۶۷۱) (۶۷۲) (۶۷۳) (۶۷۴) (۶۷۵) (۶۷۶) (۶۷۷) (۶۷۸) (۶۷۹) (۶۸۰) (۶۸۱) (۶۸۲) (۶۸۳) (۶۸۴) (۶۸۵) (۶۸۶) (۶۸۷) (۶۸۸) (۶۸۹) (۶۹۰) (۶۹۱) (۶۹۲) (۶۹۳) (۶۹۴) (۶۹۵) (۶۹۶) (۶۹۷) (۶۹۸) (۶۹۹) (۷۰۰) (۷۰۱) (۷۰۲) (۷۰۳) (۷۰۴) (۷۰۵) (۷۰۶) (۷۰۷) (۷۰۸) (۷۰۹) (۷۱۰) (۷۱۱) (۷۱۲) (۷۱۳) (۷۱۴) (۷۱۵) (۷۱۶) (۷۱۷) (۷۱۸) (۷۱۹) (۷۲۰) (۷۲۱) (۷۲۲) (۷۲۳) (۷۲۴) (۷۲۵) (۷۲۶) (۷۲۷) (۷۲۸) (۷۲۹) (۷۳۰) (۷۳۱) (۷۳۲) (۷۳۳) (۷۳۴) (۷۳۵) (۷۳۶) (۷۳۷) (۷۳۸) (۷۳۹) (۷۴۰) (۷۴۱) (۷۴۲) (۷۴۳) (۷۴۴) (۷۴۵) (۷۴۶) (۷۴۷) (۷۴۸) (۷۴۹) (۷۵۰) (۷۵۱) (۷۵۲) (۷۵۳) (۷۵۴) (۷۵۵) (۷۵۶) (۷۵۷) (۷۵۸) (۷۵۹) (۷۶۰) (۷۶۱) (۷۶۲) (۷۶۳) (۷۶۴) (۷۶۵) (۷۶۶) (۷۶۷) (۷۶۸) (۷۶۹) (۷۷۰) (۷۷۱) (۷۷۲) (۷۷۳) (۷۷۴) (۷۷۵) (۷۷۶) (۷۷۷) (۷۷۸) (۷۷۹) (۷۸۰) (۷۸۱) (۷۸۲) (۷۸۳) (۷۸۴) (۷۸۵) (۷۸۶) (۷۸۷) (۷۸۸) (۷۸۹) (۷۹۰) (۷۹۱) (۷۹۲) (۷۹۳) (۷۹۴) (۷۹۵) (۷۹۶) (۷۹۷) (۷۹۸) (۷۹۹) (۸۰۰) (۸۰۱) (۸۰۲) (۸۰۳) (۸۰۴) (۸۰۵) (۸۰۶) (۸۰۷) (۸۰۸) (۸۰۹) (۸۱۰) (۸۱۱) (۸۱۲) (۸۱۳) (۸۱۴) (۸۱۵) (۸۱۶) (۸۱۷) (۸۱۸) (۸۱۹) (۸۲۰) (۸۲۱) (۸۲۲) (۸۲۳) (۸۲۴) (۸۲۵) (۸۲۶) (۸۲۷) (۸۲۸) (۸۲۹) (۸۳۰) (۸۳۱) (۸۳۲) (۸۳۳) (۸۳۴) (۸۳۵) (۸۳۶) (۸۳۷) (۸۳۸) (۸۳۹) (۸۴۰) (۸۴۱) (۸۴۲) (۸۴۳) (۸۴۴) (۸۴۵) (۸۴۶) (۸۴۷) (۸۴۸) (۸۴۹) (۸۵۰) (۸۵۱) (۸۵۲) (۸۵۳) (۸۵۴) (۸۵۵) (۸۵۶) (۸۵۷) (۸۵۸) (۸۵۹) (۸۶۰) (۸۶۱) (۸۶۲) (۸۶۳) (۸۶۴) (۸۶۵) (۸۶۶) (۸۶۷) (۸۶۸) (۸۶۹) (۸۷۰) (۸۷۱) (۸۷۲) (۸۷۳) (۸۷۴) (۸۷۵) (۸۷۶) (۸۷۷) (۸۷۸) (۸۷۹) (۸۸۰) (۸۸۱) (۸۸۲) (۸۸۳) (۸۸۴) (۸۸۵) (۸۸۶) (۸۸۷) (۸۸۸) (۸۸۹) (۸۹۰) (۸۹۱) (۸۹۲) (۸۹۳) (۸۹۴) (۸۹۵) (۸۹۶) (۸۹۷) (۸۹۸) (۸۹۹) (۹۰۰) (۹۰۱) (۹۰۲) (۹۰۳) (۹۰۴) (۹۰۵) (۹۰۶) (۹۰۷) (۹۰۸) (۹۰۹) (۹۱۰) (۹۱۱) (۹۱۲) (۹۱۳) (۹۱۴) (۹۱۵) (۹۱۶) (۹۱۷) (۹۱۸) (۹۱۹) (۹۲۰) (۹۲۱) (۹۲۲) (۹۲۳) (۹۲۴) (۹۲۵) (۹۲۶) (۹۲۷) (۹۲۸) (۹۲۹) (۹۳۰) (۹۳۱) (۹۳۲) (۹۳۳) (۹۳۴) (۹۳۵) (۹۳۶) (۹۳۷) (۹۳۸) (۹۳۹) (۹۴۰) (۹۴۱) (۹۴۲) (۹۴۳) (۹۴۴) (۹۴۵) (۹۴۶) (۹۴۷) (۹۴۸) (۹۴۹) (۹۵۰) (۹۵۱) (۹۵۲) (۹۵۳) (۹۵۴) (۹۵۵) (۹۵۶) (۹۵۷) (۹۵۸) (۹۵۹) (۹۶۰) (۹۶۱) (۹۶۲) (۹۶۳) (۹۶۴) (۹۶۵) (۹۶۶) (۹۶۷) (۹۶۸) (۹۶۹) (۹۷۰) (۹۷۱) (۹۷۲) (۹۷۳) (۹۷۴) (۹۷۵) (۹۷۶) (۹۷۷) (۹۷۸) (۹۷۹) (۹۸۰) (۹۸۱) (۹۸۲) (۹۸۳) (۹۸۴) (۹۸۵) (۹۸۶) (۹۸۷) (۹۸۸) (۹۸۹) (۹۹۰) (۹۹۱) (۹۹۲) (۹۹۳) (۹۹۴) (۹۹۵) (۹۹۶) (۹۹۷) (۹۹۸) (۹۹۹) (۱۰۰۰)

اختلاف تو یہ جانتا ہے کہ ہوا نے گرم میں بارہ زیادہ اترے
کہ سوا تو یہ جانتا ہے کہ ہوا نے گرم میں بارہ زیادہ اترے

طالب علو

رد نفوذہم اقول بخارات پیدا ہونے ہی اوپر جاتے ہیں ان کا مرکب اجزائے

مایہ و ہوائیہ سے ہے اور ان کے نزدیک ہوا بھی ثقیل ہے (۱۱) اور پانی اثنقل کہ ہوا سے سستا
سو ستر یا آٹھ سو گنا یا آٹھ سو انیس مثل بھاری ہے اور ظاہر ہے کہ جو ثقیل و اثنقل سے ایسا

مرکب ہو وہ اس ثقیل سے اثنقل ہوگا تو بخار ہوا سے بھاری ہے تو یہاں وہ عذر نہیں چلتا
جو پانی کے تیل کو پھینکنے میں ہوتا کہ بھاری چیز ہلکی کو پھینکتی ہے کہ ہلکی بھاری کو پھر ان کے
جانے کی کیا وجہ ہے زمین اگر انہیں جذب کرتی تو کون چیز انہیں زمین سے چھین کر اوپر لجاتی
کیا کوئی سیارہ تو شب کا وہ وقت لیجئے کہ کوئی سیارہ نصف النہار بلکہ افق پر اصلانہ ہو

جیسے وہ زمانہ کہ سیارات و قمر (نور) سے سنبندہ تک ہوں اور طالع راس الحمل یا ثوابت تو
ہما سنکھوں میل دور سے اجزائے زمین کو خاص اس کی گود سے اچک لیتے تو چاہیئے کہ تمام
دینا کے ریگستانوں میں ریت کا ٹیلہ نہ رہا ہوتا سب کو ثوابت اڑا لے گئے ہوتے زمین کہ
ان کو جذب کر رہی ہے محال ہے کہ وہی دفع کرتی کہ دو ضدین مقتضائے طبع نہیں ہو سکتی
تو ثابت ہوا کہ جذب زمین غلط ہے بلکہ ہوا خفیف ہے اور ان میں جو اجزائے ہوائیہ ہیں
گرمی کے سبب اور لطیف ہو گئے اور اجزائے مایہ کہ ان میں مجوس ہیں ان میں بوجہ حرارت
خفت آگئی جوش دینے میں پانی کے اجزا اوپر اٹھتے ہیں لہذا اجزائے ہوائیہ انہیں
اڑا لے گئے کہ حقیقت طالب علو ہے تو بالضرورة ثقیل طالب سفلی ہے کہ الصند بالصنید ہی

خفیف

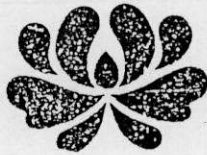
۱۱ تعریات شافیہ جز ثانی ص ۱۲ ۱۱ ۱۲ ص ۱۳ ۱۲ ص ۱۴ ۱۳ ص ۱۵ ۱۴ ص ۱۶ ۱۵ ص ۱۷ ۱۶ ص ۱۸ ۱۷ ص ۱۹ ۱۸ ص ۲۱ ۱۹ ص ۲۲ ۲۰ ص ۲۳ ۲۱ ص ۲۴ ۲۲ ص ۲۵ ۲۳ ص ۲۶ ۲۴ ص ۲۷ ۲۵ ص ۲۸ ۲۶ ص ۲۹ ۲۷ ص ۳۰ ۲۸ ص ۳۱ ۲۹ ص ۳۲ ۳۰ ص ۳۳ ۳۱ ص ۳۴ ۳۲ ص ۳۵ ۳۳ ص ۳۶ ۳۴ ص ۳۷ ۳۵ ص ۳۸ ۳۶ ص ۳۹ ۳۷ ص ۴۰ ۳۸ ص ۴۱ ۳۹ ص ۴۲ ۴۰ ص ۴۳ ۴۱ ص ۴۴ ۴۲ ص ۴۵ ۴۳ ص ۴۶ ۴۴ ص ۴۷ ۴۵ ص ۴۸ ۴۶ ص ۴۹ ۴۷ ص ۵۰ ۴۸ ص ۵۱ ۴۹ ص ۵۲ ۵۰ ص ۵۳ ۵۱ ص ۵۴ ۵۲ ص ۵۵ ۵۳ ص ۵۶ ۵۴ ص ۵۷ ۵۵ ص ۵۸ ۵۶ ص ۵۹ ۵۷ ص ۶۰ ۵۸ ص ۶۱ ۵۹ ص ۶۲ ۶۰ ص ۶۳ ۶۱ ص ۶۴ ۶۲ ص ۶۵ ۶۳ ص ۶۶ ۶۴ ص ۶۷ ۶۵ ص ۶۸ ۶۶ ص ۶۹ ۶۷ ص ۷۰ ۶۸ ص ۷۱ ۶۹ ص ۷۲ ۷۰ ص ۷۳ ۷۱ ص ۷۴ ۷۲ ص ۷۵ ۷۳ ص ۷۶ ۷۴ ص ۷۷ ۷۵ ص ۷۸ ۷۶ ص ۷۹ ۷۷ ص ۸۰ ۷۸ ص ۸۱ ۷۹ ص ۸۲ ۸۰ ص ۸۳ ۸۱ ص ۸۴ ۸۲ ص ۸۵ ۸۳ ص ۸۶ ۸۴ ص ۸۷ ۸۵ ص ۸۸ ۸۶ ص ۸۹ ۸۷ ص ۹۰ ۸۸ ص ۹۱ ۸۹ ص ۹۲ ۹۰ ص ۹۳ ۹۱ ص ۹۴ ۹۲ ص ۹۵ ۹۳ ص ۹۶ ۹۴ ص ۹۷ ۹۵ ص ۹۸ ۹۶ ص ۹۹ ۹۷ ص ۱۰۰ ۹۸ ص ۱۰۱ ۹۹ ص ۱۰۲ ۱۰۰ ص ۱۰۳ ۱۰۱ ص ۱۰۴ ۱۰۲ ص ۱۰۵ ۱۰۳ ص ۱۰۶ ۱۰۴ ص ۱۰۷ ۱۰۵ ص ۱۰۸ ۱۰۶ ص ۱۰۹ ۱۰۷ ص ۱۱۰ ۱۰۸ ص ۱۱۱ ۱۰۹ ص ۱۱۲ ۱۱۰ ص ۱۱۳ ۱۱۱ ص ۱۱۴ ۱۱۲ ص ۱۱۵ ۱۱۳ ص ۱۱۶ ۱۱۴ ص ۱۱۷ ۱۱۵ ص ۱۱۸ ۱۱۶ ص ۱۱۹ ۱۱۷ ص ۱۲۰ ۱۱۸ ص ۱۲۱ ۱۱۹ ص ۱۲۲ ۱۲۰ ص ۱۲۳ ۱۲۱ ص ۱۲۴ ۱۲۲ ص ۱۲۵ ۱۲۳ ص ۱۲۶ ۱۲۴ ص ۱۲۷ ۱۲۵ ص ۱۲۸ ۱۲۶ ص ۱۲۹ ۱۲۷ ص ۱۳۰ ۱۲۸ ص ۱۳۱ ۱۳۰ ص ۱۳۲ ۱۳۱ ص ۱۳۳ ۱۳۲ ص ۱۳۴ ۱۳۳ ص ۱۳۵ ۱۳۴ ص ۱۳۶ ۱۳۵ ص ۱۳۷ ۱۳۶ ص ۱۳۸ ۱۳۷ ص ۱۳۹ ۱۳۸ ص ۱۴۰ ۱۳۹ ص ۱۴۱ ۱۴۰ ص ۱۴۲ ۱۴۱ ص ۱۴۳ ۱۴۲ ص ۱۴۴ ۱۴۳ ص ۱۴۵ ۱۴۴ ص ۱۴۶ ۱۴۵ ص ۱۴۷ ۱۴۶ ص ۱۴۸ ۱۴۷ ص ۱۴۹ ۱۴۸ ص ۱۵۰ ۱۴۹ ص ۱۵۱ ۱۵۰ ص ۱۵۲ ۱۵۱ ص ۱۵۳ ۱۵۲ ص ۱۵۴ ۱۵۳ ص ۱۵۵ ۱۵۴ ص ۱۵۶ ۱۵۵ ص ۱۵۷ ۱۵۶ ص ۱۵۸ ۱۵۷ ص ۱۵۹ ۱۵۸ ص ۱۶۰ ۱۵۹ ص ۱۶۱ ۱۶۰ ص ۱۶۲ ۱۶۱ ص ۱۶۳ ۱۶۲ ص ۱۶۴ ۱۶۳ ص ۱۶۵ ۱۶۴ ص ۱۶۶ ۱۶۵ ص ۱۶۷ ۱۶۶ ص ۱۶۸ ۱۶۷ ص ۱۶۹ ۱۶۸ ص ۱۷۰ ۱۶۹ ص ۱۷۱ ۱۷۰ ص ۱۷۲ ۱۷۱ ص ۱۷۳ ۱۷۲ ص ۱۷۴ ۱۷۳ ص ۱۷۵ ۱۷۴ ص ۱۷۶ ۱۷۵ ص ۱۷۷ ۱۷۶ ص ۱۷۸ ۱۷۷ ص ۱۷۹ ۱۷۸ ص ۱۸۰ ۱۷۹ ص ۱۸۱ ۱۸۰ ص ۱۸۲ ۱۸۱ ص ۱۸۳ ۱۸۲ ص ۱۸۴ ۱۸۳ ص ۱۸۵ ۱۸۴ ص ۱۸۶ ۱۸۵ ص ۱۸۷ ۱۸۶ ص ۱۸۸ ۱۸۷ ص ۱۸۹ ۱۸۸ ص ۱۹۰ ۱۸۹ ص ۱۹۱ ۱۹۰ ص ۱۹۲ ۱۹۱ ص ۱۹۳ ۱۹۲ ص ۱۹۴ ۱۹۳ ص ۱۹۵ ۱۹۴ ص ۱۹۶ ۱۹۵ ص ۱۹۷ ۱۹۶ ص ۱۹۸ ۱۹۷ ص ۱۹۹ ۱۹۸ ص ۲۰۰ ۱۹۹ ص ۲۰۱ ۲۰۰ ص ۲۰۲ ۲۰۱ ص ۲۰۳ ۲۰۲ ص ۲۰۴ ۲۰۳ ص ۲۰۵ ۲۰۴ ص ۲۰۶ ۲۰۵ ص ۲۰۷ ۲۰۶ ص ۲۰۸ ۲۰۷ ص ۲۰۹ ۲۰۸ ص ۲۱۰ ۲۰۹ ص ۲۱۱ ۲۱۰ ص ۲۱۲ ۲۱۱ ص ۲۱۳ ۲۱۲ ص ۲۱۴ ۲۱۳ ص ۲۱۵ ۲۱۴ ص ۲۱۶ ۲۱۵ ص ۲۱۷ ۲۱۶ ص ۲۱۸ ۲۱۷ ص ۲۱۹ ۲۱۸ ص ۲۲۰ ۲۱۹ ص ۲۲۱ ۲۲۰ ص ۲۲۲ ۲۲۱ ص ۲۲۳ ۲۲۲ ص ۲۲۴ ۲۲۳ ص ۲۲۵ ۲۲۴ ص ۲۲۶ ۲۲۵ ص ۲۲۷ ۲۲۶ ص ۲۲۸ ۲۲۷ ص ۲۲۹ ۲۲۸ ص ۲۳۰ ۲۲۹ ص ۲۳۱ ۲۳۰ ص ۲۳۲ ۲۳۱ ص ۲۳۳ ۲۳۲ ص ۲۳۴ ۲۳۳ ص ۲۳۵ ۲۳۴ ص ۲۳۶ ۲۳۵ ص ۲۳۷ ۲۳۶ ص ۲۳۸ ۲۳۷ ص ۲۳۹ ۲۳۸ ص ۲۴۰ ۲۳۹ ص ۲۴۱ ۲۴۰ ص ۲۴۲ ۲۴۱ ص ۲۴۳ ۲۴۲ ص ۲۴۴ ۲۴۳ ص ۲۴۵ ۲۴۴ ص ۲۴۶ ۲۴۵ ص ۲۴۷ ۲۴۶ ص ۲۴۸ ۲۴۷ ص ۲۴۹ ۲۴۸ ص ۲۵۰ ۲۴۹ ص ۲۵۱ ۲۵۰ ص ۲۵۲ ۲۵۱ ص ۲۵۳ ۲۵۲ ص ۲۵۴ ۲۵۳ ص ۲۵۵ ۲۵۴ ص ۲۵۶ ۲۵۵ ص ۲۵۷ ۲۵۶ ص ۲۵۸ ۲۵۷ ص ۲۵۹ ۲۵۸ ص ۲۶۰ ۲۵۹ ص ۲۶۱ ۲۶۰ ص ۲۶۲ ۲۶۱ ص ۲۶۳ ۲۶۲ ص ۲۶۴ ۲۶۳ ص ۲۶۵ ۲۶۴ ص ۲۶۶ ۲۶۵ ص ۲۶۷ ۲۶۶ ص ۲۶۸ ۲۶۷ ص ۲۶۹ ۲۶۸ ص ۲۷۰ ۲۶۹ ص ۲۷۱ ۲۷۰ ص ۲۷۲ ۲۷۱ ص ۲۷۳ ۲۷۲ ص ۲۷۴ ۲۷۳ ص ۲۷۵ ۲۷۴ ص ۲۷۶ ۲۷۵ ص ۲۷۷ ۲۷۶ ص ۲۷۸ ۲۷۷ ص ۲۷۹ ۲۷۸ ص ۲۸۰ ۲۷۹ ص ۲۸۱ ۲۸۰ ص ۲۸۲ ۲۸۱ ص ۲۸۳ ۲۸۲ ص ۲۸۴ ۲۸۳ ص ۲۸۵ ۲۸۴ ص ۲۸۶ ۲۸۵ ص ۲۸۷ ۲۸۶ ص ۲۸۸ ۲۸۷ ص ۲۸۹ ۲۸۸ ص ۲۹۰ ۲۸۹ ص ۲۹۱ ۲۹۰ ص ۲۹۲ ۲۹۱ ص ۲۹۳ ۲۹۲ ص ۲۹۴ ۲۹۳ ص ۲۹۵ ۲۹۴ ص ۲۹۶ ۲۹۵ ص ۲۹۷ ۲۹۶ ص ۲۹۸ ۲۹۷ ص ۲۹۹ ۲۹۸ ص ۳۰۰ ۲۹۹ ص ۳۰۱ ۳۰۰ ص ۳۰۲ ۳۰۱ ص ۳۰۳ ۳۰۲ ص ۳۰۴ ۳۰۳ ص ۳۰۵ ۳۰۴ ص ۳۰۶ ۳۰۵ ص ۳۰۷ ۳۰۶ ص ۳۰۸ ۳۰۷ ص ۳۰۹ ۳۰۸ ص ۳۱۰ ۳۰۹ ص ۳۱۱ ۳۱۰ ص ۳۱۲ ۳۱۱ ص ۳۱۳ ۳۱۲ ص ۳۱۴ ۳۱۳ ص ۳۱۵ ۳۱۴ ص ۳۱۶ ۳۱۵ ص ۳۱۷ ۳۱۶ ص ۳۱۸ ۳۱۷ ص ۳۱۹ ۳۱۸ ص ۳۲۰ ۳۱۹ ص ۳۲۱ ۳۲۰ ص ۳۲۲ ۳۲۱ ص ۳۲۳ ۳۲۲ ص ۳۲۴ ۳۲۳ ص ۳۲۵ ۳۲۴ ص ۳۲۶ ۳۲۵ ص ۳۲۷ ۳۲۶ ص ۳۲۸ ۳۲۷ ص ۳۲۹ ۳۲۸ ص ۳۳۰ ۳۲۹ ص ۳۳۱ ۳۳۰ ص ۳۳۲ ۳۳۱ ص ۳۳۳ ۳۳۲ ص ۳۳۴ ۳۳۳ ص ۳۳۵ ۳۳۴ ص ۳۳۶ ۳۳۵ ص ۳۳۷ ۳۳۶ ص ۳۳۸ ۳۳۷ ص ۳۳۹ ۳۳۸ ص ۳۴۰ ۳۳۹ ص ۳۴۱ ۳۴۰ ص ۳۴۲ ۳۴۱ ص ۳۴۳ ۳۴۲ ص ۳۴۴ ۳۴۳ ص ۳۴۵ ۳۴۴ ص ۳۴۶ ۳۴۵ ص ۳۴۷ ۳۴۶ ص ۳۴۸ ۳۴۷ ص ۳۴۹ ۳۴۸ ص ۳۵۰ ۳۴۹ ص ۳۵۱ ۳۵۰ ص ۳۵۲ ۳۵۱ ص ۳۵۳ ۳۵۲ ص ۳۵۴ ۳۵۳ ص ۳۵۵ ۳۵۴ ص ۳۵۶ ۳۵۵ ص ۳۵۷ ۳۵۶ ص ۳۵۸ ۳۵۷ ص ۳۵۹ ۳۵۸ ص ۳۶۰ ۳۵۹ ص ۳۶۱ ۳۶۰ ص ۳۶۲ ۳۶۱ ص ۳۶۳ ۳۶۲ ص ۳۶۴ ۳۶۳ ص ۳۶۵ ۳۶۴ ص ۳۶۶ ۳۶۵ ص ۳۶۷ ۳۶۶ ص ۳۶۸ ۳۶۷ ص ۳۶۹ ۳۶۸ ص ۳۷۰ ۳۶۹ ص ۳۷۱ ۳۷۰ ص ۳۷۲ ۳۷۱ ص ۳۷۳ ۳۷۲ ص ۳۷۴ ۳۷۳ ص ۳۷۵ ۳۷۴ ص ۳۷۶ ۳۷۵ ص ۳۷۷ ۳۷۶ ص ۳۷۸ ۳۷۷ ص ۳۷۹ ۳۷۸ ص ۳۸۰ ۳۷۹ ص ۳۸۱ ۳۸۰ ص ۳۸۲ ۳۸۱ ص ۳۸۳ ۳۸۲ ص ۳۸۴ ۳۸۳ ص ۳۸۵ ۳۸۴ ص ۳۸۶ ۳۸۵ ص ۳۸۷ ۳۸۶ ص ۳۸۸ ۳۸۷ ص ۳۸۹ ۳۸۸ ص ۳۹۰ ۳۸۹ ص ۳۹۱ ۳۹۰ ص ۳۹۲ ۳۹۱ ص ۳۹۳ ۳۹۲ ص ۳۹۴ ۳۹۳ ص ۳۹۵ ۳۹۴ ص ۳۹۶ ۳۹۵ ص ۳۹۷ ۳۹۶ ص ۳۹۸ ۳۹۷ ص ۳۹۹ ۳۹۸ ص ۴۰۰ ۳۹۹ ص ۴۰۱ ۴۰۰ ص ۴۰۲ ۴۰۱ ص ۴۰۳ ۴۰۲ ص ۴۰۴ ۴۰۳ ص ۴۰۵ ۴۰۴ ص ۴۰۶ ۴۰۵ ص ۴۰۷ ۴۰۶ ص ۴۰۸ ۴۰۷ ص ۴۰۹ ۴۰۸ ص ۴۱۰ ۴۰۹ ص ۴۱۱ ۴۱۰ ص ۴۱۲ ۴۱۱ ص ۴۱۳ ۴۱۲ ص ۴۱۴ ۴۱۳ ص ۴۱۵ ۴۱۴ ص ۴۱۶ ۴۱۵ ص ۴۱۷ ۴۱۶ ص ۴۱۸ ۴۱۷ ص ۴۱۹ ۴۱۸ ص ۴۲۰ ۴۱۹ ص ۴۲۱ ۴۲۰ ص ۴۲۲ ۴۲۱ ص ۴۲۳ ۴۲۲ ص ۴۲۴ ۴۲۳ ص ۴۲۵ ۴۲۴ ص ۴۲۶ ۴۲۵ ص ۴۲۷ ۴۲۶ ص ۴۲۸ ۴۲۷ ص ۴۲۹ ۴۲۸ ص ۴۳۰ ۴۲۹ ص ۴۳۱ ۴۳۰ ص ۴۳۲ ۴۳۱ ص ۴۳۳ ۴۳۲ ص ۴۳۴ ۴۳۳ ص ۴۳۵ ۴۳۴ ص ۴۳۶ ۴۳۵ ص ۴۳۷ ۴۳۶ ص ۴۳۸ ۴۳۷ ص ۴۳۹ ۴۳۸ ص ۴۴۰ ۴۳۹ ص ۴۴۱ ۴۴۰ ص ۴۴۲ ۴۴۱ ص ۴۴۳ ۴۴۲ ص ۴۴۴ ۴۴۳ ص ۴۴۵ ۴۴۴ ص ۴۴۶ ۴۴۵ ص ۴۴۷ ۴۴۶ ص ۴۴۸ ۴۴۷ ص ۴۴۹ ۴۴۸ ص ۴۵۰ ۴۴۹ ص ۴۵۱ ۴۵۰ ص ۴۵۲ ۴۵۱ ص ۴۵۳ ۴۵۲ ص ۴۵۴ ۴۵۳ ص ۴۵۵ ۴۵۴ ص ۴۵۶ ۴۵۵ ص ۴۵۷ ۴۵۶ ص ۴۵۸ ۴۵۷ ص ۴۵۹ ۴۵۸ ص ۴۶۰ ۴۵۹ ص ۴۶۱ ۴۶۰ ص ۴۶۲ ۴۶۱ ص ۴۶۳ ۴۶۲ ص ۴۶۴ ۴۶۳ ص ۴۶۵ ۴۶۴ ص ۴۶۶ ۴۶۵ ص ۴۶۷ ۴۶۶ ص ۴۶۸ ۴۶۷ ص ۴۶۹ ۴۶۸ ص ۴۷۰ ۴۶۹ ص ۴۷۱ ۴۷۰ ص ۴۷۲ ۴۷۱ ص ۴۷۳ ۴۷۲ ص ۴۷۴ ۴۷۳ ص ۴۷۵ ۴۷۴ ص ۴۷۶ ۴۷۵ ص ۴۷۷ ۴۷۶ ص ۴۷۸ ۴۷۷ ص ۴۷۹ ۴۷۸ ص ۴۸۰ ۴۷۹ ص ۴۸۱ ۴۸۰ ص ۴۸۲ ۴۸۱ ص ۴۸۳ ۴۸۲ ص ۴۸۴ ۴۸۳ ص ۴۸۵ ۴۸۴ ص ۴۸۶ ۴۸۵ ص ۴۸۷ ۴۸۶ ص ۴۸۸ ۴۸۷ ص ۴۸۹ ۴۸۸ ص ۴۹۰ ۴۸۹ ص ۴۹۱ ۴۹۰ ص ۴۹۲ ۴۹۱ ص ۴۹۳ ۴۹۲ ص ۴۹۴ ۴۹۳ ص ۴۹۵ ۴۹۴ ص ۴۹۶ ۴۹۵ ص ۴۹۷ ۴۹۶ ص ۴۹۸ ۴۹۷ ص ۴۹۹ ۴۹۸ ص ۵۰۰ ۴۹۹ ص ۵۰۱ ۵۰۰ ص ۵۰۲ ۵۰۱ ص ۵۰۳ ۵۰۲ ص ۵۰۴ ۵۰۳ ص ۵۰۵ ۵۰۴ ص ۵۰۶ ۵۰۵ ص ۵۰۷ ۵۰۶ ص ۵۰۸ ۵۰۷ ص ۵۰۹ ۵۰۸ ص ۵۱۰ ۵۰۹ ص ۵۱۱ ۵۱۰ ص ۵۱۲ ۵۱۱ ص ۵۱۳ ۵۱۲ ص ۵۱۴ ۵۱۳ ص ۵۱۵ ۵۱۴ ص ۵۱۶ ۵۱۵ ص ۵۱۷ ۵۱۶ ص ۵۱۸ ۵۱۷ ص ۵۱۹ ۵۱۸ ص ۵۲۰ ۵۱۹ ص ۵۲۱ ۵۲۰ ص ۵۲۲ ۵۲۱ ص ۵۲۳ ۵۲۲ ص ۵۲۴ ۵۲۳ ص ۵۲۵ ۵۲۴ ص ۵۲۶ ۵۲۵ ص ۵۲۷ ۵۲۶ ص ۵۲۸ ۵۲۷ ص ۵۲۹ ۵۲۸ ص ۵۳۰ ۵۲۹ ص ۵۳۱ ۵۳۰ ص ۵۳۲ ۵۳۱ ص ۵۳۳ ۵۳۲ ص ۵۳۴ ۵۳۳ ص ۵۳۵ ۵۳۴ ص ۵۳۶ ۵۳۵ ص ۵۳۷ ۵۳۶ ص ۵۳۸ ۵۳۷ ص ۵۳۹ ۵۳۸ ص ۵۴۰ ۵۳۹ ص ۵۴۱ ۵۴۰ ص ۵۴۲ ۵۴۱ ص ۵۴۳ ۵۴۲ ص ۵۴۴ ۵۴۳ ص ۵۴۵ ۵۴۴ ص ۵۴۶ ۵۴۵ ص ۵۴۷ ۵۴۶ ص ۵۴۸ ۵۴۷ ص ۵۴۹ ۵۴۸ ص ۵۵۰ ۵۴۹ ص ۵۵۱ ۵۵۰ ص ۵۵۲ ۵۵۱ ص ۵۵۳ ۵۵۲ ص ۵۵۴ ۵۵۳ ص ۵۵۵ ۵۵۴ ص ۵۵۶ ۵۵۵ ص ۵۵۷ ۵۵۶ ص ۵۵۸ ۵۵۷ ص ۵۵۹ ۵۵۸ ص ۵۶۰ ۵۵۹ ص ۵۶۱ ۵۶۰ ص ۵۶۲ ۵۶۱ ص ۵۶۳ ۵۶۲ ص ۵۶۴ ۵۶۳ ص ۵۶۵ ۵۶۴ ص ۵۶۶ ۵۶۵ ص ۵۶۷ ۵۶۶ ص ۵۶۸ ۵۶۷ ص ۵۶۹ ۵۶۸ ص ۵۷۰ ۵۶۹ ص ۵۷۱ ۵۷۰ ص ۵۷۲ ۵۷۱ ص ۵۷۳ ۵۷۲ ص ۵۷۴ ۵۷۳ ص ۵۷۵ ۵۷۴ ص ۵۷۶ ۵۷۵ ص ۵۷۷ ۵۷۶ ص ۵۷۸ ۵۷۷ ص ۵۷۹ ۵۷۸ ص ۵۸۰ ۵۷۹ ص ۵۸۱ ۵۸۰ ص ۵۸۲ ۵۸۱ ص ۵۸۳ ۵۸۲ ص ۵۸۴ ۵۸۳ ص ۵۸۵ ۵۸۴ ص ۵۸۶ ۵۸۵ ص ۵۸۷ ۵۸۶ ص ۵۸۸ ۵۸۷ ص ۵۸۹ ۵۸۸ ص ۵۹۰ ۵۸۹ ص ۵۹۱ ۵۹۰ ص ۵۹۲ ۵۹۱ ص ۵۹۳ ۵۹۲ ص ۵۹۴ ۵۹۳ ص ۵۹۵ ۵۹۴ ص ۵۹۶ ۵۹۵ ص ۵۹۷ ۵۹۶ ص ۵۹۸ ۵۹۷ ص ۵۹۹ ۵۹۸ ص ۶۰۰ ۵۹۹ ص ۶۰۱ ۶۰۰ ص ۶۰۲ ۶۰۱ ص ۶۰۳ ۶۰۲ ص ۶۰۴ ۶۰۳ ص ۶۰۵ ۶۰۴ ص ۶۰۶ ۶۰۵ ص ۶۰۷ ۶۰۶ ص ۶۰۸ ۶۰۷ ص ۶۰۹ ۶۰۸ ص ۶۱۰ ۶۰۹ ص ۶۱۱ ۶۱۰ ص ۶۱۲ ۶۱۱ ص ۶۱۳ ۶۱۲ ص ۶۱۴ ۶۱۳ ص ۶۱۵ ۶۱۴ ص ۶۱۶ ۶۱۵ ص ۶۱۷ ۶۱۶ ص ۶۱۸ ۶۱۷ ص ۶۱۹ ۶۱۸ ص ۶۲۰ ۶۱۹ ص ۶۲۱ ۶۲۰ ص ۶۲۲ ۶۲۱ ص ۶۲۳ ۶۲۲ ص ۶۲۴ ۶۲۳ ص ۶۲۵ ۶۲۴ ص ۶۲۶ ۶۲۵ ص ۶۲۷ ۶۲۶ ص ۶۲۸ ۶۲۷ ص ۶۲۹ ۶۲۸ ص ۶۳۰ ۶۲۹ ص ۶۳۱ ۶۳۰ ص ۶۳۲ ۶۳۱ ص ۶۳۳ ۶۳۲ ص ۶۳۴ ۶۳۳ ص ۶۳۵ ۶۳۴ ص ۶۳۶ ۶۳۵ ص ۶۳۷ ۶۳۶ ص ۶۳۸ ۶۳۷ ص ۶۳۹ ۶۳۸ ص ۶۴۰ ۶۳۹ ص ۶۴۱ ۶۴۰ ص ۶۴۲ ۶۴۱ ص ۶۴۳ ۶۴۲ ص ۶۴۴ ۶۴۳ ص ۶۴۵ ۶۴۴ ص ۶۴۶ ۶۴۵ ص ۶۴۷ ۶۴۶ ص ۶۴۸ ۶۴۷ ص ۶۴۹ ۶۴۸ ص ۶۵۰ ۶۴۹ ص ۶۵۱ ۶۵۰ ص ۶۵۲ ۶۵۱ ص ۶۵۳ ۶۵۲ ص ۶۵۴ ۶۵۳ ص ۶۵۵ ۶۵۴ ص ۶۵۶ ۶۵۵ ص ۶۵۷ ۶۵۶ ص ۶۵۸ ۶۵۷ ص ۶۵۹ ۶۵۸ ص ۶۶۰ ۶۵۹ ص ۶۶۱ ۶۶۰ ص ۶۶۲ ۶۶۱ ص ۶۶۳ ۶۶۲ ص ۶۶۴ ۶۶۳ ص ۶۶۵ ۶۶۴ ص ۶۶۶ ۶۶۵ ص ۶۶۷ ۶۶۶ ص ۶۶۸ ۶۶۷ ص ۶۶۹ ۶۶۸ ص ۶۷۰ ۶۶۹ ص ۶۷۱ ۶۷۰ ص ۶۷۲ ۶۷۱ ص ۶۷۳ ۶۷۲ ص ۶۷۴ ۶۷۳ ص ۶۷۵ ۶۷۴ ص ۶۷۶ ۶۷۵ ص ۶۷۷ ۶۷۶ ص ۶۷۸ ۶۷۷ ص ۶۷۹ ۶۷۸ ص ۶۸۰ ۶۷۹ ص ۶۸۱ ۶۸۰ ص ۶۸۲ ۶۸۱ ص ۶۸۳ ۶۸۲ ص ۶۸۴ ۶۸۳ ص ۶۸۵ ۶۸۴ ص ۶۸۶ ۶۸۵ ص ۶۸۷ ۶۸۶ ص ۶۸۸ ۶۸۷ ص ۶۸۹ ۶۸۸ ص ۶۹۰ ۶۸۹ ص ۶۹۱ ۶۹۰ ص ۶۹۲ ۶۹۱ ص ۶۹۳ ۶۹۲ ص ۶۹۴ ۶۹۳ ص ۶۹۵ ۶۹۴ ص ۶۹۶ ۶۹۵ ص ۶۹۷ ۶۹۶ ص ۶۹۸ ۶۹۷ ص ۶۹۹ ۶۹۸ ص ۷۰۰ ۶۹۹ ص ۷۰۱ ۷۰۰ ص ۷۰۲ ۷۰۱ ص ۷۰۳ ۷۰۲ ص ۷۰۴ ۷۰۳ ص ۷۰۵ ۷۰۴ ص ۷۰۶ ۷۰۵ ص ۷۰۷ ۷۰۶ ص ۷۰۸ ۷۰۷ ص ۷۰۹ ۷۰۸ ص ۷۱۰ ۷۰۹ ص ۷۱۱ ۷۱۰ ص ۷۱۲ ۷۱۱ ص ۷۱۳ ۷۱۲ ص ۷۱۴ ۷۱۳ ص ۷۱۵ ۷۱۴ ص ۷۱۶ ۷۱۵ ص ۷۱۷ ۷۱۶ ص ۷۱۸ ۷۱۷ ص ۷۱۹ ۷۱۸ ص ۷۲۰ ۷۱۹ ص ۷۲۱ ۷۲۰ ص ۷۲۲ ۷۲۱ ص ۷۲۳ ۷۲۲ ص ۷۲۴ ۷۲۳ ص ۷۲۵ ۷۲۴ ص ۷۲۶ ۷۲۵ ص ۷۲۷ ۷۲۶ ص ۷۲۸ ۷۲۷ ص ۷۲۹ ۷۲۸ ص ۷۳۰ ۷۲۹ ص ۷۳۱ ۷۳۰ ص ۷۳۲ ۷۳۱ ص ۷۳۳ ۷۳۲ ص ۷۳۴ ۷۳۳ ص ۷۳۵ ۷۳۴ ص ۷۳۶ ۷۳۵ ص ۷۳۷ ۷۳۶ ص ۷۳۸ ۷۳۷ ص ۷۳۹ ۷۳۸ ص ۷۴۰ ۷۳۹ ص ۷۴۱ ۷۴۰ ص ۷۴۲ ۷۴۱ ص ۷۴۳ ۷۴۲ ص ۷۴۴ ۷۴۳ ص ۷۴۵ ۷۴۴ ص ۷۴۶ ۷۴۵ ص ۷۴۷ ۷۴۶ ص ۷۴۸ ۷۴۷ ص ۷۴۹ ۷۴۸ ص ۷۵۰ ۷۴۹ ص ۷۵۱ ۷۵۰ ص ۷۵۲ ۷۵۱ ص ۷۵۳ ۷۵۲ ص ۷۵۴ ۷۵۳ ص ۷۵۵ ۷۵۴ ص ۷۵۶ ۷۵۵ ص ۷۵۷ ۷۵۶ ص ۷۵۸ ۷۵۷ ص ۷۵۹ ۷۵۸ ص ۷۶۰ ۷۵۹ ص ۷۶۱ ۷۶۰ ص ۷۶۲ ۷۶۱ ص ۷۶۳ ۷۶۲ ص ۷۶۴ ۷۶۳ ص ۷۶۵ ۷۶۴ ص ۷۶۶ ۷۶۵ ص ۷۶۷ ۷۶۶ ص ۷۶۸ ۷۶۷ ص ۷۶۹ ۷۶۸ ص ۷۷۰ ۷۶۹ ص ۷۷۱ ۷۷۰ ص ۷۷۲ ۷۷۱ ص ۷۷۳ ۷۷۲ ص ۷۷۴ ۷۷۳ ص ۷۷۵ ۷۷۴ ص ۷۷۶ ۷۷۵ ص ۷۷۷ ۷۷۶ ص ۷۷۸ ۷۷۷ ص ۷۷۹ ۷۷۸ ص ۷۸۰ ۷۷۹ ص ۷۸۱ ۷۸۰ ص ۷۸۲ ۷۸۱ ص ۷۸۳ ۷۸۲ ص ۷۸۴ ۷۸۳ ص ۷۸۵ ۷۸۴ ص ۷۸۶ ۷۸۵ ص ۷۸۷ ۷۸۶ ص ۷۸۸ ۷۸۷ ص ۷۸۹ ۷۸۸ ص ۷۹۰ ۷۸۹ ص ۷۹۱ ۷۹۰ ص ۷۹۲ ۷۹۱ ص ۷۹۳ ۷۹۲ ص ۷۹۴ ۷۹۳ ص ۷۹۵ ۷۹۴ ص ۷۹۶ ۷۹۵ ص ۷۹۷ ۷۹۶ ص ۷۹۸ ۷۹۷ ص ۷۹۹ ۷۹۸ ص ۸۰۰ ۷۹۹ ص ۸۰۱ ۸۰۰ ص ۸۰۲ ۸۰۱ ص ۸۰۳ ۸۰۲ ص ۸۰۴ ۸۰۳ ص ۸۰۵ ۸۰۴ ص

میل طبعی ہے تو جاذبیت مہمل یہ اسی دلیل میں دوسری وجہ سے رد جاذبیت ہوا اگر کہیں اس حقیقت نے ہمیں کیوں نہ فائدہ دیا۔ حرارت نے اجزائے آب و ہوا کو ہلکا کیا لہذا ان پر جذب کم ہوا اور برابری ہوانے جس جذب زائد سے ان کو اوپر پھینکا جیسے پانی نے تیل کو۔

اقولے اولاً۔ کیا بخار اسی وقت اٹھتا ہے جب مثلاً پانی جہاں گرم ہوا تھا وہاں سے ہٹا کر ٹھنڈی جگہ لے جاؤ جہاں کہ ہوا کو اثر گرمی نہ پہنچا حاشا بلکہ وہ پیدا ہوتے ہی مٹا اٹھتا وہ حرارت کہ اس ہوا کو گرم کرے گی کیا اس کے برابر والی کو گرم نہ کرے گی خصوصاً تیز شمس کے پانی سے بخار اٹھنا کہ آفتاب نے قطعی برابر والی ہوا کو بھی اتنا ہی گرم کیا جتنا اسے پھر اس میں اجزائے مایہ ہونے سے وزن زائد۔

ثانیاً بالکل الٹی کہی تمہارے نزدیک تو جتنا جذب کم اتنا وزن کم (۱۵) تو خفت قلت جذب سے پیدا ہوتی ہے نہ کہ قلت جذب خفت سے۔ ثالثاً، وہی جو اوپر گزرا کہ مادہ بدستور بعد بدستور پیر حرارت سے جذب میں کیوں فتور کیا سبب ہوا کہ گرمی نے ہلکا کر دیا اگر یہ کہیں کہ حرارت بالبطع طالب علوی ہے ولہذا نار و ہوا اوپر جاتی ہیں اور برودت بالبطع طالب سفلی ہے ولہذا آب و خاک نیچے جھکتے ہیں تو ضرورت سے خفت پیدا ہوگی مگر یہ میل طبعی کا اقرار اور جاذبیت پر تلوار ہوگا۔

(۲) بسستم) جو منشر کے رابعہ میں گزرا کہ جذب زمین ہے تو اندر کی ہوا کا اوپر کو ابھارنا کیا معنی اور وہ اس قوت سے کہ صہا من کے بوجھ کو سہارا دے نہیں نہیں فنا کر دے کہ محسوس ہی نہ ہو۔



کا اسی خط پر پہاڑ وہیں قائم رہے گا اور رائی کا پلٹا اور جھکے گا کہ جذب زمین بقدر
 قرب بڑھے گا پہاڑ کا پلٹا ایک خفیف مقدار پر جانب قمر مائل ہو اور رائی کا
 اسی خط پر تو رائی یہیں قائم رہے گی اور پہاڑ کا پلٹا اونچا ہو گا کہ اس پر جذب قمر
 بڑھے گا اور اگر رائی کا پلٹا خط سے اس طرف اور پہاڑ کا اس طرف ہوا جب تو
 رائی کا پلٹا جھکنے اور پہاڑ کا پلٹا اونچا ہونے کی کوئی حد ہی نہ ہوگی زیادت کی ان صورتوں
 میں اگر کوئی غدر ہو تو رائی اور پہاڑ کے ہم وزن ہونے میں تو کلام کی گنجائش ہی نہیں
 کیا عقل سلیم اسے قبول کر سکتی ہے؟ اگر کہے جذب مساوی رہی پہاڑ خود وزنی ہے
 لہذا اسی کا پلٹا جھکے گا اقول اولاد دیکھو پھر (بولے) تمہارے یہاں وزن جذب سے پیدا
 ہوتا ہے (۱۵) جب دونوں طرف جذب مساوی ہو کر اثر جذب کچھ نہ پہاڑ
 میں وزن کہاں سے آیا ثانیہ اگر پہاڑ خود وزنی ہے تو کیا اس کا اور رائی کے دانے کا
 اتنا ہی فرق ہے کہ اس کا پلٹا جھکے نہیں، نہیں وہ یقیناً اپنے وزن ہی سے زمین پر نہیچکا
 اور جس طرح وہاں جھکنے میں جذب کا محتاج نہ تھا، زمین تک آنے میں بھی جذب کا محتاج
 نہ ہوگا بلکہ اس کے اپنے ذاتی وزن کی نسبت ہے اسے زمین پر لائے گی تو ثابت ہوا
 کہ جذب باطل ہے ورنہ رائی کا دانہ پہاڑ سے بھاری ہوا کہ یہ جاذبیت کی خوبی ہے اور
 میل لیجئے تو چاہے رائی اور پہاڑ کو آسمان ہفتم پر رکھ دیجئے ہمیشہ ان میں وہی نسبت
 رہے گی جو زمین پر ہے کہ ان کا میل ذاتی نہ بدلے گا۔

دوہست و دوم | اقول۔ دونوں بیاتوں کے اتفاق سے اعتدالین کی منسوب
 کو حرکت منتظمہ ہے اور ہم نمبر ۲۲ میں دلائل قاطعہ سے روشن کر چکے کہ وہ جاذبیت
 سے بن سکنا درکنار جاذبیت ہو تو ہرگز منتظمہ نہ رہے گی۔

معنی کیا واقع سے مثال نہ ہو سکتی مگر ہے یہ کہ واقعی نہ وہ۔ ان لوگوں کی خیال بندیاں ہیں۔
 ۱۲ منہ غفرلہ۔ * اقول وغیرہ پر جو بیزاری ہے وہ یہاں سے قوی ہے قلمی نسخوں میں اس طرح نہیں
 ہے۔ — عبد النعم عزیزی

اقول۔ میل کلی ہر سال ایک منتظم روش پر رو بکلی ہے
رو بست و سوم اسے بھی جاذبیت منتقل کر دے گی (۲۳)

اقول۔ جاذبیت ہو تو زمین کے پھلوں کا
رو بست و چہارم نظام منتقل ہو جائے اور ہر سال قطبین پر زمین
 زیادہ خالی ہوتی جائے۔

اقول۔ تقاطع اعتدالین کا نقطہ تقاطع چھوڑ کر اونچی
رو بست و پنجم ہو جائے۔

رو بست و ششم اقول۔ ہر سال قطر استوائی بڑھے۔

رو بست و ہفتم اقول۔ زمین کی یہ شکل ہو جائے ☁ یہ سب
 مطالب نمبر ۲۲ میں واضح ہوئے۔

دلائل نیوٹن ساز۔ جاذبیت گزار۔ رو بست و ہشتم
رو بست و ہشتم جب ترکیب اجسام اجزائے ثقیلہ بالطبع سے ہے اور اس کی تصریح خود
 نیوٹن ساز نے کی (۷) تو قطعاً جسم ثقیل بلا جذب جاذب خود اپنی ذات میں ثقیل
 ہے اور ثقیل نہیں مگر وہ کہ جانب ثقل جھکنا چاہے دو چیزوں میں جو زیادہ جھکے اُسے
 دوسری سے ثقیل تر کہیں گے تو ثابت ہو کہ یہ اجسام بذات خود بے جذب جاذب
 (ثقل ہے) اس سے زیادہ میل طبعی کا ثبوت اور جاذبیت کا ابطال کیا درکار
 ہے جس کا خود مختار جاذبیت نیوٹن کو اقرار ہے۔

اقول۔ ظاہر ہے کہ جذب زمین اگر ہو تو وہ نہیں مگر
رو بست و نہم ایک تحریک قسری اور ہر جسم میں قوتی ماسکے ہے۔ جسے
 حرکت سے اب ہے اور اس کا منشاء جسم کا ثقل وزن ہے (۷) تو زمین جسے جذب

کمرے گی اُس کا وزن جذب کی مقاومت کمرے گا تو ضرور وزن ذات جسم میں ہے اور وزن ہی وہ شئی ہے جس سے پٹا بھکتا ہے تو میل ثقل طبیعت کا مقتضی ہے تو جذب لغو و بے معنی ہے۔ و بعبارة اخیری۔

بدلتہ معلوم کہ اجسام اپنے جذب کو مختلف قوت چاہتے ہیں۔ پہاڑ اس قوت سے نہیں کھینچ سکتا جس سے رائی کا دانایہ اختلاف ان کی ثقل کا ہے۔ جسم جتنا بھاری ہے اس کے جذب کو اتنی ہی قوت درکار ہے (۱۷) کہ ثقل خود جسم میں ہے قوت جذب سے پیدا نہیں بلکہ قوت جذب کا اختلاف اس پر متفرع ہے ایسی میل طبعی ہے۔

دلائل بر بنائے اتحاد و اثر جذب = نمبر ۱۲ میں گزرا کہ چھوٹے بڑے بلکہ بھاری تمام اقسام اجسام پر اثر جذب یکساں ہے، اگر موافقت ہوا نہ ہوتی تو سب جسم ایک ہی رفتار سے اترتے اور ہیئت جدیدہ کو اُس پر اتنا وقت ہیکہ اسے مشاہدہ سے ثابت بتاتی ہے۔ مشاہدہ سے زیادہ اور کیا چاہئے؟ یہ دلائل اسی نمبر کی بنا پر ہیں۔

۱۳ سیم۔ اقول۔ اجسام کا نیچے آنا اگر جذب سے ہو اور اُس کا اثر سب پر یکساں ہو اور وزن اسی سے پیدا ہوتا ہے (۱۵) تو لازم ہے کہ تمام اجسام کا وزن برابر ہو، رائی اور پہاڑ ہم وزن ہوں۔ کانٹے، تیراز و پاٹ سب آلات وزن چھوٹے ہو جائیں۔ بازاروں کا نظام درہم برہم ہو جائے اگر کئے وزن جذب سے پیدا ہوتا ہے اور جذب بحسب مادہ مجذوب ہے (۱۶) تو جس میں مادہ زیادہ اُس پر جذب زیادہ اور جس پر جذب زیادہ اس کا وزن زیادہ۔ اقول۔ ادلاء ۱۱ مردود محض ہے کہ تقدم ثانیاً و اثر وزن سے کام نہیں چلتا۔ وزن زیادہ ہونے کی حقیقت یہ ہے کہ نیچے زیادہ جھکے جو زیادہ نہ جھکے جسم میں کتنا ہی بڑا ہو وزن میں زیادہ نہیں ہو سکتا۔ جیسے لوہے کا پیسہ اور پان سیر روٹی کے گالے اور زیادہ جھکنا بیزی رفتار کو مستلزم ظاہر ہے کہ مثلاً دس گز مسافت سے نیچے

سبب

معاذ

۱۶-۱۵

اتر نے والی دو چیزوں میں جو زیادہ جھکے گی اس مسافت کو زیادہ طے کرے گی کہ یہ مسافت جھکنے ہی سے قطع ہوتی ہے۔ جس کا جھکنا زیادہ اس کا قطع زیادہ تو اسی کی رفتار زیادہ اور ہیئت جدیدہ کہ چکی کہ جذب پر چھوٹے بڑے بلکہ بھاری میں مساوی رفتار پیدا کرتا ہے کہ خارج سے روک نہ ہو تو باقضاء جذب سب برابر اتریں تو جذب سب کو یکساں جھکاتا ہے اور یہی حامل وزن تھا تو روشن ہوا کہ جذب سب میں یکساں وزن پیدا کرتا ہے اور وزن نہیں، مگر جذب سے تو قطعاً تمام اجسام رائی اور پہاڑ ہموار ہوئے اس سے بڑھ کر اور کیا سفسطہ ہے۔ لاجرم جذب باطل بلکہ اجسام میں خود وزن ہے اور وہ اپنے میل سے آتے ہیں، جو بڑے ہیں چھوٹے سے زائد لہذا اس کی رفتار زائد۔

س د سی ویکم = اقول۔ ہر عاقل جانتا ہے کہ نیچے اترنے والے جسم کا ہوا کو زیادہ چیرنا زیادہ جھکنے کی بنا پر ہوگا، اگر اصلانہ جھکے اصلانہ چیرے گا کہ جھکے کم شق کہ چیرے گا زیادہ تو زیادہ لیکن ثابت ہو چکا کہ جذب سب اجسام کو برابر جھکاتا ہے تو سب ہوا کو برابر شق کرے گی پھر ہوا سے اختلاف کرنا دھوکا ہے تو واجب کہ رائی اور پہاڑ ایک ہی چال سے اتریں اور یہ جنون ہے۔ ہلکا بھاری کہنا محض مغالطہ ہے۔ بھاری وہ زیادہ جھکے جب کوئی آپ نہیں جھکتا سب کو جذب جھکاتا ہے اور وہ سب کو برابر جھکاتا ہے۔ تو نہ کوئی ہلکا ہے کہ ہوا پر کم دباؤ ڈالے نہ بھاری کہ زیادہ۔

س د سی و دو م۔ ہر عاقل جانتا ہے کہ مزاحمت طلب تھاوت سے ہوتی ہے جو چیز نیچے جھکنا چاہے اور تم اسے اُپر اٹھاؤ کہ مزاحمت کرے گی اور جو جتنا زیادہ جھکے گی زیادہ مزاحم ہوگی اور دو چیزیں کہ برابر جھکیں مزاحمت میں بھی برابر ہوں گی کہ مخالفت مساوی ہے اور ابھی ثابت ہو چکا کہ نیچے جھکنے میں تمام اجسام برابر ہیں تو کسی میں دوسرے سے زائد مزاحمت نہیں تو جس طاقت سے تم ایک پن سیرا اٹھا لیتے ہو اسی مخالفت زار سے پہاڑ کیوں نہ اٹھا لو اور اگر پہاڑ نہیں اٹھتا تو

مخالفت

کنکری کیسے اٹھالیتے ہو؟ اُس پر بھی تو جذب زمین کا ویسا ہی اثر ہے جیسا پہاڑ پر، یہاں تو ہوا کی روک کا بھی کوئی جھگڑا نہیں اور وزن کی گنا پرکٹ چکی کہ اُس میں وزن کے سوا کچھ باقی نہیں۔

سادسی و سووم۔ اقول۔ گلاس میں تیل ہوا اور پانی ڈالو۔ تیل کیوں اوپر آتا ہے اور جذب کا اثر تو دونوں پر ایک سا ہے اگر دھار کے صدر سے الیا ہوتا ہے تو پانی پر تیل ڈالنے سے پانی کیوں نہیں اوپر ہو جاتا۔

سادسی و چہارم۔ اقول۔ کنکری ڈوبتی ہے لکڑی تیرتی ہے۔ یہ کس لئے اثر تو یکساں ہے۔

سادسی و پنجم۔ اقول۔ اب بخار جاز بیت سے بخار نکالے گا اور دھواں اس کے دھوئیں بکھیرے گا یہ اوپر کیوں اٹھتے ہیں ہوا انھیں دباتی ہے یہ ہوا کیوں نہیں دباتے اثر تو سب پر برابر ہے۔ واجب کہ بخار و دخان زمین سے لپٹے رہیں بال بھر نہ اٹھیں۔

سادسی و ششم۔ اقول۔ پہاڑ گرے تو دور تک زمین کو توڑتا اُس کے اندر گھس جائے گا۔ یہ پہاڑ کی نہ اپنی طاقت ہے کہ اُس میں میل نہیں نہ اپنا وزن کہ وزن تو جذب سے ہوا۔ جذب کا اثر جیسا اُس پر ویسا ہی تم پر تم اوپر سے گر کر زمین میں کیوں نہیں دھنس جاتے۔ اگر کہئے اس کا سبب صدمہ ہے کہ پہاڑ سے زیادہ ہلکا ہے۔ اقول۔ صدمہ کو دو چیزیں درکار شدت ثقل و قوت رفتار اثر جذب کی مساوات دونوں کو اس میں برابر کر چکی کما عرفت پھر تفاوت کیا معنی۔ بالجملہ برابر استعمالے ہیں۔ یہ ہیں تحقیقات جدیدہ اور ان کے مشاہدات چشم دیدہ۔ دلائل و دلائل قوت الا بال اللہ العلی العظیم۔

دلائل بر بناء جذب کلی۔ ہم نمبر ۱۰۱ میں روشن کر آئے کہ جاذب طبعی پر مجذوب کو اپنی پوری قوت سے جذب کرتا ہے اور یہ کہ قوت غیر شاعہ کا جذب بحسب زیادت کافی کہ مجذوب زائد ہونا محض جہالت منسوط ہے اور ہیئت جذب

کے نزدیک ہر جسم میں اس کے مادے کے لائق ماسکہ ہے جس کو حرکت سے ابا ہے وہ اسی قدر محرک کی مزاحمت کرتا ہے۔ دلائل آئندہ کی انہیں روشن مقدمات پر بنا ہے اور وہیں ان کی آسانی کو تسلیم کر لیا ہے کہ ہر شئی کو کل کمرہ جاذب نہیں بلکہ مرکز تک اُس کا جتنا حصہ سطح مجذوب کے مقابل ہو کہ ساری زمین اپنی پوری قوت سے ہر شئی کو جذب کرے تو ان پر اور بھی مشکل ہو و لہذا بنسائی قوت جذب کے لئے مجذوبات کی سطح مواجہ زمین کی مساوات لی۔

کے مقابل

سادسی و ہفتم۔ اقول۔ بدایت معلوم اور بیانات جدیدہ کو بھی اقرار کہ ہوا اور پانی اُن میں اترنے والی چیزوں کی ان کے لائق مزاحمت کرتے ہیں۔ پُر اور کاغذ کی زائد اور لوہے اور پتھر کی کم یہ دلیل قاطع ہے کہ ان کا اترنا اپنا فعل ہے یعنی میل طبعی سے نہ فعل زمین کے اس کے جذب سے اس لئے کسی فعل میں مزاحمت جس پر فعل ہو رہا ہے اُس کی مخالفت نہیں، بلکہ جو فعل کر رہا ہے اس کے مقابلہ ہے۔ اب چار صورتیں ہیں۔

سے

مزاحم اگر فاعل سے قوی ہو اور فعل خلاف چاہے فعل واقع کرے گا اور صرف روک چاہے یا فاعل سے قوت میں مساوی ہو تو فعل ہونے نہ دے گا اور خفیف ہو مگر معتد بہ تو دیر لگائے گا یعنی فعل تو حسب خواہش فاعل ہو گا مگر بدیر اور معتد بہ کو اصل اثر مزاحمت ظاہر نہ ہو گا۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ زمین سے گز بھر اونچی ہوا آدھا گز بلکہ انگل بھر ہی اونچی پانی اجسام کی مزاحمت کرتے ہیں۔ کہاں ان کی ہستی اور کہاں ان کے مقابل۔ چار ہزار میل تک زمین جس کا ایک ٹکڑا ان کے برابر کا ہو ان سے کشافت و طاقت میں درجوں زائد ہے نہ کہ وہ پورا حصہ یقیناً یہ اس کے سامنے محض کالعدم ہیں۔ ہرگز اس کے فعل میں نام کو مزاحم نہیں ہو سکتے تو روشن ہوا کہ اجسام کا اترنا زمین کا فعل نہیں بلکہ خود اُن کا جن کی نسبت سے ہوا اور پانی چاروں قسم کے ہو سکتے ہیں۔

عکس

ہی

غیر

سادسی و ہشتم۔ اقول متغاطیس کی ذرا سی بٹیا اور کربا کا چھوٹا سادانہ

و آب

لوہے اور تنکے کو کھینچ لیتے ہیں اگر جذب زمین ہوتی تو ان سے مقابل چار ہزار میل
چھوڑو حصہ زمین ہے یہ خود ان جاذبوں کو اور ان سے ہزاروں حصے زائد کو یہ نہایت
آسانی کھینچ لے جائے۔ اُس کے سامنے ان کی کیا حقیقت تھی کہ یہ اس کے چھین کر
اپنے سے ملا لیتے۔ لاجرم قطعاً یہ زمین سے اتصال لوہے اور تنکے کا اپنا فعل تھا جس
پر مقناطیس و کربا کی قوت غالب آگئی۔

سادسی و نہم۔ اقول۔ پکا سیب ٹپک پڑتا ہے اور کچا اگرچہ حجم میں اس سے
زائد ہونہیں گئے تا اور شک نہیں کہ لوہے کا ستون جس کی سطح مواجہ اس سیب کے
برابر ہو اگرچہ دس ہزار من کا ہوزمین اُسے کھینچ لے گی۔ یہاں جس طاقت سے دس ہزار
من لوہے کا ستون با آسانی کھینچ آئے گا، کچے سیب کا شاخ سے تعلق نہ چھوٹ
سکے گا تو واجب کہ کچے پکے پھل سب یکساں ٹوٹ پڑیں لیکن ایسا نہیں ہوتا تو
یقیناً جذب زمین باطل بلکہ سب اپنے میل سے آتا ہے۔ پکے کا میل اس کے ضعیف
تعلق پر غالب آیا ٹوٹ پڑا۔ کچے کا اُس کے قوی تعلق پر غالب نہ آسکا اور اسی
سبب چھلک۔ اقول۔ آدمی کے پاؤں کی اتنی سطح ہے اُس مسافت کا ستون
آہیں دس ہزار گز ارتفاع کا آدمی کیا باقی کی قوت سے بھی نہ ہل سکے گا اور بوجہ
مساوات سطح مواجہ آدمی پر بھی جذب زمین اتنا ہی قوی ہے۔ تو واجب کہ انسان
کو قدم اٹھانا محال ہو دوڑتا تو بڑی بات۔ یوں ہی ہر جانور کا چلتا، پرند کا اڑنا،
سب ناممکن ہوا لیکن واقع ہیں تو جذب باطل۔

سادچھل و یکم۔ پانی اور تیل ہموزن لے کر گلاس میں تیل ڈالو اوپر سے
پانی کی دھار پانی نیچے آجائے گا۔ خود ہیئت جدیدہ کو مسلم کہ اس کی وجہ پانی کا
وزن ہونا ہے یہ کلمہ حق ہے کہ بے سمجھے کہدیا اور جاذبیت کا خاتمہ کر لیا ہمہ بنائے
جاذبیت ہرگز نہ پانی تیل سے وزنی نہیں۔ وزن جذب سے ہوتا ہے تو وزنی جس پر

جذب زیادہ ہو وہ اس پانی پر کم ہے کہ ایک کو وہ نسبت روغن زمین سے دور جسے تم نے
نمبر ۱۶ میں کہا تھا کہ ادھر کا پانی اگرچہ زمین سے متصل ہے نسبت زمین قمر سے دور ہے
دوسری دھار کی مساحت اس گلاس میں پھیلے ہوئے تیل سے کم تو اس کا جذب
چھوٹا کثرت مادہ سے وزنی بتاتے اس کا علاج ہموزن لینے نہ کر دیا بلکہ وہ پور پانی
پٹر نے بھی نہ پا کے گا تو تیل کو اُچھال دے گا تو ہر طرح پانی ہی کم وزنی ہے اور تیل پہلے
پہنچا تو اس پر واجب تھا کہ پانی اوپر ہی رہتا مگر جاذبیت ابطال کو نتیجہ ہی جانا
ہے۔ اب کوئی سبیل نہ رہی کہ سو اس کے کہ اپنے مزعوم نمبر یعنی اتحاد نقل و وزن
کو استغنیٰ دو اور کہو کہ اگرچہ پانی ہم وزن بلکہ کم وزن ہو نقل طبعی میں تیل سے زائد
ہے۔ لہذا اُس سے اسفل کا طالب ہے اور اُسے اعلیٰ کی طرف دافع اب ٹھکانے سے
آگئے اور ثابت ہوا کہ جاذب باطل و مہمل اور میل طبعی مستحل۔

ساد چھل و دوم۔ اقول۔ جذب زمین ہو تو واجب کہ جسم میں جتنا مادہ
کم ہو اسی قدر وزن زائد ہو اور جتنا زائد اسی قدر کم۔ مثلاً گز بھر مربع کاغذ کے
تختے سے گز بھر مکعب لوہے کی سیل بہت ہلکی ہو اور وہ سیل جس کی سطح مواجہ ایک گز
مربع اور ارتفاع سو گز ہے اور زیادہ خفیف ہو اور جتنا ارتفاع زائد اور لوہا کثیر
ہوتا جائے اتنا ہی وزن ہلکا ہوتا جائے یہاں تک کہ کاغذ کا تختہ اگر تولہ بھر کا تھا تو
وہ عظیم لوہے کی سیل رتی بھر بھی نہ ہو نہ رتی کا ہزاروں لاکھوں حصہ ہو وجہ سنئے
جسم میں جتنا مادہ زیادہ ماسکہ زیادہ اور جتنی ماسکہ زیادہ جاذب کی مزاحمت زیادہ
اور جتنی مزاحمت زیادہ اتنا ہی جذب کم اور جتنا جذب کم اتنا ہی وزن کم کو وزن
تو جذب ہی سے پیدا ہوتا ہے جو کم کھینچے گا کم جھکے گا اور کم جھکنا ہی وزن میں کمی ہونا
ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ جتنا مادہ زیادہ اتنا ہی وزن کم۔ بالجملہ ہر عاقل جانتا ہے کہ قوی
پر اثر ضعیف ہوتا ہے اور ضعیف پر قوی۔ جب دو چیزوں کے جاذب مساوی ہوں
اُن کی قوتیں (مادی ہوں گی اور مساوی قوتوں کا اثر اختلاف مادہ مجذوب سے
بالقلب بدلے گا یعنی مجذوب میں جتنا مادہ زائد اتنا اس پر جذب کم ہو گا۔

سوا سے تو

X

مساوی

لاجرم اتنا ہی وزن کم ہوگا اس سے بڑھ کر اور کیا استحالہ درکار ہے۔ بقیہ کلام رد
چوالیس میں آتا ہے۔

س دچہل و سوم۔ اقول۔ جذب جس طرح اوپر سے نیچے لانے کا سبب
ہوتا ہے نیچے سے اوپر اٹھانے کا مزاحم ہوتا ہے کہ جاذب کے خلاف پر حرکت
دینا ہے۔ پہلوان اور لڑکے کی مثال ردائز تالیس میں آتی ہے اور ثابت ہو چکا کہ
جتنا مادہ کم اتنا ہی جذب قوی تو واجب کہ ہزار گن ارتفاع والی لوہے کی ریل ایک
چٹکی سے اٹھ آئے۔ جیسے کاغذ کا تختہ اور کاغذ کا تختہ سو پہلوانوں کے ہلاکے نہ ہلے۔
جیسے وہ لوہے کی ریل۔ غرض جاذبیت سلامت ہے تو زمین و آسمان تہہ وبالا ہو کر
برہیں گے تمام نظام عالم منقلب ہو جائے گا۔

س دچہل و چہارم۔ اقول۔ واجب کہ وہ کاغذ کا تختہ اس ہزار گن ارتفاع
والی لوہے کی ریل سے بہت جلد اترے کہ جتنا مادہ کم اتنا ہی جذب زائد اتنا ہی
جھکنا زائد اور جتنا جھکنا زائد اتنا ہی اترنا جلد حالانکہ قطعاً اس کا عکس ہے تو واضح ہوا
کہ اترنا جذب سے نہیں بلکہ اُن کی اپنی طاقت سے جس میں مادہ زائد میل زائد تو جھکنا
زائد تو اترنا جلد ہر مزاحمت ہو کاغذ (ع ۱۳) اقول۔ اولاً ابھی ہم ثابت کر چکے
کہ ہوا میں اصلاً تاب مزاحمت نہیں۔ ثانیہ بالفرض ہو تو وہ باعتبار سطح مقابل ہوگی
جس کا مینا^۱ جدیدہ کو اعتراف ہے اور سطح مقابل مساوی دونوں پر مزاحمت ہو
یکساں اور کاغذ پر جذب اس ریل سے ہزاروں حصے زائد تو اس کا جلد اترنا واجب
اگر کہے جذب سے وزن بحسب مادہ پیدا ہوتا ہے جس میں جتنا مادہ زائد اسی قدر اس
میں وزن زیادہ پیدا ہوگا اسی قدر زیادہ چھکے گا کہ وزن موجب تسفل ہوگا۔ یہاں سے
نمبر ۲۴ تا ۲۴ کا جواب ہو گیا۔ اقول یہ محض ہوس خام ہے۔ اولاً کہ وزن جذب۔

۱۔ ط ۱۳۔ ہوا اجسام کو اترتے وقت موافق افازے کی مقدار متبادل کرتی ہے نہ کہ موافق ان کے وزن

کے مزاحمت ایک قدر کی گیند چھڑے کی یا لوہے کی ہو برابر ہوگی۔ ۱۲

سے پیدا ہو گا اس کی خفیف نہیں، مگر جھکنا کہ بلا واسطہ جذب کا اثر ہے۔ نہ یہ کہ جذب مادہ میں کوئی صفت جدید پیدا کرے جس کا نام وزن ہو اور حسب مادہ پیدا ہو اور اب وہ صفت جھکنے کا اقتضا کرے۔ وہاں صرف چار چیزیں ہیں مادہ اور اس کے موافق ماسکہ اور اس کے موافق مزاحمت اور چوتھی چیز مطابقت یعنی اثر جذب سے متاثر ہو کر جھکنا۔ پہلی تین چیزیں جذب سے نہیں صرف یہ چہارم اثر جذب ہے اور بلاشبہ خود جذب ہی کا اثر ہے۔ نہ کہ جذب نے تو نہ جھکایا بلکہ اس سے کوئی اور پانچویں چیز پیدا ہوئی وہ جھکنے کی مقتدی ہوئی ایسا ہوتا اور وہ پانچویں جسے اب وزن کہتے ہو اثر جذب سے محسب مادہ پیدا ہوتی تو یہاں دو سلسلے قائم ہوتے۔ اول جتنا مادہ زائد ماسکہ زائد تو مقاومت زائد تو اثر جذب کم ان میں کوئی جملہ ایسا نہیں جس میں کسی عاقل کو تامل ہو سکے اور اب یہ ٹھہرا جتنا مادہ زائد وزن زائد تو جھکنا زائد۔ دوم جتنا مادہ کم ماسکہ کم تو مقاومت کم تو اثر جذب زائد اور اب یہ ہو کہ جتنا مادہ کم وزن کم تو جھکنا کم نتیجہ یہ ہو کہ جتنا مادہ زائد اثر جذب کم اور جھکنا زیادہ اور جتنا مادہ کم اثر جذب زائد اور جھکنا کم تو جھکنا اثر جذب کا مخالف ہو کہ اُس کے گھٹنے سے بڑھتا اور بڑھنے سے گھٹتا ہے۔ کوئی عاقل اسے قبول کر سکتا ہے اثر جذب جھکنے کے سوا اور کس جانور کا نام تھا۔ اُس کا اثر شئی کو اپنی طرف لانا اور قریب کرنا ہے تو زیادت قرب اُس کی زیادت ہے۔ اور کمی کمی اور جب مجذب و اوپر ہو تو قرب نہ ہو گا مگر جھکنے سے تو زیادہ جھکنا ہی اُس کی زیادت ہے۔ اور کم جھکنا بھی اُس کی کمی نہ کہ عکس کہ بلاشبہ باطل ہے۔ ثانیاً بفرض غلط ایسی ہمہ بات باطل مان لی جائے تو اب بھی اُن تینوں تمہروں سے رہائی نہیں۔ اب نمبر ۴۳ کی یہ تقریر ہو گی کہ کاغذ کا تختہ اور وہ دس ہزار گزار ارتفاع والی لوہے کی سیل (تول) کانٹے کی ہموار ہوں۔ اقول وجہ یہ کہ جذب اختلاف مادہ مجذب سے بالقلب بدلے گا۔ یعنی جتنا مادہ زائد جذب کم کما تقدیم اور وزن جذب سے پیدا ہوتا ہے

(۱۵) اور مادہ جسم سے بالاستقامت بدلے گا۔ یعنی جتنا مادہ زائد وزن زائد جذب وزن کا سبب ہے۔ سبب جتنا ضعیف ہوگا سبب کم اور مادہ وزن کا محل ہے۔ محل جتنا وسیع ہوگا حال زیادہ۔ تو بحال اتحاد جاذب پر دو جسم میں وزن برابر رہے گا اگرچہ مادے کتنے ہی مختلف ہوں۔ لوہے کی سل میں بتقاضائے کثرت مادہ جتنا وزن بڑھنا چاہئے بتقاضائے ضعف جذب اتنا ہی گھٹنا لازم اور کاغذ کے تختے میں بوجہ قلت مادہ جتنا وزن گھٹنا چاہئے بوجہ قوت جذب اتنا ہی بڑھنا لازم کہ یہ ضعف و قوت اور وہ کثرت و قلت دونوں حسب مادہ ہیں۔ اسے دو رنگتوں سے سمجھو کہ ایک دوسرے سے دس گنا گہری ہے۔ گہری میں ایک گز کپڑا ڈبو یا اس پر دس گنا رنگ آیا ہلکی میں دس گز کپڑا ڈالا اس پر اکھرا رنگ آیا لیکن ہر گز پر ایک حصہ ہے تو مجموع پر دس حصے ہوا کہ اول کے برابر ہے۔ یوں ہی فرض کرو ایک حصہ جذب سے ایک حصہ مادہ میں ایک اس پر وزن پیدا ہونا ہے تو دس حصے جذب سے ایک حصہ مادہ میں دس سیر ہوگا اور ایک حصہ جذب سے دس حصے مادہ میں بھی دس سیر کہ حصہ جذب سے ہر حصہ مادہ میں ایک سیر ہے تو ایک حصہ مادہ میں دس جذب اور دس حصے مادہ میں ایک جذب سے حاصل دونوں میں دس سیر وزن ہوگا اور (۱۴) میں یہ کہا جائے گا کہ جس آسانی سے کاغذ کے تختے کو زمین سے اٹھا لیتے ہو اس ہزاروں گز ارتفاع والی آئینیں سل کو بھی اسی آسانی سے اٹھا سکو یا جس طرح وہ سل ہزار آدمیوں سے بھی نہیں سکتی کاغذ کا تختہ بھی جنبش نہ کھاسکے گا کہ دونوں کا وزن برابر ہے اور نمبر چوالیس میں یہ کہ کاغذ اور وہ آئینیں سل۔ دونوں برابر اتریں۔ اور لوازم سب باطل ہیں۔ لہذا جاذبیت باطل۔ غرض یہاں دو نظریے ہوئے ایک حقیقت پر بنائے جاذبیت کہ جسم میں جتنا مادہ زائد اتنا ہی وزن کم ہوگا اس باطل کے فرض پر یہ کہ جب جاذب مساوی ہوں تو سب چھوٹے بڑے اجسام ہموزن ہوں گے اور دونوں صریح باطل ہیں تو جاذبیت باطل۔

سرد چہل و پنجم۔ اقول۔ مساوی سطح کی تین لکڑیاں بلندی سے تالاب میں گرتی ہیں۔ ایک روئے آب پر رہ جاتی ہے۔ دوسری جیسے عود غرقہ نشیں ہوتی ہے۔ تیسری پانی کے نصف عمق تک ڈوب کر پھر اوپر آتی اور تیسری تہی ہے۔ یہ اختلاف کیوں؟ اس کا جواب کچھ نہ ہوگا، مگر یہ کہ ان کے مادوں کا اختلاف جس میں مادہ سب سے زائد تھا۔ تہ نشیں ہوئی جس میں سب سے کم تھا۔ روئے آب پر رہی اور متوسط متوسط مگر بہ بنائے جاذبیت اس جواب کی طرف راہ نہیں۔ حق حقیقت پر تو عکس لازم تھا کہ جس میں مادہ زائد اس پر جذب کم اور اسی کا وزن کم تو اس کو روئے آب پر رہنا چاہئے تھا اور جس میں مادہ سب سے کم اس کا تہ نشیں ہونا اور اس فرض باطل پر کہا جائے گا کہ مختلف مادوں پر مساوی جذب مساوی پیدا کرے گا پھر اختلاف کیوں؟

حقیقت

وزن

سرد چہل و ششم۔ اقول تیسری لکڑی کا نصف عمق سے آگے نہ بڑھنا کیوں؟ زمین جس قوت سے اُسے کھینچ کر لائی تھی۔ اب بھی اُسی قوت سے کھینچ رہی ہے کہ ہنوز منتہی تک دھول ہوا ملا آب کی مقاومت ردیم میں باطل ہو چکی اور ہو بھی تو وہ تو سطح آب سے ملتے ہی تھی۔ جب جاذب واحد مقاومت واحد بلکہ اب جذب اقویٰ ہے کہ زمین سے قرب بڑھ گیا اور مقاومت کم ہے کہ ملا آب آدھا رہ گیا تو آگے شق نہ کرنا کیا معنی۔ اگر کہئے اس کا پانی کے اندر جانا جذب زمین سے نہ تھا بلکہ اُس صدمہ کا اثر جو اُس کے گرنے سے پانی کو پہنچا پہلی لکڑی نے پانی کو اتنا صدمہ نہ دیا کہ اُسے شق کرتی۔ دوسرے نے پورا صدمہ دیا اور تہ تک پہنچی۔ تیسری متوسط تھی متوسط رہی۔ اقول اولاً جذب مان کر جانب اسفل حرکت کو جذب سے نہ ماننا سخت عجیب ہے۔ صدمہ اُس حرکت ہی نے تو دیا کہ زمین اُسے بقوت کھینچ کر لائی تھی اُسی قوت نے نصف پانی شق کیا آگے کیوں ٹھک رہی۔ اگر زمین میں یہیں تک لانے کی قوت تھی تو دوسری لکڑی کو کیسے تہ تک لے گئی۔ ثانیاً صدمہ کے لئے دو چیزیں درکار شدت ثقل متصادم

اور

X

اور اس کی قوت رفتار پتے کو کتنی ہی قوت سے زمین پر مار دیا کیسے ہی بھاری گولے کو
زمین پر آہستہ سے رکھ دو صدمہ نہ دے گا لیکن اگر گولے کو قوت سے زمین پر ٹکرو
صدمہ پہنچائے گا اور اس میں قوت رفتار کو شدت ثقل سے زیادہ دخل ہے
بندوق کی گولی جو کام دے گی اُس سے دس گنا سیما ہاتھ سے پھینک کر مارو
وہ کام نہیں دے سکتا۔

صورت مذکورہ میں جاذبیت کی بھیس سے قوت رفتار و شدت ثقل دونوں
میل طبعی کے ہاتھ یکے ہوئے ہیں۔ جب اجسام اپنی ذات میں ثقل رکھتے اور اپنی
قوت سے نیچے آتے ہیں اور وہ مختلف ہیں تو جس میں ثقل زائد اُس میں میل زائد
اُسی کی رفتار تیز اُسی کا صدمہ قوی اور کم میں کم اور وسط میں اوسط اور ہر بلے
جاذبیت حق حقیقت لیجئے تو پہلی میں مادہ سب سے کم تو اُس پر جذب سب سے
زائد تو اُسی کی رفتار قوی اور وہی زیادہ بھاری تو اُس سے صدمہ سب سے پہلے
آقوی پہنچنا تھا اور دوسری میں مادہ سب سے زائد تو جذب سب سے کم تو رفتار
سب سے ضعیف اور وزن سب سے ہلکا تو اُسی سے صدمہ نہ پہنچنا تھا اور اُس فرض
باطل پر سب پر اثر برابر پھر اختلاف صدمہ یعنی چہ۔

سر دچھل و ہفتم۔ اقول تو اس تیسری لکڑی کا ڈوب کر اچھلنا کیوں؟
اُس میں خود اپنے آنے کی میل نہیں (دعۃ) ورنہ لکڑیاں اڑتی پھرتیں نہ یہ زمین
کا دفع ہے کہ وہ تو جذب کر رہی ہے۔ نہ کسی کو کب کا جذب کہ وہ ہوتا تو جب
اُس سے قریب اور زمین سے دور تھی اور اس وقت گرنے نہ دیتا نہ کہ اُسی وقت
خاموش بیٹھا رہا جب زمین کھینچ کر اسے نصف آب تک لے گئی اور جاذبیت
ارض بوجہ قرب زیادہ ہو گئی اُس وقت جاگا اور اپنی مغلوب جاذبیت سے اوپر
لے گیا اور ایسا ہی تھا تو پہلی لکڑی اوپر کیوں نہیں اٹھا لیتا۔ پانی کے چیرنے سے
ہوا کا چیرنا آسان ہے۔ غرض کہ کوئی صورت نہیں سوا اس کے کہ پانی نے اُسے
اچھالا اور اپنی محل سے دفع کر کے اوپر لا ڈالا۔ پانی نہ ہوتا تو زمین تینوں کو کھینچ کر

اپنے سے ملا لیتی۔ اب سوال یہ ہے کہ پانی بھی تو زمین ہی کا جز ہے (عدہ ۱۸) تو وہ بھی جاذب ہوتا نہ کہ دافع اگر کہئے یہ دافع صدمہ کا جواب ہے۔ جسم کا قاعدہ ہے کہ دوسرا جسم جب اس سے مفاد مت کرتا ہے یہ اُس کو اتنی ہی طاقت سے دفع کرتا ہے جتنے زور کا صدمہ تھا یہ دفع زمین میں بھی ہے۔ گیند جتنے زور سے اس پر مارو اتنی ہی زور سے اوپر اُٹھے گی (بقول) اولاً صدمہ کا خاتمہ درپہر ہو چکا کہ حق حقیقت پر بالکل ہونا تھا اور فرض باطل پہ مساوی اور یہ کہ اُس کا ماننا میل طبعی پر ایمان لانا اور جاذبیت کو رخصت کرنا ہے اور جب صدمہ نہیں جواب کا ہے کا ثانیہ دوسری لکڑی نے تو اتنا صدمہ دیا کہ تہ تک شق کر گئی اتنی ہی قوت سے اُسے کیوں نہ دفع کیا۔

مثلاً پانی جو اُباد دفع چاہتا اور زمین جذب کر رہی ہے۔ یہ پانی اُس کی کیا مزاحمت کر سکتا نہ کہ اُس پر غالب آجائے اُس سے چھین کر اوپر لے جائے۔
 (رابعہ) پانی کو صدمہ تو اُس وقت پہنچا جب لکڑی اس کی سطح سے ملی اُس وقت جواب کیوں نہ دیا؟ اگر کہئے پانی لطیف ہے اس وقت تک گرنے والی لکڑی کی طاقت باقی تھی پانی شق کرتا مگر جب اس کی طاقت پوری ہوئی اُس وقت پانی نے جواب دیا۔ اقول لکڑی کی طاقت جذب زمین سے ہوتی تو نصف پانی تنگ جا کر تھک نہ رہتی ضرور جذب نہیں بلکہ لکڑی اپنی طاقت سے آئی جو اُس کی ہستی ہے پھر نصف پانی چیر سکی پھر پانی نے پلٹا دیا۔ بالجملہ اس سوال کا کوئی جواب نہیں سوا اس کے کہ یہ لکڑی پہلی لکڑی سے بھاری ہے۔ اُس نے اپنی متوترت طاقت سے نصف آب تک مداخلت کی مگر پانی سے ہلکی ہے اور ہر بھاری چیز اسفل سے اپنا اتصال چاہتی ہے۔ اُس سے ہلکی چیز اگر پہلے پہنچی ہوتی ہے اور یہ قدرت پائے تو اُسے اوپر پھینک کر خود وہاں مستقر ہوتی ہے۔ جیسے گلاس کے تیل اور پانی کی مثال میں گنرا۔ لہذا دوسری لکڑی کو نہ پھینکا کہ وہ پانی سے بھاری تھی اسفل اسی کا محل ہے تو ثانیہ ہو کہ ثقیل طالب اسفل ہے اور اقل طالب اسفل اسی کا

نام میل طبعی ہے۔ تو جاذبیت باطل و مہل یہ دو باتوں سے رد جاذبیت ہوا۔ ایک تو یہی دوسری یہ کہ ان میں خود وزن ہے جو جانب اسفل جھکاتا ہے جس پر اس اختلاف کی بنا ہے۔ پھر جاذبیت کے لئے اختصاراً قصر مسافت کیجئے تو وہی جملہ کافی ہے کہ بدائتہ معلوم کہ پہلی کا اوپر ٹھہرنا اور تیسری کا نصف آب تک جا کر پلٹنا دونوں باتیں قطعاً خلاف اصل مقتضے ہیں اور یہ نہیں مگر مزاحمت آب سے پانی نہ ہوتا تو یقیناً تینوں لکڑیاں تہہ تک پہنچتی اور بلاشبہ اس سے ہزار حصے زائد پانی فصل زمین کا مزاحم ہو سکتا تو قطعاً یہ اقتضائے زمین نہیں بلکہ خود ان لکڑیوں کی مختلف قوت — تو جاذبیت باطل و مہل اور میل طبعی مستعمل و الحمد للہ العلی العظیم الاجل فضل اللہ تعالیٰ سیدنا مولینا محمد و آلہ وصحبہ وسلم و بحل آمین۔

۱۰ مثل قدیم۔ بفضلہ تعالیٰ ردنا فریت میں وہ بارہ اور رد جاذبیت میں یہ سینتالیس فیض قدیر سے قلب فقیر پر فائز ہیں۔ نافریت پر تو کسی کتاب میں بحث اصلاً نظر سے نہ گزری۔ جاذبیت پر بعض کلام دیکھا گیا وہ صرف ایک دلیل جس کی ہم تو جیہ بھی کریں اور طرز بیان سے ایک کو تین کر دیں۔

۸ ساد چھل و ہشتہم۔ زمین میں جذب نہ ہو تو چاہئے کہ زمین کا کوئی جزہ اس سے جدا نہ کر سکیں کہ قوت زمین کا مقابلہ کون کرے (مفتاح الرصد) اقول اسی جذب کلی پر مبنی ہے کہ بر تقدیر جذب وہی قرینہ عقل تھا اور ہماری تقریرات سابقہ سے واضح کہ جتنا پارہ زمین لیا جائے اس میں اتنی قوت جذب ہے جس کا انسان مقابلہ نہیں کر سکتا کہ وہ اپنے مقابل کو اگرچہ ہزاروں

۹ من کا ہو بے تکلف کھینچ لے گا اور وہی پوری طاقت پر مقابل پر مصروف ہے تو نہ صرف جزو زمین بلکہ کسی پتے کا بھی زمین سے اٹھانا ناممکن ہے۔ قلت

۱۰ مادہ کے سبب وزن نہ رہی تو جذب کی قوت تو ہے تو دیکھو جس کا مقابلہ کرنا ہوگا ٹین کی ہلکی طشتری کو دو برس کا بچہ سہل سے اٹھا سکتا ہے لیکن اگر کوئی پہلوان دونوں ہاتھوں سے اسے مضبوط تھامے اپنے سینے سے ملائے ہے اب بچہ کیا

۱۱ ازل تو یہ وہ ہے جسے جو قوت پر ہمارے حاکمیت ہے
۱۲ جو کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

کمزور مرد بھی ہرگز اُسے نہیں ہلا سکتا

ساد چرہل و نہلم۔ زمین میں جذب ہو تو اُس کے اجزاء میں بھی ہو کہ طبیعت متحد ہے تو چاہئے کہ بڑے ڈھیلے کے نیچے چھوٹا ملا دیں اُس سے پھٹ جائے بلکہ بڑا خود ہی چھوٹے کو کھینچ لے (مفتاح الرصد) اقول اس کا ظاہر جواب یہ ہے کہ ایسا ہی ہوتا اگر زمین اُسے نہ کھینچتی۔ جذب زمین کے مقابل بڑے ڈھیلے کا جذب کیا ظاہر ہو مگر مقناطیس و کربا اس جواب کو قائم نہ رکھے گا۔ جذب زمین کے مقابل اُس کا جذب کیسے ظاہر ہوتا ہے۔ یوں ہی بڑے ڈھیلے کا ظاہر ہوتا اگر اس میں جذب ہوتا لیکن وہ ہرگز جذب نہیں کرتا تو زمین بھی جذب نہیں کرتی کہ طبیعت متحد ہے۔ (نفہم)

ساد پنجاہم۔ زمین نافریت کر کے بچ جاتی ہے۔ یہ حقیر چیزیں تو نہ بچ سکتیں اگر کہئے آفتاب ضرور ان کو جذب کرتا ہے مگر زمین بھی تو کھینچتی ہے اور یہ اس سے متصل اور آفتاب سے کموروں میل دور لہذا جذب زمین غالب آتا اور آفتاب انھیں نہیں اٹھا سکتا۔ ہم کہیں گے زمین کا اپنے اجزاء کو جذب ثابت ہے۔ دیکھو ابھی دو دلیل سابق (مفتاح الرصد) تندیل) کلام قدما میں ایک اور دلیل مذکور کہ جذب ہوتا تو چھوٹا پتھر جلد آتا (شرح تذکرہ و طوسی للعلامة الخضری) یعنی ظاہر ہے کہ جاذب کا جذب اضعف پر اقویٰ ہوگا تو چھوٹا پتھر جلد کھنچے۔ حالانکہ عکس ہے جس سے ظاہر کہ وہ اپنی میل طبعی سے گرتے ہیں جو بڑے میں زائد ہیں۔

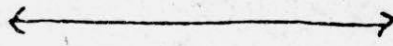
اقول۔ اضعف پر اقویٰ ہونا مساوی قوتوں میں ہے اور یہاں چھوٹے کا جاذب بھی چھوٹا ہے تو اتنے ضمیمہ کی حاجت ہے کہ دونوں کی سطح مواجہہ زمین مساوی ہو۔ اب حق حقیقت پر یہ بعینہ رد جواب الیس ہوگا اور اُس فرض باطل

۱۔ یہ نوٹ الرضا نیز سے لکھا جائے جس میں ایک نواب صاحب سے مکالمہ ہے (الرضا

کتاب یہ مکالمہ مل نہ سکا) عبدالنعم عزیز

علا اگر آفتاب زمین کو کھینچتی تو چھوٹے پتھر اور اجڑا تو زمین پر نہ پڑتا

پر اتنا بھی کافی نہ ہو گا کہ چھوٹا اب بھی جلد نہ آئے گا بلکہ برابر کما رہا۔ اب یہ صورت
 یعنی ہوگی کہ بڑا ارتفاع میں ہزار گنا اور سطح مواجہہ میں مثلاً آدھا ہے۔ اب یہ
 اعتراض پورا ہو گا کہ چھوٹے کا جاذب بڑا ہے۔ فرض کرو بڑے میں دس حصے
 مادہ ہے اور چھوٹے میں ایک حصہ۔ اگر سطح مواجہہ برابر ہوتی دونوں میں ۱۰
 سیر وزن ہوتا جس کی تقریر گزری۔ لیکن چھوٹے کی سطح مواجہہ دو چند ہے تو
 بڑے میں ۱۰ سیر وزن ہو گا اور چھوٹے میں بیس سیر لہذا اسی کا چلید آنا لازم۔
 حالانکہ قطعاً اس کا نصف ہے تو جاذبیت باطل و جرات ہے اور میل لمبی کامیڈ
 ہموایصاف ہے۔ واللہ بجا نہ و تعالیٰ اعلم۔



فصل سوم حرکت زمین کے ابطال پر

اور ۴۳ دلائل



بارہ زونا فریت اور پچاس جاذبیت پر سب حرکت زمین کے رد تھے کہ
 اُس کی گاڑی بے ان دو پیسوں کے نہیں چل سکتی تو یہاں تک ۶۲ دلیلیں مذکور ہوئیں
 (دلیل ۶۳) اقول۔ تمام عقلائے عالم اور مینات جدیدہ کا اجماع
 ہے کہ معدل النہار و منطقۃ البروج دونوں مساوی دائرے ہیں۔ نتیجہ (ع ۳۱)
 جتنے سماوی وارضی کرے ہیئت قدیمہ و جدیدہ میں بنتے ہیں سب اس پر شاہد
 ہیں لیکن منطقہ کو مدار زمین مان کر یہ ہرگز ممکن نہیں۔ معدل تو بالاجماع مقعر سماوی
 پر ہے (ع ۳۲) اگر منطقہ نفس مدار پر رکھو جیسا اصول الہیئت کا زعم ہے (ع ۳۳)
 جب تو ظاہر کہاں ہے صرف انیس کروڑ میل کا ذرا سا قطر اور کہاں مقعر سماوی کا
 قطر اربوں میل سے زائد جو آج تک اندازہ ہی نہیں ہو سکا اور اگر حسب بیان

حدائق مدار کو متعسر سماوی پر لے جاؤ یعنی اس کا موازی وہاں بنا کر اُس کا نام
منطقہ رکھو جب بھی تساوی محال کہ اس مقعر کا مرکز مرکز زمین ہے (۲۷) X
اور یہی مرکز معدل (۲۸) تو معدل عظیم ہے لیکن مرکز مدار کا مرکز زمین
سے اتحاد محال تو منطقہ ضرور تنا دائرہ صغیرہ ہے کہ عظیم ہوتا تو اُس کا مرکز
مرکز مقعر ہوتا۔ (فائدہ ۳۱) اور صغیرہ عظیمہ کی مساوات محال تو منطقہ
کو مدار زمین ماننا قطعاً باطل خیال (دلیل ۶۳) تمام عقلائے عالم اور بیات
جدیدہ کا اجماع ہے کہ معدل و منطقہ کا مرکز ایک ہے (نتیجہ ۲ نمبر ۳) جتنے
سماوی وارضی کرے ہیں قدیمہ و جدیدہ میں بنتے ہیں۔ سب اس پر شاہد
ہیں لیکن مدار پر دو زمین مان کر یہ بلا محال کہ مرکز منطقہ تو مرکز مدار ہے۔ X
اور اب مرکز معدل کہ مرکز زمین ہے۔ محیط مدار پر ہوگا۔ دائرہ مرکز و محیط کا
انطباق کیسا جہل شدید ہے (دلیل ۶۵)

دلیل ۶۵ | اقول تمام عقلائے عالم اور بیات جدیدہ کا اجماع ہے کہ معدل
و منطقہ کا تقاطع تنا صاف پر ہے (۳۱) جتنے سماوی وارضی کرے بیات
قدیمہ و جدیدہ میں بنتے ہیں سب اس پر شاہد ہیں لیکن زمین دائرہ ہو تو
تنا صاف محال کہ مرکز ایک نہ رہے گا لا جرم دائرہ زمین باطل (دلیل ۶۶) ۳۱
اقول ان سب سے خاص تر عقلائے عالم اور ہیں جدیدہ کا اجماع ہے کہ

۱۔ اقول تساوی و اتحاد و مرکز میں عموم و خصوص من وجہ ہے۔ مدارین متساوی ہیں اور
اتحاد مرکز نہیں اور سطح معدل و خط استوا متحدہ مرکز میں اور تساوی نہیں ہر کرہ کے عظیمین
متساوی بھی نہیں اور متحدہ مرکز بھی اور یہ دونوں تنا صاف سے عام مطلقاً ہیں۔ جب تنا صاف
ہوگا تساوی و اتحاد مرکز ضرور ہوں گے کہ چھوٹے بڑے یا مختلف مرکز دائرے تنا صاف نہیں
ہو سکتے اور تساوی یا اتحاد مرکز ہو تو تنا صاف درکنار۔ تقاطع بھی ضرور نہیں۔ جیسے مدارین یا
معدل و خط استوا۔ ہاں تساوی و اتحاد مرکز کا اجتماع دائرہ کرہ میں تنا صاف کا متساوی ہے۔ تمام

معدل و منطقہ دونوں کمرے سماوی حقیقی یا مقدر کے دائرہ عظیم ہیں (۲۸، ۲۹، ۳۰) جتنے سماوی و ارضی کمرے ہیئت قدیمہ و جدیدہ میں بنتے ہیں۔ سب ہیئت قدیمہ و جدیدہ میں بنتے

ہیں۔ سب اس پر شاہد ہیں لیکن دورہ زمین پر یہ بوجہ نامکن کہ نہ تساوی نہ اتحاد مرکز نہ تناسف تو دورہ زمین قطعاً باطل۔ (اقول دلیل) تمام عقلا کے عالم اور ہیئت جدیدہ کا اجماع ہے کہ معدل و منطقہ دائرہ تخصیہ ہے۔

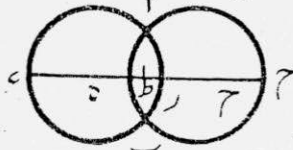
(ع ۳۱) جتنے سماوی و ارضی کمرے ہیئت قدیمہ و جدیدہ میں بنتے ہیں سب اس پر شاہد ہیں لیکن زمین دائرہ ہوتو ان میں کوئی شخص نہ رہے گا (دیکھو ۳۱، ۳۲)

تو زمین کا دورہ باطل۔ دلیل ۶۸ اقول تمام عقلا کے عالم اور ہیئت جدیدہ کا اجماع ہے کہ بارہ برج متساوی ہیں۔ ہر برج تیس درجے (۲۹) جتنے

سماوی کمرے ہیئت قدیمہ و جدیدہ میں بنتے ہیں سب اس پر شاہد ہیں لیکن منطقہ کو ملا زمین مان کر چھ برج ۴۔ ۴ درجے کے ہو جائیں گے اور چھ صرف ۲۔ ۲ کے رہیں گے۔ اس کا بیان دو مقدموں میں واضح ہے۔

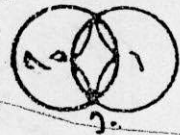
مقدمہ ۱۔ اقول دو متساوی دائروں میں جب ایک دوسرے کے مرکز پر گذرا ہو واجب کہ وہ دوسرا بھی اس کے مرکز پر گذرے

ابح کے اب، اگر مرکزہ پر گذرا ہے۔ ضرور اس کا مرکز رہے جس پر اب گذرا ہے ورنہ اگر کا ہو تو اس کا نصف قطر طہ یا ح ہو تو ح نصف قطر اب یعنی ر ح کے مساوی ہو۔ بہر حال جزو کل برابر ہوں۔



* جب دو مساوی دائرے مرکز واحد پر ہوں گے ضرور متناصف ہوں گے۔ وبالعکس یہ تینوں ایک کمرہ کے دائرہ عظام ہونے سے عام مطلقا ہیں۔ ایک کمرہ کے دو عظیم قطعاً متساوی بھی ہوں گے اور متحدہ مرکز بھی اور متناصف بھی اور سخن کمرہ میں مرکز واحد پر دو متساوی دائرے متناصف ہوں گے اور عظیم نہیں۔ ان دلائل میں عام سے خاص کی طرف باقی اگلے صفحہ پر *

مقدمہ ۲۔ اقول جب متساوی دائرے ایک دوسرے کے مرکز پر گزرے ہوں اُن کا تقاطع تثلیث ہوگا۔ یعنی ہر ایک کی قوس کہ دوسرے کے اندر پڑے گی۔ ثلث دائرہ ہوگی اور جتنی باہر رہے گی دوثلث



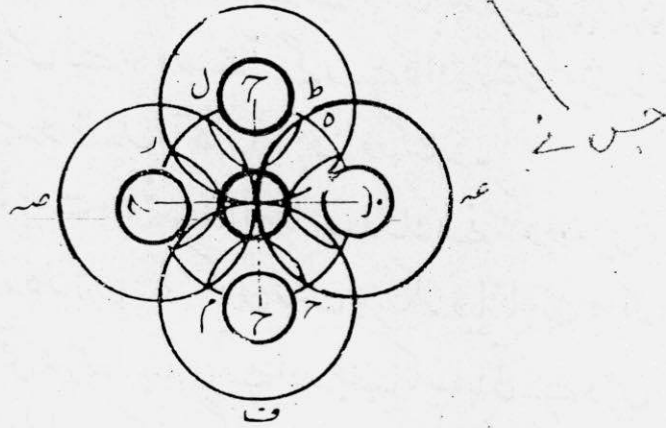
مرکزین ۵، ۶ نقطتین تقاطع ا، ب نیک خطوط ملائیم کہ سب
نصف قطر اور ۴ مساوی قوتوں ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵

لاجرم ہر قوس ۶۰ درجے رہے کہ نصف قطر وتر نہیں مگر سدس درجہ کا تو
اہب، ارب ہر ایک ۱۲۰ درجے ہے اور احب، ارب ہر ایک ۲۴۰ درجے -
ہے۔ یہاں پہلا دائرہ معدل ہے دوسرا منطقہ راس المحل ب راس المیزان،
سرطان و جدی تو محل سے سنبھلے تک چھ برج کہ قوس ارب میں ہے ۴۰-۴۴
درجے کے ہوئے اور میزان سے حوت تک چھ برج کہ قوس اہب میں ہیں ۲۴-۲۸
درجے کے اس کا قائل نہ ہوگا مگر مجنون تو دورہ زمین شمرہ جنون کو پرنیکس
کی تقلید سے مان بیٹھے اور آگایچھا کچھ نہ دیکھا کہ وہ تمام ہیئت کا دفتر الٹ
دے گا۔ دلیل ۱۶۹ قول تمام عقلائے عالم اور ہیئت جدیدہ کا اجماع
ہے کہ مبادرت اعتدالین ایک بہت حقیف حرکت ہے کہ ایک سال کامل
میں پورا ایک دقیقہ بھی نہیں۔ ۵۰۲ ہے (۲۲ع) بچیس ہزار آٹھ سو ستتر برس
میں دورہ پورا ہوتا ہے (۳۲ع) لیکن اگر زمین منطقہ پر دائرہ ہے تو واجب کہ
ہر سال دورہ پورا ہو جایا کرے تقاطع کا نقطہ ہر سہ ماہی میں تین برج طے

* ترقی ہے کہ بیانات جدیدہ نے بھی معدل و منطقہ کی تسادی مانی ہے اور اس سے دورہ زمین باطل بلکہ اس سے بھی من و جہ خاص تر اتحاد مرکز مانا ہے بلکہ ان سے بھی خاص تر تناسف بلکہ سب سے خاص تر عظام ہونا۔ ۱۲ منہ غفرلہ

کمر لیا کرے وہ حرکت کہ اکثر برس میں بھی ایک درجہ نہیں چل سکتی ہر روز ایک درجہ اڑے۔

اب ج کہ منطقہ البروج ہے۔ مرکز نون پر جب زمین نقطہ آپر کھی معدل دائرہ سہ ہوا تحتہ منطقہ کوہ راس المحل راس المیزان پر قطع کیا۔



جب زمین نقطہ ب پر آئی معدل دائرہ عہ ہوا اور ح راس المحل ط راس المیزان۔ جب زمین ح پر آئی معدل دائرہ ق ہوا اور ح راس المحل ک راس المیزان۔ جب آ پر آئی معدل صہ ہوا اور ل راس المحل م راس المیزان ان چاروں دائروں نے منطقہ کو بارہ مساوی حصوں پر تقسیم کیا۔ مثلاً منطقہ کی قوس اب ربع دور ہے اور حکم مقدمہ ثانیہ تقاطع دائرہ عہ سے قوس آ ۶۰ درجے تو ب ۵۰ درجے یوں ہی تقاطع دائرہ عہ سے ب ۶۰ درجے تو آ ۳۰ درجے لاجرم بیچ میں ۵۰ درجے بھی ۳۰ درجے اسی طرح ہر رابع میں پس بالضرورت چاروں بار کے راس المحل ۵ ح ی ل میں ۹۰ درجے کا فاصلہ تو ہر سال راس المحل تمام منطقہ پر دورہ کر آیا اور ہر سہ ماہی میں تین برج چلا ہر روز ایک درجہ بڑھ کر اس سے جہالت اور کیا ہوگی تو دورہ زمین قطعاً باطل۔ دلیل ۷۰ اقول تمام عقلا کے عالم اور ہیئت جدیدہ کا اجماع ہیکہ

کہ حاصل نسبت ۷۱۳ ۷۱۲ ہے ۱۲ منہ غفرلہ

کیسا

اس مدار پر دورہ کرنے والا (شمس ہویا زمین) سال بھر میں تمام برج میں
ہو آتا ہے لیکن اگر یہ مدار زمین کا ہے تو ایک برج کیا ایک درجہ کیا ایک
درجہ چلنا محال۔ جب زمین آپر تھی اس المحل ۵ تھا تو آگے ۶۰ درجے اس سے
پہنچے اس الدلو تھا جب زمین با پر آئی اب اس المحل ۵ ہے۔ یہ بھی
۶۰ سے ہی درجے آگے ہے تو ضرورت اس الدلو ہے یوں ہی زمین جہاں
ہوگی اس المحل اس سے ۶۰ درجے آگے رہے گا اور زمین ہمیشہ اس الدلو
ہی پر رہے گی تو برج میں انتقال نہ ہونا درکنار۔

اور پھر تو جاذبیت و نافذیت اسباب وزن نے سکون زمین ثابت کیا
تھا۔ یہاں خود دورہ زمین نے سکون زمین برہن کر دیا ثابت ہوا کہ ابتدائے
آفرینش میں جہاں تھی وہیں اب بھی ہے اور جب تک باقی ہے وہیں رہے گی
اس سے زیادہ تاہر دلیل اور کیا ہوگی کہ دورہ مانتا ہی ساکن منوا چھوڑے۔
اہل ہیئت جدیدہ تقلید کو پرنٹس کے نشے میں ان عظیم خرابیوں سے غافل رہے
تو رہے عجب کہ آج تک ان کے رد کرنے والوں کو بھی یہ آفتاب سے زیادہ روشن
دلائل خیال میں نہ آئے دور کی باتیں بلکہ دور از کار باتیں بھی لکھا کئے فریقین
کا اس طرف خیال ہی نہ گیا کہ منطقہ کو مدار زمین مانتے ہی تمام ہیئت کا پٹا الٹ
جائے گا۔

(دلیل ۱) اقول جب ۵ اس المحل اور زمین ط اس الدلو پر ہے تو
ضرور ط اس المحل ہے۔ جب زمین ط پر آئی اور اس المحل ہمیشہ ۶۰ درجے
اس سے آگے ہوگا تو اس المحل اس المحل کے بیچ میں ایک اور برج
برج ہوا۔ لازماً ہوگا

(دلیل ۲) جب ۵ پر آئی کہ اس المحل تھا تو اس المحل سے اس المحل ۶۰
درجے آگے ہوا۔

(دلیل ۷۳) جب بت پر آئی کہ راس الثور تھا محل کہ اس سے ۳۰ درجے سمجھے تھا ۶۰ درجے آگے ہو گیا والی ہذا القیاس (دلیل ۷۴) ہر برج راس الحمل سے کبھی آگے ہو گا کبھی پیچھے کہ راس الحمل سال میں ۱۲ برج پر دورہ کرے گا تو بروج شمالی و جنوبی کی کوئی یقین نہ رہی سب شمالی اور اور سب جنوبی اور ہر برج ایک وقت نہ شمالی نہ جنوبی جبکہ راس الحمل اسی پر ہو۔
(دلیل ۷۵) چاروں فصلوں کی تعیین باطل ہو گئی۔

(دلیل ۷۶) جب زمین ط پر آئی کہ راس الحوت ہے اور راس الحمل اس سے ۶۰ درجے آگے ہے اور شک نہیں کہ اس سے ۳۳ درجے آگے راس الحمل ہے تو دو راس الحمل ہوئے تو دور راس المیزان ہوئے تو دو دائروں کا تقاطع چار جگہ ہوا اور یہ محال ہے۔ دائرے دو جگہ سے زیادہ تقاطع نہیں کر سکتے (اقلیدس مقالہ ۳۳ شکل ۱۰) بالجملہ صمد ہا (ستحالہ) ہیں۔ دیکھو دورہ زمین ماننے نے کیا کیا آفت جوتی تمام ہیأت دریا برد و گاو و خور و کمر دی۔

(دلیل ۷۷) اقول تمام عقلا کے عالم و ہیأت جدیدہ کا اجماع ہے کہ معدل سے منطقہ کا میل کلی بتانے والا دائرہ جسے دائرہ میلہ کہتے ہیں ایک متعین دائرہ ہے جس کی قوس کہ ان کے متصف محل تقاطع پر گزرتی ہے خود ایک مقدار معین رکھی ہے نہ یہ کہ چھوٹی بڑی قوسیں (محتمل) ہوں جن سے میل کی تحدید نہ ہو سکے لیکن اگر منطقہ مدار زمین ہے تو ایسا ہی ہوگا اور تحدید میل ناممکن ہوگی اس تحدید کے لئے ضروری ہے کہ وہ دونوں دائرے برابر ہوں کہ تیسرا ان کا مساوی ان کے اقطاب پر گزارا جائے اور وہ میل بتائے اگر متقاطع دائرے چھوٹے بڑے ہوں تو میلہ کی تعیین کہاں سے آئے گی۔ چھوٹے کے برابر تو بڑے کے برابر کیوں نہ ہو و بالعکس اور دونوں سے مختلف لو تو کیا وجہ اور پھر کتنا مختلف لو اور پھر صغر کی طرف یا کبر کی جانب کوئی تعیین نہیں اور شک نہیں کہ ان سب محتمل دائروں کی قوسیں مختلف ہو گئیں اور ان میں جو ایک لو اس کی قوس کی قیمت چھوٹے کے لحاظ سے اور بڑے کے لحاظ سے اور ہوگی۔ غرض تحدید میل کی طرف

کوئی راہ نہ رہے گی اور ہم دیبل ۵۰ میں ثابت کر چکے کہ منطقہ کو بارز زمین مانا کر
معدل و منطقہ کی مساوات محال تو خمیر یا میل محال گمرہ قسطاً یعنی اجتماعی ہے
لاجرم دورہ زمین باطل۔

(دلیل ۷) اقول بفرض غلط مساوات بھی لے لو مثلاً خود اپنی ہیئت جدیدہ کے اقرارات و تصریحات و عملیات سب پر خاک ڈال کر کہہیں گے کہ یہیں مدار زمین کے برابر ایک دائرہ موازی خط استوا لے کر اس کا نام معدل رکھ لو (اور اب میل کا حساب آست آئے گا۔ تمام عقلائے عالم وہیات جدیدہ کا اجماع ہے کہ میل کلی ہزاروں برس سے ۲۴،۲۴ درجے کے اندر ہے (۲۹،۲۳) لیکن زمین دورہ کرتی ہے تو اب میل کلی پورا ۶۰ درجے آئے گا اور متساوی دائرے کہ ہر ایک دوسرے کے مرکز پر گزرا ہو (مقدمہ ۱) اُن کا بعد ہمیشہ اُن کے نصف قطر کے برابر ہوگا۔



(احباب) مرکزہ پیر اور (حباب) مرکزہ تر پر تو حہ یا راء بعد ہے
 کہ ہر ایک نصف قطر ہے۔ یہ سطح مستوی میں تھا جس میں نصف قطر یعنی ۶۰ درجہ
 قطر یہ کی قیمت درجات محیطیہ سے (۵۰، ۴۴، ۳۸، ۳۲، ۲۶، ۲۰، ۱۵) ہے لیکن کہے پر
 بعد دائرے سے لیا جاتا ہے تو اُن کا مساوی دائرہ میلیہ کہ نقطتین حہ یا راء پر
 گزرے گا یہ نصف قطر اُس کا وتر ہوگا تو دائرہ البروج کا میل ۳۳-۲۴-۲۵ کی جگہ
 کامل ۶۰ درجے آئے گا اور یہ سب کے نزدیک باطل تو دورہ زمین قطعاً وہم باطل
 (دلیل ۷۹) اقول جتنے مسائل کہہ سماوی پیر بندریہ علم مثلث کر دی
 حل کئے جاتے ہیں جن کے مثلث میں ایک قوس دائرۃ البروج کی ہو۔ خصوصاً
 جب کہ دوسری قوس معدل کی ہو۔ جیسے کوکب کے میل و مطالع قمر سے اُس کے

۱۰ خاص اس مسئلہ میں ہمارا ایک رسالہ ہے۔ البرہان القویم علی العرض والتقویم جس میں اٹھارہ صورتیں قائم کر کے انھیں چھ کی طرف راجع کیا پھر ہر ایک میں جتنی باقی اگلے صفحہ پر

عرض و تقویم کا استخراج منطقہ کو مدار زمین ماننے سے سب باطل ہو گئے کہ اس کا مبنی کردہ
سماوی پر منطقہ کا غلط ہوتا ہے۔ بالخصوص اس کا مبنی یہ ہے کہ منطقہ و معدل دونوں
مساوی دائرہ ہیں اور دونوں کا مرکز ایک ہو اور دونوں کا تقاطع تناسف پر ہو بخلاف
دونوں ایک کردہ کے غلط ہوں اور ہم ثابت کر چکے کہ منطقہ مدار زمین ہو کر یہ سب محال
لاجرم دورۂ زمین باطل خیال۔

یہ لفظ امر
میں دیکھا

تسقیں متحمل ہیں جن کا مجموعہ ۳۵ ہے سب کو سب کی اور ان پر توامرات بیان کئے
کہ ہر صورت میں کیونکر میل الطالع سے تقویم و عرض نکالیں دونوں کے جدا جدا نکالنے کے
بھی طریقے بتائے۔ پھر تقویم سے عرض اور عرض سے تقویم معلوم کرنے کے پھر جلد طرق پر براہین
ہندسیہ شکل شمسی وظلی سے قائم کیں۔ یہ سب بیان تو اس رسالہ پر محمول۔
اصول علم البیات ۹۷ میں بھی چند سطر کے اس توامر کے ذکر میں لکھیں جنہیں عجوب
خطائے فاحش کی شکل یہ بنائی۔



یہ خط استوائی (معدل النهار) اسکا قطب یس دائرۃ البروج اسکا قطب ص مخرج

کو کب ف ص یعنی (میلیہ) اور ص یعنی (عرضیہ) بنائے ق ص پر ب ص
عمود کرایا۔ ف ص تمام میل ہے اور ر ف یعنی مابین القطبین یہ سی میل

کلی کہ اس الحمل۔ زاویہ ص ق تمام مطالع۔ زاویہ ص ر تمام تقویم۔ ر ص تمام عرض
ہے یہاں تک یہ تھی آگے مثلث ف ص ب قائم الزاویہ سے ف ب پھر اس سے
میل کلی ر ف ملا کر ر ب معلوم کیا اور اس سے زاویہ ر کہ تمام تقویم ہے یوں تقویم معلوم
ہوئی۔ اب عرض معلوم کرنے کو مثلث ر ص ب قائم الزاویہ لیا۔ جس کی ر ب زاویہ
معلوم ہوئے ہیں ان سے ر ص تمام عرض جان کر عرض معلوم کیا یہ بدستہ باطل
ہے جب ف ص باقیہ ہے ر ص کیونکہ قائمہ ہو سکتا ہے۔ جزو کل برابر۔ نیز ہمیں اس سے عرض
نہیں واقف فن جاننا ہے کہ اسی شکل میں کتنی جگہ سے منطقہ
کا مدار زمین ہونا باطل ہوا۔ ۱۲ منہ غفرلہ

منہ

(دلیل ۸۰) اقول یہاں چند مقدمات نافعہ ہیں دوشی میں اضافی متقابل منضاً نسبتیں کہ شئی واحد میں دوسری کے لحاظ سے باعتبار واحد جمع نہ ہو سکیں دوشی میں۔ اول اعتباری محض جس کے لئے کوئی منشاء واقع میں متعین نہیں۔ لحاظ و اعتبار سے تعین ہوتا ہے تو ہر شئی اُسی دوسری کے اعتبار سے اُن دونوں ضدوں سے مقصوف ہو سکتی ہے۔ جیسے اشیاء کی گنتی میں ادھر سے گنوں تو یہ اول وہ دوم ہے ادھر سے گنوں تو عکس ہے کہ اُن کے اول و ثانی ہونے کے لئے واقع میں کوئی منشاء متعین نہیں تمہارے لحاظ کا تابع ہے۔ جدھر سے گنتی شروع کرو وہی اول ہے۔ دوم واقعی جس کے لئے نفس الامر میں منشاء متعین یہاں دوشی میں ایک کیلئے ایک ضد متعین ہوگی دوسری کے لئے دوسری۔ ہم کسی دوسرے لحاظ سے اُن میں تبدیل نہیں کر سکتے کہ اُن کا منشاء ہمارے لحاظ کا تابع نہیں۔ جیسے تقدم و تاخر زمانی مثلاً سہ پہل سے پہلے ہے۔ اسی طرح نہیں کہہ سکتے کہ سہ پہل پہلے ہوا بعد ایک آیا۔ (ع ۲) ان واقعات میں شئی واحد کو دو کے لحاظ سے دونوں ضدیں عارض ہو سکتی ہیں۔ یہ تغیر نسبت نہ ہو بلکہ تغیر متعین مگر ایک ہی شئی کے لحاظ سے ممکن نہیں کہ تغیر نسبت ہے۔ مثلاً سہ پہل سے پہلے ہے سہ پہل سے بعد لیکن اُن میں ایک کی نظر سے دونوں نہیں ہو سکتے۔ زید بن عمرو بن بکر میں عمرو بیٹا بھی ہے اور باپ بھی مگر دو شخص کے لئے عمرو ایک کا باپ ہو اور اسی کا بیٹا بھی یہ محال ہے (ع ۳) ان واقعی نسبتوں میں بعض وہ ہیں کہ شئی کو بالعرض بھی عارض ہوتی ہے اگرچہ بالعرض میں بنظر ذات ایک ہی شئی کے اعتبار سے دونوں ضدوں کی قابلیت ہوتی ہے مگر یہ اس میں بھی محال ہے کہ وقت واحد میں دو اعتبار مختلف سے دونوں ضدیں مان سکیں ورنہ نسبت اعتباریہ مثلاً زید سہ پہل میں پیدا ہوا

مقدمہ

کسی

اسکے

عمر و سہ سے کہ سہ میں ہوا۔ عمر میں بڑا ہے اب یہ نہیں کہہ سکتے کہ کسی دوسرے اعتبار سے عمر و سہ سے عمر میں بڑا ہے اگرچہ ان کی ذات کی نظر سے یہ محال نہ تھا کہ عمر و سہ میں پیدا ہوتا اور زید سہ میں۔ عمر میں بڑا چھوٹا ہونا منعکس ہو جاتا۔

(۴) فوق و تحت اُن ہی نسبت واقعہ سے ہیں۔ چھت اوپر ہے اور صحن نیچے۔ تم جب زمین پر کھڑے ہو تمہارا سر اوپر ہے اور پاؤں نیچے۔ کوئی عاقل ہرگز نہ کہے گا کہ یہ زید و بالا واقعی نہیں نہ اعتباری ہے۔ کسی دوسرے لحاظ سے چھت نیچے ہے اور صحن اوپر تمہارا سر نیچے اور ٹانگیں اوپر یعنی واقع میں نہ چھت اور سر اوپر ہیں اور نہ پاؤں اور صحن نیچے بلکہ غدیہ کی طرح ہمارے اعتبار کے تابع ہیں ہم چاہیں تو سر اور چھت کو اونچا سمجھ لیں چاہے پاؤں اور صحن کو کیا مجنوں کے سوا کوئی ایسا کہہ دے گا (۵) جب یہ نسبت واقعہ ہے تو اس کے لئے نفس الامر میں ضرور کوئی منشاء متعین ہے جو کسی کے لحاظ و اعتبار کا تابع نہیں۔ وہ فوق کے لئے تمہارا سر یا چھت خواہ تحت کے لئے تمہارے پاؤں یا صحن نہیں اگر تمہیں الٹا کھڑا کیا جائے تو سر نیچا ہو جائے گا اور پاؤں اوپر۔ یوں ہی اگر شہر لوٹیاں کی طرح معاذ اللہ مکان الٹ جائے تو صحن اوپر ہو گا چھت نیچے تو معلوم ہوا کہ ان کو یہ نسبتیں بالذات عارض نہیں بلکہ بالعرض و منشاء کچھ اور ہے جسے ان کا عرض بالذات ہے اور اس کے واسطے سے چھت اور سر کو۔

(۶) نسب متقابلہ واقعہ میں کبھی دونوں جانب تحدید یعنی حد بندی ہوتی ہے۔ مثلاً زید کا ولد اول و ولد اخیر نہ اول سے پہلے اس کا کوئی ولد ہو سکتا ہے ورنہ یہ اول نہ ہو گا نہ آخر کے بعد ورنہ آخر نہ ہو گا اور کبھی صرف ایک طرف تحدید ہوتی ہے۔ دوسری جانب اُس کے مقابلے پر غیر محدود مرسل رہتی ہے۔ جیسے کسی شے سے اتصال و انفصال، اتصال محدود ہے اُس میں کمی و بیشی کی راہ محدود مگر انفصال کے لئے کوئی حد نہیں جتنا بھی فاصلہ ہو گا انفصال ہی رہے گا ہاں نسبت اعتباریہ

میں کسی طرف تحدید ضرور نہیں کہ وہ تابع اعتبار ہیں۔ فوق و تحت نسبت واقعہ سے ہیں تو ضرور اُن میں تو ایک جانب تحدید ضرور ہے ورنہ اعتبار محض رہ جائیگا ہر تحت سے تحت اور ہر فوق سے فوق متصور تو کسی کا کوئی منشا متعین نہیں۔ جسے چاہو تحت فرض کر لو تو بالقیہ سب فوق ٹھہریں گے پھر اور کو تحت فرض کر دو تو یہ سب فوق ہو جائے گا اور وہ فوق تحت لاجرم اُن کی تحدید میں تین صورتوں سے ایک لازم یا تو دو متقابل چیزیں بالذات فوق و تحت ہوں کہ نہ فوق بالذات سے اور پر ممکن ہے نہ تحت بالذات سے نیچے۔ باقی اشیاء کہ اُن کے اندر ہیں جو فوق سے قریب ہو فوق بالعرض ہے جو تحت سے قریب ہو تحت بالعرض ہے اور اُن میں ہر شے دو چیز اقرب و ابعد کے لحاظ سے فوق و تحت دونوں یہ صورت دونوں طرف تحدید کی ہوگی یا فوق بالذات متعین ہو کہ اس سے تفوق محال اور اس کے مقابل غیر محدود جتنے چلے جاؤ سب تحت ہے اور ہر اسفل سے اسفل تک ممکن یا تحت بالذات متعین ہو کہ اُس سے تسفل ممتنع اور اس سے محاذی یا متنائی جتنے بڑھو سب فوق ہے اور ہر بالا سے بالاتر متصور تینوں صورتیں اپنی ذات میں تحت و فوق کے نسبت واقعہ ہو چکی ہیں۔ اب تمام عقلائے عالم کے اتفاق سے تحت محدود ہے۔ فوق کی تحدید کہ ہر ایک شے پر جا کر فوقیت منتہی ہو جائے اور اس سے فوق ناممکن ہو بالضرورت واقعیت ہو نہیں سکتی کہ وہ تو حاصل ہو چکی اور خارج سے اُس پر کوئی دلیل نہیں تو اُس کا ماننا جرات ہے۔

فلسفہ قدیمہ کا رد بعونہ تعالیٰ تذیل جلیل میں آتا ہے۔ یہاں اُس کی حاجت نہیں اور بنیات جدیدہ کا اتفاق ہے کہ فوق محدود نہیں۔ مسئلہ تنائی ابعد ہم پر وارد نہیں کہ ہمارے نزدیک فضائے خالی بعد موہوم ہے کہ انقطاع و ہم سے منقطع ہو جائے گا جب پھر تو ہم کہو گے اور آگے بڑھے گا اور کسی حد پر منتہی نہ ہوگا کہ اس کے اوپر متوہم نہ ہو سکے تو شق ثالث متعین ہوئی یعنی تحت بالذات متعین ہے اُس کے سوا کوئی تحت اُس سے جو قریب ہے وہ تحت اضافی ہے۔

جو بعید ہے وہ فوق تا غیر نہایت ہے۔

----- کہ تحت کے سب اطراف یکساں ہیں۔ ایک کو دوسرے پر

ترجیح نہیں کہ ایک طرف بعد زائد دوسری طرف کم بلکہ جو سب طرف لا متناہی

مگر متناہی

ہے سب طرف برابر ہے کہ دونوں منہجی کہ ایک مبدا سے شروع ہوں اور امتداد میں کم و بیش نہیں ہو سکتے

ورنہ جو کم رہا متناہی ہو گیا۔ تو لازم کہ تحت حقیقی تمام امتدادوں کی وسعت میں ایک شئی موجود متعین

ہو چکے ہر طرف فوق ہوا و تحت کا اشارہ ہر جانب سے اسی پختہ ہو امتداد جو آگے بڑھے فوق کی طرف

وہ نہیں سے ظاہر ہے کہ تحت بالذات کا ایک نقطہ غیر متجزیہ ہونا لازم ورنہ جسم یا سطح یا خط میں نقاط کثیرہ

فرض ہو سکتے ہیں، جن کی طرف اشارہ حتیہ جدا جدا ہو گا اور ایک دوسرے سے بعید

تر ہو گا تو خود اُن میں فوق و تحت ہونگے اور تحت حقیقی ایک نقطہ ہی رہے گا۔

(۹) یہ نقطہ متعین جس کے جمیع جہات سے وسط جملہ امتدادات ہونے

نے اُسے مرکز کرہ بنایا ضرور ہے کہ کسی کرہ موجودہ کا مرکز ہو جو بالذات تحت

ہونے کے لئے متعین ہونہ یہ کہ کسی اعتبار و اصطلاح پر ہو ورنہ نسبت و اتعین نہ

رہے گی۔ فضائے خالی میں کوئی نقطہ اصلاً تمیز ہی نہیں رکھتا۔ ہمارے اعتبار

سے متمیز ہو گا نہ کہ تحت ہونے کے لئے بالذات متعین

(۱۰) ضرور ہے کہ اس مرکز کو حرکت ایسی نہ ہو ورنہ دو چیزیں کہ اُن میں ایک

فوق اور دوسری تحت تھی۔ ایک ہی جگہ رکھے رکھے بدل جائیں۔ حرکت ایسی سے

ملن کہ وہ مرکز فوق کے قریب آجائے اور تحت سے بعید ہو جائے تو با وصف

اپنی اپنی جگہ ثابت رہنے کے لئے فوق تحت ہو جائے اور تحت فوق اور اسے کوئی

عاقل قبول نہ کرے گا۔ مثلاً ایک مکان کسی دوسرے مقام پر ہے جس کا صحن اُس

تحت ذاتی سے قریب ہے اور سقف دور۔ اب وہ مرکز متحرک ہو کر اُوپر آجائے تو

چھت اُس سے قریب ہو جائے گی اور صحن دور۔ اب کنا پڑے گا کہ بیٹھے بٹھائے

سیدھے مکان کی چھت نیچے ہو گئی اور صحن اُوپر۔ یوں ہی وہاں جو آدمی کھڑا ہو بیچارہ

بدستور کھڑا ہے مگر سر نیچے ہو گیا اور ٹانگیں اُوپر۔ جب یہ مقدمات مہر ہو لیے

۹۰

X

اب ہم دیکھتے ہیں کہ جب تم زمین پر سیدھے کھڑے ہو تمہارے سر کی جانب جہت فوق تا دور چلی گئی ہے تو بجکم مقدمہ ششم ضرور ہے کہ پاؤں کی جانب جہت تحت کسی حد کی جانب منتہی ہو جائے۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ وہ اس کمرہ زمین میں ہے یا اُس کے بعد لیکن بلاہتہ معلوم اور ہر عاقل کو معقول کہ جس طرح تم اس طرف زمین کے اوپر ہو اور تمہارا سر اونچا پاؤں نیچے یوں ہی امریکہ میں یا تمام سطح زمین میں کسی جگہ کوئی کھڑا ہو اُس کی بھی یہی حالت ہوگی۔ امریکہ والوں کو یہ نہ کہا جائے گا وہ زمین پر نہیں بلکہ زمین اوپر ہے یا اُن کا سر اوپر نہیں بلکہ ٹانگیں اوپر ہیں تو روشن ہوا کہ وہ حد زمین ہی کے اندر ہے اور اُس کا مرکز تحت حقیقی ہے تو بجکم مقدمہ عاشہ کمرہ زمین ساکن ہوا اور اُس کی حرکت ایسی باطل۔

(دلیل ۸۱) قول وہ کمرہ موجود جس کا مرکز تحت حقیقی ہے۔ فلک ہے یا شمس، یا ارض یا اور کوئی سیارہ یا ثابتہ یا قمر۔ اول تو ہیأت جدیدہ مان نہیں سکتی کہ وہ وجود افلاک ہی کے قائل نہیں دوم ضرور اُس کا مدعا ہے کہ شمس کو ساکن فی الوسط مانتی ہے۔ ضرور کہ اہل ہیأت جدیدہ جب دو پہر کو زمین پر سیدھے کھڑے ہوں تو سر نیچے ہو اور ٹانگیں اوپر اس لئے کہ سر تحت حقیقی سے قریب ہے اور پاؤں دور۔ جب زمین کی حرکت مستدیر قریب غروب اس حالت پر لائے کہ سر اور پاؤں کا فعل مرکز شمس سے برابر رہ جائے تو اب نہ سر اوپر نہ پاؤں۔ ہاں آدھی رات کو اُدیت پرائیں کہ سر اوپر ہو جائے کہ تحت سے بعید ہے اور پاؤں نیچے کہ قریب ہیں۔ جب بعد طلوع پھر وہی حالت تساوی ہو سر اور پاؤں دوبارہ برابر ہو جائیں۔ جب دوپہر ہو پھر سر نیچے اور ٹانگیں اوپر ہو جائیں۔ ہمیشہ بے جنبش کئے یوں ہی قلابازیاں کھائیں۔ یہی حال ہر روز صحن و سقف کا ہو کہ کبھی صحن اوپر اور پھت نیچے کبھی بالعکس یہی حال زمین میں قائم درختوں کا کہ آدھی رات کو جڑ نیچے ہے اور شاخیں اوپر۔ دوپہر ہوتے ہی پیڑ تو بدستور رہے مگر شاخیں نیچے ہو گئیں اور جڑ اوپر۔ دوپہر کے وقت جو بخار یا دھواں اٹھے کہو کہ نیچے گرا جو پتھر گرے کہو کہ اوپر اڑا یوں ہی بے شمار استحالے ہیں۔

دیکر سیارہ واقمار و ثوابت کا بھی یہی حال ہے کہ اُن میں جس کسی کا بھی مرکز لوگے
ایسے ہی استحالے ہوں گے۔ لاجرم مرکز زمین ہی وہ مرکز ساکن ہے اور زمین کی
حرکت اینیہ باطل۔

(دلیل ۸۲) اقول ہر عاقل جانتا ہے کہ جہات ستہ میں چپ و راست پس و
پیش پہلو بدلنے سے بدل جاتے ہیں۔ مشرق کو موٹھ کر و تو مشرق آگے، مغرب
پیچھے جنوب داہنے شمال بائیں ہے اور مغرب کی طرف متوجہ ہو تو سب بدل
جائیں گے کہ اُن میں تمہارے اعضاء موٹھ اور پیٹھ اور بازوؤں کا اعتبار ہے۔
یہ جس طرف ہوں گے وہ سمت پیش و پس و اس و چپ ہوگی مگر زیر و بالا
میں تمہارے سرو پا کا اعتبار نہیں کہ جدھر سیدھے وہ اوپر ہے اور جدھر پاؤں

وہ نیچے بلکہ وہ جہتیں خود متعین ہیں۔ سیدھے کھڑے ہونے میں جو جانب فوق
اور دوسری طرف تحت ہے۔ اُٹے ہو جاؤ جب بھی فوق و تحت وہی رہیں گے۔
اب یہ نہ ہوگا کہ سر کی طرف اوپر اور پاؤں کی طرف نیچے بلکہ یہ ہوگا کہ اب تمہارا
سر نیچے اور پاؤں اوپر ہیں۔ اگر مرکز شمس جیسا کہ ہیات جدیدہ کا گمان ہے
وہ مرکز ساکن و تحت تحقیقی ہو زیر و بالا کی بھی وہی حالت ہو جائے گی جو اُن چاروں

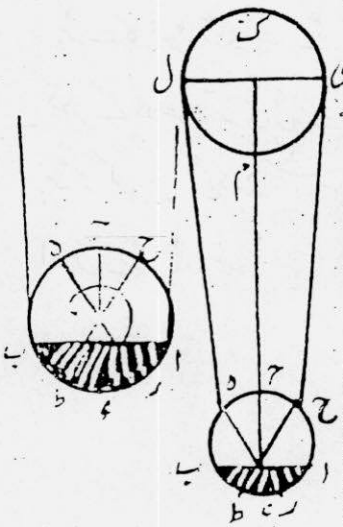
جہات کی تھی۔ جب آفتاب طلوع سے ایک خفیف (دو پہر کے بعد یا غروب
سے ایک خفیف دو پہر پہلے افق حتیٰ کی محاذات میں آئے تو اگر اُس کی طرف پاؤں
کر کے لیٹو تو سر اوپر ہے اور پاؤں نیچے کہ مرکز شمس سے قریب تمہیں اور
اُسی وقت سر جانب شمس کر کے لیٹ جاؤ تمہارا سر نیچا ہو گیا اور ٹانگیں اوپر کہ
اب سر مرکز شمس سے قریب ہے۔ اسی طرح جو سیارہ یا ثابۃ یا قمر لو یہی حالت
ہوگی سوائے زمین کے کہ اُس کا مرکز تحت تحقیقی ماننے سے سب شکلیں ٹھیک رہتی
ہیں۔ لاجرم وہ مرکز ساکن ہے اور حرکت زمین باطل۔

(دلیل ۸۳) اقول ہر عاقل جانتا ہے کہ حرکت موجب سخونت و حرارت ہے۔
عاقل درکنار ہر جاہل بلکہ ہر مجنون کی طبیعت غیر شاعرہ اس مسئلہ سے واقف ہے۔

لہذا جاڑے میں بدن شدت کا پینے لگتا ہے کہ حرکت سے حرکت پیدا کرے بھگے
ہوئے کپڑوں کو ہلاتے ہیں کہ خشک ہو جائے یہ خود بہت ہی ہونے کے علاوہ نبات
جدیدہ کو بھی تسلیم۔ بعض وقت آسمان سے کچھ سخت اجسام نہایت سوز و نشت
گرتے ہیں۔ جن کا حدوث بعض کے نزدیک یوں ہے کہ قمر پتھر کے آتشی پہاڑوں
سے آتے ہیں کہ شدت اشتعال کے سبب جاذبیت قمر کے قابو سے نکل کر
جاذبیت ارض کے دائرے میں آکر گر جاتے ہیں۔ اس پر اعتراض ہو کہ زمین پر
گرنے کے بعد تھوڑی ہی دیر میں سرد ہو جاتے ہیں۔ یہ لاکھوں میل کا فاصلہ طے
کرنے میں کیوں نہ ٹھنڈے ہو گئے؟ اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ اگر وہ سرے سرد
ہی چلتے یا راہ میں سرد ہو جاتے جب بھی اُس تیز حرکت کے سبب آگ ہو جاتے کہ
حرکت موجب حرارت اور اُس کا افراط باعث اشتعال ہے۔ اب حرکت زمین کی
شدت اور اس کے اشتعال وحدت کا اندازہ کیجئے۔ یہ مدار جس کا قطر اٹھارہ کروڑ
اٹھاون لاکھ میل ہے اور اُس کا دورہ ہر سال تقریباً تین سو بیسٹھ دن پانچ گھنٹے اٹھائیس
منٹ میں تمام ہوتا دیکھ رہے ہیں۔ اگر یہ حرکت حرکت زمین ہوتی یعنی ہر گھنٹے
میں اڑسٹھ ہزار میل کہ کوئی تیز سے تیز ریل اس کے ہزارویں حصے کو نہیں پہنچتی پھر
یہ سخت قاصر حرکت نہ ایک دن نہ ایک سال نہ سو برس بلکہ ہزار ہا سال سے
لگاتار بے فتور دائمہ مستمر ہے تو اُس عظیم حدت و حرارت کا کون اندازہ کر سکتا
ہے جو زمین کو پہنچتی واجب تھا کہ اُس کا پانی کب کا خشک ہو گیا ہوتا، اُس کی ہوا
آگ ہو گئی ہوتی، زمین دہکتا انگارہ بن جاتی جس پر کوئی جاندار سانس نہ لے سکتا
پاؤں رکھنا تو بڑی بات ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ زمین ٹھنڈی ہے، اُس کا مزاج
بھی سرد ہے، اُس کا پانی اُس سے زیادہ خشک ہے، اُس کی ہوا خوشگوار ہے تو
واجب کہ یہ حرکت اُس کی نہ ہو، بلکہ اُس آگ کے پہاڑ کی جسے آفتاب کہتے ہیں جسے
اُس حرکت کی بدولت آگ ہونا ہی تھا۔ یہی واضح دلیل حرکت یومیہ جس سے طلوع
اور غروب کو اکب ہے زمین کی طرف نسبت کرنے سے مانع ہے کہ اُس میں زمین

ہر گھنٹے میں ہزار میل سے زیادہ گھومے گی۔ یہ سخت دورہ کیا کم ہے۔ اگر کہئے یہی احتمال
 قمر میں ہے کہ اگرچہ اُس کا مدار چھوٹا ہے مگر مدت بارہویں حصے سے کم ہے کہ گھنٹے میں
 تقریباً سو اور ہزار میل چلتا ہے۔ اس شدید صریح حرکت نے اُسے کیوں نہ گرم
 کیا۔ اقول یہ بھی بیات جدیدہ پر وارد ہے جس میں آسمان نہ مانے گئے۔ فضا نے
 خالی میں جنبش ہے تو ضرور چاند کا آگ اور چاندنی کا سخت و صوب سا گرم ہو جانا
 تھا لیکن ہمارے نزدیک کل فی فلک سبحان ہر ایک ایک گھیرے میں پیرتا ہے
 ممکن کہ فلک قمر یا اُس کا وہ حصہ جتنے میں قمر شناوری کرتا ہے خالق حکیم عزوجل
 نے ایسا سرد بنایا ہو کہ اُس حرارت حرکت کی تعدیل کرتا اور قمر کو گرم ہونے
 دیتا ہو جس طرح آفتاب کے لئے حدیث میں ہے کہ اُسے روزانہ برف سے ٹھنڈا
 کیا جاتا ہے ورنہ جس چیز پر گزرتا جلا دیتا۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر عن ابی امامہ رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

(دلیل ۸۴) اقول زمین کی حرکت یومیہ یعنی اپنے محور پر گھومنے کا سبب ہر جز
 کا طالب نور و حرارت ہونا ہے یا جذب شمس سے نافریت۔ (ع ۳۳) بہر حال تقاضا
 طبع ہے اور اس کے لئے متعدد واسطے تھے اگر زمین مشرق سے مغرب کو جاتی جب
 بھی دونوں مطلب بعینہ ایسے ہی حاصل تھے جیسے مغرب سے مشرق کو جانے
 میں پھر ایک کی تخصیص کیوں ہوئی یہ ترجیح بلا مرجح ہے جو قوت غیر شاعرہ سے ناممکن
 لہذا زمین کی حرکت باطل۔



(دلیل نمبر ۸۵) اقول یہ دونوں وجہ پر واجب تھا کہ خط استوا دائرہ البروج کی
 سطح میں ہو ی ک ل م شمس ہے اور ا ح ب زمین
 کی ا ل ب دونوں کو تماس ہیں تو زمین کا قطعہ ا ح ب نصف

ہا بیات جدیدہ کو تسلیم کر اُس نے اپنی تحریرات ریاضی میں بلاہین ہندسہ
 سے ثابت کیا کہ چھوٹا کرہ جب بڑے کے محاذی ہو تو باقی اگلے صفحہ پر

سے بڑا شمس کے مقابل اور اس سے مستقیم ہے اور قطعہ ادب نصف چھوٹا تار ایک اور اس سے مستقیم ہے اور ح وسط دائرة البروج اور خط استوا خط قطبین میں ہے اور مرکز شمس یعنی مرکز زمین ہے اور مرکز شمس ملازم دائرة البروج ہے۔ ح د رتہ میل کنی ہیں اور ظاہر ہے کہ قطعہ ی م ل میں ارفع نقاط م سا اور قطعہ ا ح ک کہ خط استوا سے

تو ہے اور قطعہ احب کہ تم کو اقصر خطوط و ایام ہے تو زمین شمس سے قریب تر نقطہ آہ ہے پھر بطرف اوج تک بعد بڑھا گیا ہے یہاں تک کہ ان کے بعد مقابلہ امتداد اصلاً تر کو سب سے زیادہ جذب آہ پر ہے اور جاذبیت و ناقربیت مساوی ہیں (۶) تو واجب کہ سب سے زیادہ ناقربیت کبھی نہیں ہو اور کمرۂ

X استندہ متحرکہ میں سب سے زیادہ تا قریب منطقہ یہ تھیکہ وہی دائرہ سب سے بڑا ہے پھر قطبین تک اس

کے موازی چھوٹے ہوتے گئے ہیں یہاں تک کہ قطبین پر حرکت ہی نہ رہی تو واجب تھا کہ $\frac{1}{2}$

حرکت محوری زمین کا منطقہ یعنی خط استوا ہوتا لیکن ایسا نہیں بلکہ منطقہ ۵۰° سے ۱۰ جہاں جاذبیت کم ہے وہاں نافذیت زیادہ ہے اور جہاں زیادہ ہے وہاں کم اور یہ باطل ہے لاجرم حرکت زمین باطل ہے۔ یوں ہی طلب نور و حرارت کے لئے اب کے نیچے جو اجزاء ہیں وہ آگے بڑھتے اور اپنے اگلے اجزاء کو بڑھاتے اور حرکت منطقہ ۴۰° پر پیدا ہوتی ہے نہ ۳۰° کے نیچے جو اجزاء نور و حرارت پار ہے ہیں۔ وہ آگے بڑھتے اور حرکت منطقہ ۵۰° پر پیدا ہوتی ہے۔

(دلیل ۸۶) اقول حرکت و صنعیہ میں قطب سے قطب تک تمام اجزاء محور

بڑے کا چھوٹا قطر چھوٹے کے بڑے قطر کے مقابل ہوگا۔ خطوط مماسہ بڑے کرے سے اُس کے قطر کے ادھر وتر کی آل سے نکلیں گے اور چھوٹے کرے کے قطر سے اُدھر وتر آجیا کے کناروں پر مس کریں گے لہذا شمس سے زمین کے استنارے میں نصف شمس سے کم منیر اور نصف ارض سے نیلگو منیر ہوتا ہے اور قمر سے زمین کے استنارے میں بالعکس

ساکن ہوتے ہیں اور ہم نمبر ۳۳ میں ثابت کر آئے کہ زمین کی یہ حرکت اگر ہے تو ہرگز تمام کرے کی حرکت واحدہ نہیں جس کے لئے قطبین و محور ہوں جب کہ ہر جزہ کی جدا حرکت ایسی ہے کہ ہر جزہ میں نافریت اور طلب نور و حرارت ہے تو اجزاء محور کا سکون بے معنی نہ کہ وہ بھی خط ۳۳ پر جہاں جاذبیت ہے نہ قوت اور اُس کے بعد تک مقابلہ باقی ہے تو بطلان حرکت زمین میں کوئی شبہ نہیں۔ ۹۔ الحمد

(دلیل ۸۷) اقول ہماری تقریر ۳۳ سے واضح کہ اجزاء زمین میں متدافع ہے۔ اولاً اجزاء کی حرکت ایسی ہے اور ہر ایسیہ میں قوت دفع ہے کہ وہ مکان بدلتی ہے جو اُس کی راہ میں پڑے اُسے ہٹاتی ہے۔ ثانیاً یہاں اسی قدر نہیں بلکہ اجزاء کی چال مضطرب ہے تو متدافع نہیں تلاطم ہے۔ حرکت محوری اگر جاذبیت و نافریت سے ہو جس طرح ہم نے نمبر ۳۳ میں تقریر کی جب تو ظاہر کہ قرب مختلف تو جذب مختلف تو نافریت مختلف تو چال مختلف تو اضطراب حاصل ورنہ اُس کی کوئی بھی وجہ ہو۔ بہر حال اصول بیانات جدیدہ پر یہ احکام یقیناً ثابت کہ بعض اجزاء ارض کا مقابل شمس اور بعض کا حجاب میں ہونا قطعی (۲) مقابلہ زمین قرب و بعد اور خطوط واصلہ کا عمود منحرف ہونے کا اختلاف یقینی (۳) ان اختلافات سے جاذبیت میں اختلاف ضروری (۴) اس کے اختلاف سے نافریت میں کمی بیشی لازمی (۵) اُس کی کمی بیشی سے چال میں تفاوت حتمی (۶) اس تفاوت سے اجزاء میں تلاطم و اضطراب ان میں سے کسی مقدمہ کا انکار ممکن نہیں تو حکم متیقن تو واجب کے معاذ اللہ زمین میں ہر وقت حالت زلزلہ رہے۔ ہر شخص اپنے پاؤں کے نیچے اجزاء زمین کو سرکتا تلاطم کرتا پایا کئے اور آدمی کا زمین کے ساتھ حرکت عرضیہ کرنا اس احساس کا مانع نہیں۔ جیسے ریل میں بیٹھنے سے ہال محسوس ہوتی ہے خصوصاً پرانی گاڑی میں لیکن بحمد اللہ تعالیٰ ایسا نہیں تو حرکت محوری یقیناً باطل۔ مقام شکر ہے کہ خود بیانات جدیدہ کا اقرار اُس کا آزار۔

کسی نے کہا تھا کہ زمین چلتی تو ہم کو چلتی معلوم ہوتی۔

اُس کا جواب یہی دیا کہ زمین کی حرکت اگر مختلف ہوتی یا اُس کے اجزاء جدا جدا حرکت کرتے ضرور محسوس ہوتی۔

مجموع کرہ کو ایک حرکت ہموار لاحق ہے۔ لہذا حس میں نہیں آتی جیسے کشتی کی حرکت کشتی نشیں کو محسوس نہیں ہوتی یعنی جب تک جھکے گا نہیں۔ الحمد للہ ہم نے دونوں باتیں ثابت کر دیں کہ زمین کو اگر حرکت ہوتی تو ضرور اجزاء کو جدا جدا ہی ہوتی اور ضرور ناہموار و مضطرب ہی ہوتی جب ایک بات پر محسوس ہونا لازم تھا اب کہ دونوں جمع ہیں بدرجہ اولیٰ احساس واجب لیکن اصلاً نہیں تو زمین یقیناً ساکن محض ہے۔

(دلیل ۸۸) اقول پانی زمین سے بھی کہیں لطیف تر ہے تو اُس کے اجزاء میں تلاطم و اضطراب اشد ہوتا اور سمندر میں ہر وقت طوفان رہتا۔

(دلیل ۸۹) اقول پھر ہوا کی لطافت کا کیا کہنا۔ واجب تھا کہ آٹھ پہر مغرب سے شرق تک تحت سے فوق تک ہوا کی ٹکڑیاں باہم ٹکراتیں، ایک دوسرے سے بتا چکے گھاتیں اور ہر وقت سخت آمد بھی لائیں لیکن ایسا نہیں تو بلاشبہ زمین کی حرکت محوری باطل اور اُس کا ثبوت و سکون ثابت و محکم۔ واللہ الحمد و صلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم۔ آمین۔

دلیل قدیمہ۔ یہاں تک ہم نے زیادہ توجہ گرد شمس دورہ زمین کے ابطال پر رکھی۔ فصل اول میں رد اول عام کے سوا باقی گیارہ اور فصل سوم میں سات اخیر کے سوا باقی بیس سب اسی کے ابطال میں ہیں۔ اگلوں نے ساری ہمت گرد محور حرکت زمین کے ابطال پر صرف کی ہم اُن میں سے وہ انتخاب کریں جن سے اگرچہ جواب دیا گیا بلکہ بہت کو خود مستدین نے رد کر دیا لیکن ہم اُن کی تشہید و تائید کریں گے اور خود ہیئت جدیدہ کے اقراروں سے اُن کا تمام و کامل ہونا ثابت

کر دیں گے پھر زیادات میں وہ جن کی اور طرح توجہ کمر کے قیصہ کریں گے پھر
تذیل میں اگلوں سے وہ دلائل جن پر اگرچہ انھوں نے اعتماد کیا مگر ہمارے نزدیک
باطل و ناتمام ہیں وباللہ التوفیق۔

(دلیل ۹۰) بھاری پتھر آپر پھینکیں سیدھا وہیں گرتا ہے۔ اگر زمین مشرق
کو متحرک ہوتی تو مغرب میں گرتا کہ جتنی دیر وہ پیر گیا اور آیا اُس میں زمین
کی وہ جگہ جہاں سے پتھر پھینکا تھا حرکت زمین کے سبب کنارہ مشرق کو ہٹا
گئی۔ اقول زمین کی محوری چال ہر سیکنڈ ۵۰۶۲ گز ہے اگر پتھر کے جانے
آنے میں ۵ سیکنڈ صرف ہوں تو وہ جگہ ۲۵۳۲ گز سرک گئی پتھر تقریباً ڈیڑھ
میل مغرب کو گرنا چاہئے حالانکہ وہیں آتا ہے۔

(دلیل ۹۱) دو پتھر ایک قوت سے مشرق و مغرب کو پھینکیں تو چاہئے کہ مغربی
پتھر بہت تیز جاتا معلوم ہو اور مشرقی سست۔ نہیں نہیں بلکہ مشرقی بھی اٹھا
مغرب ہی میں گرے اقول یا پھینکنے والے کے ماتھے پر گرے۔ مثلاً وہ پتھر
اتنی قوت سے پھینکے تھے کہ دونوں طرف تین سیکنڈ میں ۹ گز پر جا کر گرتے۔
سنگ غربی (موضوع رمی سے جب تک ۹ گز مغرب کو ہٹا ہے اتنی دیر موضع رمی
۱۵۱۹ گز مشرق کو ہٹ گیا تو یہ پتھر موضع رمی سے ۱۵۳۸ گز کے فاصلے پر گر گیا
اور سنگ مشرقی وہاں سے انگلی بھی نہ سرکنے پائے گا کہ موضع رمی زمین کی حرکت

۱۔ یہ اور اُس کے بعد کی دلیل تذکرہ طوسی و شرح حکمت العین و ہدیہ سعیدیت تک اکثر کتب
میں ہیں۔

۲۔ شرح خفزی سے ہدیہ سعیدیہ۔ اسی دلیل سے یوں بھی ثابت کرتے ہیں کہ بیروطا کر دابر
مشرق کو چلتے نہ معلوم ہوں شرح حکمت العین) اسی سے یوں کہ مشرق کو جانا مغرب کو چلتا
نظر آئے (خفزی) اقول بلکہ مشرق کو جانا مغرب کو جانا ہو کہ اب تک پرند کی جگہ جو پتھر
مشرق کو سر کے یہ جگہ سیکنڈوں گز نکلیا گی تو ایراس جگہ سے تجاوز کرنا دیکر ہمیشہ اُس سے پیچھے ہی رہے گا۔
۱۲۔ منہ عفرہ۔

سے اُسے جا لیگا۔ اب اگر پھینکنے والے نے اپنے محاذات سے پی کر پھینکا تھا تو یہ پتھر تین سینڈ میں ۱۹ گز مشرق کو چل کر گر جائے گا اور اتنی دیر میں موضع رمی ۱۵۱۹ گز تک پہنچے گا تو یہ موضع رمی سے ۱۵۰۰ گز مغرب میں گرے گا اور اگر محاذات پر پھینکا تھا تو معازین کی حرکت سے پھینکنے والا پتھر سے ٹکرائے گا اور پتھر اُس کے لگ کر وہیں کا وہیں گر جائے گا لیکن ان میں سے کچھ نہیں ہوتا تو معلوم ہوا کہ حرکت زمین باطل ہے۔

تھرا قول بلکہ اولیٰ یہ کہ یہ دلیل بایں تفصیل قائم کریں جس سے دو دلیل ہونے کی جگہ تین دلیلیں ہو جائیں کہ جہاں شقوق واقع ایک ہی ہو سکے۔ وہ ایک ہی دلیل ہوگی اگرچہ شقیں سو ہوں اور جہاں ہر شق واقع ہو سکے اور ہر ایک پر استحالہ ہو وہ ہر شق جدا دلیل ہے۔ درخت کی ایک شاخ سے دو پرند مساوی پرواز کے مساوی مدت تک مثلاً ایک گھنٹہ اُڑے ایک مغرب دو سر مشرق کو اگر اُن کی پرواز رفتار زمین کے مساوی ہے گھنٹے میں ایک ہزار چھتیس میل تو غزنی اُس شاخ سے دو ہزار بہتر میل پر پہنچی کہ جتنا وہ مغرب کو چلا اُسی قدر یہ شاخ زمین کے ساتھ مشرق کو گئی اور مشرقی بال بھر بھی شاخ سے جدا نہ ہوا کہ جتنا اُڑتا ہے زمین بھی اتنی ہی رفتار سے شاخ کو اُس کے ساتھ ساتھ مار رہی ہے حالاں کہ ہم دیکھتے ہیں کہ مساوی پرواز والے مساوی فصل پاتے ہیں۔

(دلیل ۹۲) اگر اُن کی پرواز رفتار زمین سے زائد ہے مثلاً گھنٹے میں ۲۰۰ میل تو غزنی ۲۰۰ میل مغرب میں پہنچے گا اور اُس کی مساوی پرواز والا مشرقی ۱۰۳۵ میل اُڑ کر صرف ایک ہی میل مشرق کو طے کر سکے گا یہ بھی بلاشبہ باطل و خلاف مشاہدہ ہے۔

(دلیل ۹۳) اگر اُن کی پرواز رفتار زمین سے کم ہے۔ مثلاً گھنٹے میں ۱۰۳۵ میل تو غزنی تو ۲۰۰ میل پر ہو جائے گا اور اُس کا ہم پرواز مشرقی جس نے گھنٹہ بھر محنت کر کے ۱۰۳۵ میل مشرق کو طے کئے۔ نتیجہ یہ پائے گا کہ اُن اُس شاخ سے

ایک میل مغرب میں گرے گا۔ اُڑا تو مشرق کو اور پہنچا مغرب میں۔ یہ سب سے بڑھ کر باطل اور خلاف مشاہدہ ہے۔

(دلیل ۹۴) جتنی مسافت قطع کریں اُس سے صد ہاگنا فاصلہ ہو جائے (خضریٰ) یعنی ہر عاقل جانتا ہے کہ مثلاً طائر جس مقام سے جتنا اُڑے وہاں سے اُسے اتنا ہی فاصلہ ہو گا لیکن یہاں اُڑے صرف ایک میل اور فاصلہ ہزار میل سے زائد ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ صورت مذکورہ میں اگر طائروں کی پرواز گھنٹے میں ایک میل ہے تو شرقی ۱۰۳۵ میل مغرب میں پڑے گا اور غربی ۱۰۳۴ میل۔

(دلیل ۹۵) موضع انفصال اُس شاخ سے مثلاً شاخ مذکور سے دونوں کے فاصلے کا مجموعہ اتنی دیر میں حرکت زمین کا دو چنریا زائد یا کچھ خفیف کم ہو (خضریٰ) اقول اول اُس حالت میں ہے کہ دونوں پرندوں کی پرواز باہم متساوی

ہو اور دوم جب کہ غربی کی پرواز شرقی سے زائد ہو اور سوم جب کہ عکس ہو اور خفیف اس لئے کہ تیریا طائر یا گولا عادتا کوئی زمین کا دسواں حصہ بھی نہیں چلتا اب دونوں طائروں کی پرواز ایک ایک میل تو ۱۰۳۵ اور ۱۰۳۴ میل پر گرے گی جب کہ ابھی گزرا مجموعہ ۲۰۷۲ کہ گھنٹے میں رفتار زمین کا دو چنر ہے اور غربی ایک

ساعت میں دو میل اُڑے اور شرقی ایک میل تو وہ ۱۰۳۸ میل پر ہو گا اور یہ ۱۰۳۵ پر مجموعہ ۲۰۷۳ میل کہ ضعف سیر زمین کے دو چنر سے بھی ایک میل زائد ہے اور شرقی دو میل غربی ایک میل تو وہ ۱۰۳۴ میل پر ہو گا اور یہ ۱۰۳۴ پر مجموعہ ۲۰۶۸ میل کہ ضعف سیر زمین سے ایک ہی میل کم ہے مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ان پروازوں پر مجموعہ فاصلہ ہر گز دو تین میل سے زائد نہیں ہوتا تو ضرور حرکت زمین باطل۔

(دلیل ۹۶) جو پرند ہم سے جنوب یا شمال کی طرف ہوا میں ہوتیر سے شکار نہ ہو سکے (مفتاح) اقول جنوب و شمال کی تخصیص بے کار ہے بلکہ مشرق پر اعتراض اظہر ہے اور استحالے میں یہ زائد کرنا چاہئے کہ یا وہ پرند کہ ہم سے دس گز کے فاصلے پر تھا۔ صد ہا گز کے فاصلے پر گرے۔ بیان اُس کا یہ ہے کہ تیر و کمان اٹھانا تیر چوڑنا

۱۲ منہ غفرلہ

کمان کھینچنا، تیر چھوڑنا اگر دو ہی سکیںڈ میں ہو جائے اور آدمی پرندہ کو اپنے سے دس گز کے فاصلے پر دیکھ کر یہ افعال کرے تو خود حرکت زمین کے سبب اتنی دیر میں وہاں سے ایک ہزار تیرہ گز کے فاصلے پر ہو جائے گا اب اگر اسی محاذات پر تیر چھوڑا جیسا کہ یہی ہوتا ہے تو تیر سیدھا شمال کو گیا اور جانور شمالی غریبی ہے یا سیدھا جنوب کو اور جانور جنوبی غریبی یا مشرق کو اور جانور مغرب میں ہو گیا۔ ان تینوں صورتوں میں تیر جانور کی سمت ہی پر نہ گیا اور مشرق میں سب سے بڑھ کر حماقت اور مغرب میں اگرچہ سمت وہی رہی جانور ۱۰۲۳ گز کے فاصلے پر ہو گیا یوں ہی اور اگر ان تینوں جہات میں تیر چھوڑتے وقت محاذات بدل لی تو اگر جانور مشرق میں تھا اب ہزار گز سے زیادہ مغرب ہو گیا اور اگر جنوب یا شمال میں تھا تو ایک ہزار تیرہ گز سے کچھ کم فصل پر ہو گا کہ ۱۰۲۳ ۱۸۳ ۱۵۸ کا جذر ہے۔ بہر حال اب تیر اُس تک کہاں پہنچتا ہے اور اگر فرض کر لیجئے کہ دس گز کے فصل پر آنے سے پہلے یہ سب کام ہوئے تھے یعنی پہلے سے کسی اور وجہ سے تیر کمان میں جوڑا ہو اور کمان کھینچی ہوئی تھی کہ اُس جانور کے لئے ہزار گز فاصلے سے ایسا کرنا۔ نہیں خیر کسی طرح یہ سب کام تیار تھا کہ تیر عین اُس وقت چھوٹا کہ جانور دس گز کے فاصلے پر محاذات میں تھا تو تیر تو ضرور اُس کے لگ جائے گا کہ جانور کی طرح تیر بھی چھوٹ کر حرکت زمین کا تابع نہ رہا مگر تیر اُس تک اگر دو ہی سکیںڈ میں پہنچے تو ہم اتنی دیر میں ایک ہزار تیرہ گز مشرق کو چلے جائیں گے اور وہی فاصلے جو صورت دوم میں تیر کو جانور سے تھے ہم کو اُس سے ہو جائیں گے۔ تو اب ہمیں ہزار گز سے زائد پلٹنا چاہئے کہ گم ہوئے جانور کو پائیں یہ تمام صورتیں لاکھوں بار کے مشاہدہ سے باطل ہیں۔ لہذا حرکت زمین باطل۔

۱۵ اُس وقت فاصلہ ۱۰ گز تھا اور زمین ۱۰۲۳ گز مٹی یہ دونوں ضلع قائمہ ہوئیں اور اب کہ فاصلہ اُس کا وتر ہے۔ ۱۲ منہ غفرلہ

(دلیل ۹۷) جو جسم ہوا میں ساکن ہو، ہمیں بہت تیزی سے مغرب کی طرف اڑتا نظر آتا ہے (مفتاح) اقول طبعیات جدیدہ میں قرار پا چکا ہے کہ ہوا اوپر اٹھنے کی مقاومت کرتی ہے۔ پرند اپنے بازو مار کر اس مقاومت کو دفع کرتے ہیں۔ یہ روز اگر اُس کے وزن اجسام سے زائد ہے، اوپر بلند ہوں گے کم ہے نیچے اترینگے برابر ہے ساکن رہیں گے اور اُس کی مثال چنڈول سے دی گئی ہے کہ بار بار پر گھول کر ہوا میں ساکن محض رہتا ہے۔ اس صورت میں سیدھا جلد گھونسلے میں پہنچتا ہے۔ فرض کیجئے کہ وہ چھ سکینڈ ٹھہرا اور ہے نیچا اور ہوا بالکل ساکن تو اتنی دیر میں ہم تین ہزار گز سے زیادہ مشرق کو چلے جائیں گے اور وہی تمہارا کہنا کہ ہم اپنی حرکت سے آگاہ نہیں۔ لہذا اُسے جانیں گے کہ تین ہزار گز مغرب کو اڑ گیا جیسے تیز چلتی ریل میں بیٹھنے والا درختوں کو اپنے خلاف جہت چلتا دیکھتا ہے لیکن یہ باطل ہے ہم یقیناً ساکن کو ساکن ہی دیکھتے ہیں تو حرکت زمین باطل ہے۔

(دلیل ۹۸) پرند کہ اپنے آشیانے سے گز بھر فاصلے پر جانب غرب کسی ستون پر بیٹھا ہے قیامت تک اڑ کر آشیانے کے پاس نہ آ سکے کہ وہ ہر سکینڈ میں ۵۰۶ گز مشرق کو جا رہا ہے۔ پرند زمین کی نا آ* چھوڑ کر اتنی اڑان کہاں سے لائے گا۔

یہ سات دلائل کتب میں ابطال حرکت وضعیہ زمین پر ہیں۔ اسی قبیل ابطال

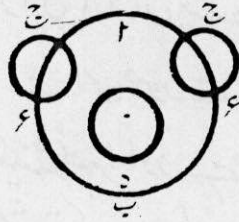
۱۲ ص ۲۳۔ * اصل میں اسی طرح تحریر ہے۔ عبد النعم عزیز

۱۲ یہ دلیل اُسی عنوان پر ہم نے اضافہ کی تھی پھر بعض رسائل کی تصانیف میں نظر آئی پھر اُسے حکمت العین میں اسی طور پر دیکھا کہ مشرقی شہر کی طرف اڑنے والا پرند اُسے نہ پہنچے نیز یوں ہی اُس کی شرح میں اُس سے پہلے لکھا۔ ۱۲ منہ غفرلہ۔

۱۳ جس کو ہم نے اپنی تقریر سے رد کر دیا۔ ۱۲ منہ غفرلہ۔

اُس کے بعد شرح حکمت العین میں یہ دلیل یوں نظر آئی کہ اُس پرند کہ ساکن ہو، ساکن نظر نہ آئے۔ ۱۲ منہ غفرلہ

حرکت اینہ پر بھی ہو سکتی ہیں مثلاً اگر زمین گرد شمس گھومتی ہو۔ فرض کیجئے کہ اوج ہے اور ب حقیض اور ہ شمس اور ج زمین مثلاً ج کی طرف ہندوستان



ہے اور، کی طرف امریکہ اب اگر زمین اوج کی طرف جا رہی ہے تو ہندوستان والے یا حقیض کی طرف آ رہی ہے تو امریکہ والے کیسی ہی قوی توپ کو سیدھا جانب آسمان کر کے گولا چھوڑیں توپ کے منہ سے بال برابر نہ بڑھ سکے کہ گولا جس سمت جاتا اسی کی طرف اُس کے پیچھے زمین آ رہی ہے اور کیسی آ رہی ہے ہر سیکنڈ میں ۱۹ میل اُڑتی ہوئی تو گولا کیوں کر اُس سے آگے نکل سکتا ہے۔
(دلیل ۹۹) اقول زمین اگر اوج کو جا رہی ہے تو امریکہ والے یا حقیض کو آ رہی ہے تو ہندوستان والے اپنے سر کی طرف ایک پتھر ۱۶ فٹ تک پھینکیں تو وہ قیامت تک زمین پر نہ اترے کہ زمین کے خلاف جہت پھینکا ہے۔ جذب زمین ۱۶ فٹ

لہ یہ دلیل ہماری دلیل ۹۹ کا عکس ہے۔ اُس کے ساتھ اس کا ذہن میں آنا لازم تھا۔ اگلے میں بعض اس کے قائل تھے کہ زمین ہمیشہ اوپر چڑھتی ہے، بعض اس کے کہ ہمیشہ نیچے اترتی ہے اور دونوں میں دو قول ہیں۔ ایک یہ کہ تنہا زمین دوسرا یہ کہ اُس کے ساتھ آسمان بھی چڑھتا، یا اُترتا ہے۔ ان مہمل اقوال کی بحث پر ہم نے نظر نہ کی تھی کہ ہمارے مقصود بے خارج تھے پھر شرح مجسطی میں دیکھا کہ بطلموس نے قول دوم پر درود کئے۔ ایک تو ضعیف کہ ایسا ہوتا تو آسمان سے جا ملتی بلکہ اُسے چر کر بھل جاتی دوسریں استمالیہ قائم کیا جو ہماری دلیل ۱۰۰ میں ہے کہ ڈھیلا زمین پر نہ اُتر سکتا مگر اُسے یوں بیان کیا کہ بڑے جسم کا میل زیادہ تو حرکت زیادہ اور اس پر رد ہوا کہ نیچے اترنا صرف ہر بنا کے ثقل نہیں بلکہ جنس کی طرف میل زائد ہے تو ممکن کہ باقی اگلے صفحہ پر

سے ایک سیکنڈ میں اُسے زمین تک لاسا لیکن زمین اتنی دیر میں ۱۹ میل ہٹ جائے گی اور اب ایک سیکنڈ میں ۱۶ فٹ سے بھی کم کھنچ سکے گی کہ زیادت بعد موجب قلت جذب ہے اور اُس کی اپنی چال وہی ۱۹ میل رہے گی تو پھر بھی زمین پر نہیں آسکتا ان گیارہ دلائل سے کہ سات اگلوں کی زمین اور اُسی سوال پر چار ہم نے بڑھائے بیانات جدیدہ کی طرف سے دو جواب ہوئے۔

جواب اول ہوا اور یازمین کے ساتھ ساتھ اور جو کچھ اُن میں ہوں اُن کی طبیعت سے سب ایسے ہی متحرک ہیں۔ لہذا پتھر کو اوپر پھینکا جائے تو موضع رمی کی

ڈھیلا پیچھے نہ رہے اس پر علامہ قطب شیرازی نے جواب دیا کہ نہ ہی اتنا تو ہوتا کہ پھینکے ہوئے ڈھیلے کی مسافت چڑھنے میں کم ہوتی اور اترنے میں زیادہ کہ جتنی دور چڑھا اتنا اترے۔

اور اتنی دیر میں زمین جتنی نیچے اتر گئی اور اترے۔ شرح قطبی میں اس پر رد کیا کہ ممکن کہ اتنی دیر

میں زمین کا اترنا بہت قلیل ہو کہ فرق محسوس نہیں ظاہر ہے کہ اس ہر دو بات کو ہمارے بحث

سے کچھ علاقہ نہیں۔ یہ دلیل باتبع مجسطی کتاب جو نیپوری میں بھی مذکور ہوئی جس سے ابطال پر

ہماری دلیل ۹۹ تھی۔ بطلموس نے تو اسے ابطال ہوا پر چھوڑا کہ جب اترنا ہم باطل کر چکے تو

چڑھنا بھی باطل کہ ایک طرف سے چڑھنا دوسری طرف سے اترنا ہے اور جو نیپوری نے اُس پر

ایک اور دلیل دوران کار دی کہ زمین اوپر چڑھتی تو ڈھیلے کچھ اس لئے کہ طبیعت ایک ہے

ہدیہ سعیدیہ نے ایک اور اضافہ کیا کہ بڑا ڈھیلا پھوٹے سے سہل تر اوپر پھینکا جاسکتا ہے

کہ خود اُس میں اوپر کا میل زیادہ ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ میل طبعی پر مبنی ہیں جسے مخالف نہیں

مانتا۔ ہمارے دلائل مستحکم و صاف ناقابل خلاف ہیں۔ ۱۲ منہ غفرلہ۔

محاذات نہیں چھوڑتا۔ دو پہر تک مشرق و مغرب کو اُڑیں شاخ سے صرف اپنی حرکت ذاتیہ سے جدا ہوں گے زمین کی حرکت اُن میں فرق نہ ڈالے گی کہ ہوا اُن کو زمین کے ساتھ ساتھ لارہی ہے تو نہ مشرقی ساکن رہے گا نہ مغربی زیادہ اُڑیگا نہ مشرقی مغرب کو گمے گا نہ پرواز سے زائد فاصلہ ہوگا نہ فاصلوں کا مجموعہ اُن کی ذاتی حرکتوں سے زیادہ ہوگا۔ اقول اور مغربی کا اپنی چال سے مغرب کو اور زمین و ہوا کے اتباع سے مشرق کو جانا کچھ بعید نہیں کہ اول حرکت قمریہ ہے اور دوسری عرضیہ۔ جیسے کشتی مشرق کو جاتی ہو اور اُس میں کسی ڈھال پر کہ مغرب کی طرف ہو پانی ڈالو اپنی چال سے غرب کو جائے گا اور شک نہیں کہ اسی حالت میں کشتی اُسے مشرق کی طرف لئے جاتی ہوگی۔ مثلاً فرض کرو کنارے پر کسی درخت کے محاذ پر پانی بہا یا کہ گز بھر مغرب کو بہا اور اتنی دیر میں کشتی چار گز مشرق کو بڑھی تو پانی محاذاتِ بحر سے تین گز دور ہوگا اور کشتی ساکن رہتی یہ پیڑ سے گز بھر مغرب کو ہو جاتا یہ ساکن رہتا اور کشتی چلتی تو چار گز مشرق کو ہوتا مگر یہ گز بھر مغرب کو ہٹا اور کشتی چار گز مشرق کو۔ لہذا یہ تین ہی گز مشرق کو ہوا دی ہیں پر مذکور ہوا زمین کے ساتھ چلا رہی ہے تو اُس پہلی محاذات اور اُسی دس گز کے فاصلے پر رہے گا اگر خود کسی کی طرف حرکت نہ کرے جو ہوا میں ساکن ہے۔ یوں ساکن ہے کہ اپنی ذاتی حرکت نہیں رکھتا۔ ہوا کے ساتھ حرکت عرضیہ سے زمین کے برابر جارہا ہے۔ جیسے جالس سفینہ ساکن ہے اور کشتی کے ساتھ متحرک۔ پرند سے اُشیانہ اُسی ہاتھ بھر کے فاصلے پر ہوگا کہ اُسے درخت اور اسے ہوا زمین کے ساتھ لئے جاتے ہیں۔

طبعی

زمین گولے کو نہ پکڑے گی کہ جس ہوا میں گولا ہے وہ اُسے بھی زمین کے آگے آگے اُسی ایک سیکنڈ میں ۱۹ میل کی چال سے لئے جاتی ہے تو اس میں نہ زمین کے مساوی ہوا اور قوت دفع سے جتنا دور جانا تھا گیا۔ پتھر سے زمین اپنی چال سے دور نہ ہوگی کہ اُسی چال سے اُسی طرف اُسے ہوا لئے جاتی ہے تو ۱۹ ہی فٹ کے فاصلے پر رہے گا اور جذب زمین سے ایک سیکنڈ میں زمین سے ملے گا۔ اس کا

حاشیہ: یہ جواب طوسی نے طبعی میں دیا ہے مگر دیا اور فاصلہ

دفع ۵ وجہ سے لیا گیا۔ جن میں سے ہمارے نزدیک دو صحیح ہیں۔

(منہ) بیان تین باتیں خیال کی گئی (۱) آب و ہوا کا بتباع زمین حرکت بغیر کرنا (۲) ہوا و آب میں جو کچھ ہو اُس کا ان کی طبیعت کے متحرک بالعرض ہونا (۳) ان حرکات کا زمین کی حرکت ذاتیہ کے مساوی رہنا جس کے سبب اشیاء میں فاصلہ و مقابلہ بحال رہے۔ ظاہر ہے کہ جواز جتنی باتوں پر مبنی ہو ان میں سے ہر ایک کا بطلان اُس کے بطلان کو بس ہے نہ کہ جب سب باطل ہوں لہذا ان تینوں مبنی کے لحاظ سے اُس پر رد کئے گئے۔ (دفع اول) کہ دفع اول ہے۔ آب و ہوا زمین کو حاوی ہیں اور خود بارہا مستقل حرکت مختلف جہات کو کرتے ہیں تو ملازم ارض نہیں اور جو حاوی ملازم محوی نہ ہو اس کی حرکت سے اُس کی حرکت بالعرض لازم نہیں۔ اقول اولیٰ نہ یہاں حاوی و محوی سے تفرق نہ دوسری مستقل حرکت سے خلل ملے کار اُس تعلق پر ہے جس کے سبب ایک کی حرکت دوسری کی طرف منسوب ہو۔ پھر انسان کو حاوی کی نہیں اور ہوا سے دامن ملتے ہیں یہ ان کی مستقل حرکت ہے بعینہ بلاشبہ وہ انسان کی حرکت سے متحرک بالعرض ہے اور ہم متدل ہیں ہمیں عدم لزوم کافی نہیں لزوم عدم چاہئے۔ مخالف کو جواز بس ہے۔ مگر یہ کہیں کہ حقیقتاً

یہ عنوان
حلی و حلال
ہوئی ہے
میں حلال
۱۲ حلال

میں

اول

میں

یا نہیں

۱۔ یہ سب رد ہدیہ سعیدیہ میں مذکور ہیں۔ ۱۲

۲۔ قال فی الہدیت السعیدیۃ بعد ذکر موعوم الفوج من حرکت الارض بالاستدلال
ہذا فی الراۃ ایضاً باطل بوجوہ - ۱۲

۳۔ خود ہدیہ سعیدیہ میں مخالف کی طرف ۷ تقریر جواب میں ہے۔ بجوز ان یکون ما یصل
بالارض من الهواء یشایعھا شرح تذکرۃ طوسی للعلامۃ الخضری میں ہے کہ لا ینفع
المستدل لان تجویز مشایع الهواء للارض کافیتہ لتزیف الدلیلین حکمتہ العین میں
ہے الملازمۃ ممنوعۃ لجواز عن الهواء یشایعھا کالارض للفلک شرح محیطی للعلامۃ
عبد العلی میں ہے لہذا بجوز ان یتحرک الهواء بمثل حرکت الارض - ۱۲ منہ غفرلہ۔

مخالف مدعی حرکت ارض ہے اور ہم مانع اور یہ کہ صورت دلائل میں پیش کیا۔ منع
 کی سند میں۔ اقول اس میں نظر ہے یہ ملازمین کہ زمین متحرک ہوتی تو یہ امور
 واقع ہوتے ان میں ضرور ہم مدعی ہیں یہ کیا کہنے کی بات ہو سکتی ہے کہ زمین متحرک
 ہوتی تو ممکن تھا کہ پتھر مغرب کو گرتا۔ ہاں ممکن تھا پھر کیا ہوا اور اگر اس سے قطع نظر
 بھی ہو تو حادثی و غیر ملازم کی قید میں اب بھی بے وجہ ہے۔ اگر محوی مطلقاً اور حادثی
 ملازم کو حرکت رفیق سے متحرک بالعرض لازم ہوتا تو ان قیود کی حاجت ہوتی مگر ہرگز
 انہیں بھی لازم نہیں۔ دو چکر ایک دوسرے کے اندر ہوں اگر ان میں ایسا تعلق نہیں
 کہ ایک کی حرکت دوسرے کو دفع کرے تو جسے گھما ئے صرف وہی گھومے گا اگرچہ
 ان میں کوئی دوسری حرکت مستقل نہ رکھتا ہو دو لایا چرخ کی حرکت سے ان کے اندر
 کالو ہا یا لکڑی جس پر وہ گھومتے ہیں نہیں گھومتے۔ شاید غیر ملازم کی قید اس کا
 سے ہو کہ جب ملازم ہو آپ ہی اس کی حرکت سے متحرک ہوگا۔ اقول ملازم مت
 جسم للجم ملازم مت وضع للوضع کو متلزم نہیں اور غالباً حادثی کی قید فلکیات میں
 مزعوم فلاسفہ یونان کے تحفظ کو ہو کہ کب تدویر کا تابع ہے۔ تدویر حاصل کی حال
 مثل کا مثل فلک الافلاک کا ہر ایک دوسرے کی حرکت سے متحرک بالعرض ہے۔
 اور خود اپنی حرکت ذاتیہ جدارہ رکھتا ہے۔ اقول ہمارے نزدیک تو افلاک متحرک
 ہی نہیں جیسا کہ بعونہ تعالیٰ خاتمہ میں مذکور ہو گا نہ برخلاف خود اصول فلسفہ مثل
 سیاطت فلک تدویر و حوامل جاننے کی حاجت اور ہو تو عند تحقیق یہ حرکتیں ہرگز
 عرضیہ نہیں۔ حرکت عرضیہ میں متحرک بالعرض خود ساکن ہوتا ہے دوسرے کی
 حرکت اس کی طرف منسوب ہوتی ہے۔ جیسے جالس سفینہ بلکہ بند گاڑی میں
 بھر اغلہ اور یہاں یہ افلاک و اجزاء خود اسی حرکت یومیہ سے متحرک ہیں اگرچہ ان
 کے متحرک کا باعث فلک الافلاک کا متحرک ہو۔ فلک البروج اگر منتقل نہ ہوں تو

اس کی غایت توجیہ دفع پنجم میں آتی ہے ۱۲ منہ غفرلہ

حرکت

سیاطت

الحقیق

کواکب و درجیات بروج کا طلوع و غروب کیوں کرتا ہوتا تو یقیناً انتقال اُن کے ساتھ بھی قائم ہے اگرچہ اُس کے حصول میں دوسرا واسطہ ہوتا تو یہ حرکت ذاتیہ بذریعہ واسطہ ہوئی۔ جیسے ہاتھ کی جنبش سے کنبی کی گردش نہ کہ عرضیہ جس میں انتقال اس کے ساتھ قائم ہی نہیں دوسرے کے علاقے سے اس کی طرف منسوب ہوتا ہے۔

و ثانیاً قول وباللہ التوفیق ہماری رائے میں حق یہ ہے کہ حرکت وضعیہ میں عرضیہ کی کوئی تصویر یا یہ ثبوت تک نہ پہنچی۔ جب تک مابالعرض مابالذات کے سخن میں ایسا نہ ہو کہ اُس کی حرکت وضعیہ سے اس کا عین موہوم بدلے۔

عین موہوم سے یہاں ہماری مراد وہ قضا ہے کہ مابالذات کو محیط ہے۔ ظاہر ہیکہ

افضل

لہ خود ہدیہ سعیدیہ میں ہے۔ وفي الحركة الوضعية كالكرة المحيطة المتعلقة بكرة حاوية متحركة على الاستدارة اذا كان بين الكرتين علاقة التصاق توجب حركة احدهما بحركة الاخرى ومن هذا القبيل اتصاف الافلاك المحيطة بالحركة اليومية التي هي حركة الفلك الاطلس بالذات ۱۲

۱۲ خود ہدیہ سعیدیہ میں ہے۔ ما يوصف بالحركة امان يكون لا انتقال قائما بغيره وينسب اليه لا جل علاقة مع ذلك الغير فحركة عرضية اقول منها ظهران في قول الهدية السعيدية في بيان انحاء الحركة العرضية لكن لا يتحرك هو بنفسه ومقتله بما هو من الافلاك ان كان النفي منصبا على القيد كان حركة المنها ۷ بحركة اليد وكل حركة تقرية بل واردة داخلية في الحركة العرضية وهو كما ترى وان الضب على نفس المعتدل لا قيد نفسه ولم يصح جعل حركة الافلاك منها بل هي الكانت ففسرية وهم انما يربون عنها الى الدعاء العرضية لانها تقاسم عندهم في الافلاك - ۱۲ منه

المعبر

۱ دعاء

(۶)

حامل کو جو فضا حاوی ہے تصویر کے سخن حامل میں ہے، اُس فضا کے ایک حصے میں ہے۔ جب حامل حرکت وضعیہ کرے گا فضا اُس حصے فضا سے دوسرے حصے میں آئے گی تو اگرچہ خود ساکن محض ہو ضرور اُس کی حرکت وضعیہ سے اُس کی وضع بدلے گی کہ ایسا مومنہ مومنہ بدلا اگرچہ این محقق برقرار ہے، بخلاف حامل یا خارج المرکز کہ اگر دونوں متم کو ایک جسم مانیں تو یہ اُس کے سخن میں (۱) ہے مگر اُن کی گردش سے اس کا این مومنہ مومنہ بدلے گا تو ان کی حرکت سے یہ حرکت بالعرض نہ ہوگا۔

جو نیپوری کے شمس باز غنیمت زعم کہ اگر یہ اس کے ساتھ نہ پھرے تو اُسے حرکت سے روک دے گا۔ دو وجہ سے محض بے معنی ہے (۱) نہ یہ اُس کی راہ میں واقع ہے نہ اس میں جڑا ہوا ہے کہ بے اپنے اُسے نہ چلنے دے (۲) اور اگر بالفرض راہ رو کے ہوئے ہے تو گھومنے سے گھول دے گا۔ حرکت وضعیہ سے کوئی گنجائش پیدا نہیں ہو سکتی اگر یہ اُن میں چسپاں بھی ہو تو اُن کے گھومنے سے ضرور گھومے گا۔ لہذا یہ انتقال بالذات اسے بھی عارض ہوگا اگرچہ دوسرے کے علاقہ سے ہو۔ عرض نہ ہوگا بلکہ ذاتی۔ (عرضی صورت کے سوا وضعیہ میں عرضیہ کی کوئی تصویر ثابت نہیں۔

عرض اس

ومن ادعیٰ فعلیہ البیان افلاک میں فلاسفہ کا محض ادعیٰ ہے اس لئے کہ اُن میں قاسر سے بھاگتے ہیں۔ مشایعت ساتھ ساتھ چلنا ہے نہ یہ کہ ایک ساکن محض رہے دوسرے کی حرکت اُس کی طرف منسوب ہو۔

چکروں کا بیان ابھی گزرا تو عرضیہ میں فریقین کی بحث خارج از محل ہے۔ ابن سینا پھر جو نیپوری مذکور نے زعم کیا کہ فلک کی مشایعت میں کرہ نار کی حرکت عرضیہ اس لئے ہے کہ ہر جزو نار نے اپنے محاذی کے جزو فلک کو گویا اپنا مکان طبعی سمجھ

رکھا ہے اور بے شعوری کے باعث یہ خبر نہیں کہ اگر اسے چھوڑے تو اسے دوسرا
جزہ بھی ایسا ہی اقرب و محاذی مل جائے گا۔ ناچار بالطبع اُس کا ملازم ہو گیا ہے
لہذا جب وہ بڑھتا ہے یہ بھی بڑھتا ہے کہ اُس کا ساتھ نہ چھوڑے اور اس پر اعتراض
ہو کہ فلک ثوابت فلک اطلس کے سبب کیوں متحرک بالعرض ہے؟ اس کے اجزاء
نے تو اُس کے اجزاء کو نہیں پکڑا کہ خود جدا حرکت رکھتا ہے۔ اس کا جواب دیا کہ اُس
کے قطب نے اپنے محاذی اجزاء کی ملازمت کر لی ہے اور وہ اُس کے قطب پر
--- نہیں، لہذا ان اجزاء کی حرکت سے اس کے قطب گھومتے ہیں لاجرم سارا کرہ
گھوم جاتا ہے۔ اقول یہ شیخ پتلی کی سی کہانیاں اگر مسلم بھی مان لیں تو عاقل بننے
والوں نے اتنا نہ سوچا کہ جب نار و فلک البروج کی یہ حرکت اپنے اُس مکان کی
حفاظت کو ہے تو اس کی اپنی ذاتی حرکت ہوئی یا عرضیہ۔

و ثالثا مخالف کو یہاں عرضیہ ماننے کی حاجت ہی نہیں اُس کے نزدیک
آب و ہوا و خاک سب کرہ واحدہ ہیں اور حرکت واحدہ سے متحرک۔

دفع دوم کہ اول کار دوم ہے۔ پانی اور وہ ہوا کہ جو زمین پر ہے کیوں اس کی
متابعت کرنے لگی کہ وہ زمین سے متصل نہیں اور دریا کے متحرک بالعرض سے
اُس کا اتصال اُسے متحرک بالعرض نہ کر دے گا۔ ورنہ تمام عالم زمین کی حرکت
سے متحرک بالعرض ہو جائے کہ اتصال در اتصال سب کو ہے۔ اب لازم کہ جہاز
سے جو پتھر پھینکیں اوپر کو تو وہ جہاز میں لوٹ کر نہ آئے بلکہ مغرب کو گمے کہ
دریا زمین کی حرکت سے متحرک بالعرض ہے۔ جہاز اُس کے ساتھ مغرب کو
جائے گا لیکن پتھر اب جہاز پر نہیں ہوا میں ہے اور ہوا متحرک بالعرض نہیں تو
جب تک پتھر نیچے آئے جہاز کہیں کا کہیں نہکل جائے گا۔ اقول اولیٰ فلک الافلاک
سے متصل تو صرف فلک ثوابت ہے۔ تمہارے نزدیک اس کی حرکت عرضیہ
سات زینے اتر کر فلک قمر تک کیسے گئی۔ ثانیاً وہی کہ مجموع کرہ واحدہ ہے
تو سب متحرک۔

دفع سوم کہ دوم کا رد اول ہے۔ جو جسم کہ دوسرے کو اٹھا سکے اُس کا اس پر قرار ہو سکے اس کی حرکت سے اس کی حرکت بالعرض ممکن ہے اور جب یہ اس پر ٹھہر ہی نہ سکے وہ اسے سنبھال ہی نہ سکے تو اُس کی طبیعت اسے کب ہوئی کہ اس کی حرکت سے متحرک ہو یہ قطعاً بدیہی بات ہے اور اس کا انکار منکارہ دفع

دفع چہارم کہ دوم کا رد دوم ہے۔ جسے علامہ قطب الدین شیرازی نے تحفہ شامیہ میں ذکر فرمایا کہ ہوا اگر حرکت مستدیرہ ارض سے بالعرض متحرک ہو بھی جب بھی چھوٹے پتھر پر پڑے سے اثر زائد ہوگا کہ جسم چلتا بھاری ہوگا دوسرے کی تحریک کا اثر کم قبول کرے گا تو اُن ساتوں (یعنی ۱۱) دلائل میں ہم ایک بار ہلکے ایک بار بھاری اجسام دکھائیں گے اُن میں تو فرق ہونا چاہیے مثلاً ایک پر اور ایک پتھر اور پتھریں تو چلے گئے کہ پر تو میں آکر گرے کہ ہوا کی حرکت عرضیہ کا پورا اثر لے گا اور پتھر وہاں نہ آئے مغرب کو گرے کہ ہوا پورا ساتھ نہ دے گا جالانکہ اس کا عکس ہے پتھر وہیں آتا ہے اور پر بدل بھی جاتا ہے۔ مخالف کی طرف سے علامہ عبدالعلی نے شرح مجسطی میں اس کے تین جواب نقل کئے۔ (۱) مشایعت فرض کر کے مشایعت سے انکار عجیب ہے۔

۱۔ یہ بے شک معقول بات ہے اسے ہدیہ سعیدیہ سے پہلے مفتاح المصد نے لیا مگر شرطیج میں بعد اور طنہور میں نغمہ زائد کیا۔ جس نے اُسے فاسد کر دیا کہتا ہے۔ ”تحریک ہوا مراجم را بر سبیل عرضیت اصلاً ممکن نیست زیرا کہ حرکت متصور نمی شود مگر وقتے کہ جسم متحرک بالعرض در جسم متحرک بالذات طبعاً یا قسراً متضرر شود و متضرر بالذات طبعی بنا شد و ہر گاہ بحرکت طبعی مشغول باشد چگونہ حرکت عرضی صورت بند و اھ“ اقول ادلا اس چگونہ کا حال اُس پانی سے واضح ہو گیا جسے چلتی کشتی کے اندر کسی ڈوہال پر ڈالا ثانیاً ہوا جن اجسام کو اٹھا سکتی ہے جسے بخار و دخان بخار حرکت ہوا سے اُن کی حرکت مستحکم نہیں تو سلب کلی ہے جا ہے۔ ۱۳ منہ غفرلہ۔

۲۔ پھر میرک بخاری نے شرح حکمتہ العین میں اُن کا اتباع کیا۔ ۱۴ منہ غفرلہ۔

مشایعت ہوا کی فرض کی ہے نہ کہ پتھر کی اعتراض عجیب ہے۔ شرح مجسطی میں کہا یوں جواب ہو سکتا ہے کہ مقصود تحفہ انکار مشایعت حجر ہے بلکہ وہ متحرک ہوگا تو قمر ہوا سے کہ ہوا تو یوں مشایع زمین ہوئی کہ اس کا مقعر ملازم ارض ہے۔ حجر کو ہوا سے

ایسا علاقہ نہیں۔ اقول اولیٰ تضعیف جواب بے وجہ ہے۔ ثانیاً یہ زیادت زائد و ناموجہ ہے۔ ملازمت مقعر کیا مفید مشایعت ہے در نہ افلاک تک مشایع ہوں اور اگر

یہ مقصود کہ ہوا میں یہ علاقہ منشأ شبہ ہے بھی حجر میں تو اتنا بھی نہیں۔ اقول وہاں تو ایک سطح سے مس ہے اور یہاں جملہ اطراف سے احاطہ۔ دو بڑے چھوٹے پتھروں پر اثر کا فرق تو تجربہ سے کھلے اور وہ یہاں متعذر کہ بڑا پتھر اوپر پھینکا جائے گا اور چھوٹا اپنی حرکت میں ہوا کے سبب پریشان ہو جائے گا۔ علامہ نے کہا مثلاً سیر بھر

کا پتھر ہوا سے متوشن نہ ہوگا اور تین سیر کا اوپر پھینک سکتا ہے۔ اقول وہ جواب

ہی فراہم ہے۔ اولاً اوپر سے تو گرا سکتے ہیں ثانیاً خود فرق کیا کہ چھوٹا ہوا سے

متوشن ہوگا نہ بڑا یہی تو منشاء دفع تھا کہ اُن پر اثر یکساں نہ ہوگا۔ ثالثاً قبول اثر

تحریک میں صغیر و کبیر کا تفاوت حکم عقل ہے محتاج بحجہ نہیں (۳) بڑے چھوٹے

پر اثر کا فرق حرکت قسریہ میں ہے عرضیہ میں سب برابر رہتے ہیں۔ کشتی میں

لہ فی شرح حکمت العین لا مشایعتہ ہھنا والا لما وقع الحجران الخرونی

شرح المجسطی قال صاحب التحفہ لو تحرك الهواء بمثل تلك الحركة لزم ان لا

يقع الحجران الخ اقول وهذا الكلام محتمل ان يكون ابطالا لمشایعتہ الهواء

لارض بانہ لو يشایعها لزم الخلف وح يرد عليها الا يراى الاول لا شك وتحتمل

ان يكون انكارا لمشایعتہ الحجر للهواء بعد تسليم مشایعتہ الهواء اى لئن

شایعها الهواء لا يشایعها الحجر وح لا ورد له وعلى الاول حملت العلامة

الخضریٰ حيث قال اما قال صاحب التحفہ فی ابطال مشایعتہ الهواء لارض انه

لو كان مشایعها لهما لما وقع الحجران الخ وحملت نا علی الثانی وهو الصواب (بأن الخضر)

باسی اور بی برابر راستہ قطع کریں گے۔ علامہ نے کہا مصرح ہو چکا ہے کہ ایک کی حرکت سے دوسرے کی حرکت عرضیہ صرف اُس وقت ہے کہ یہ اُس کا مثل جز ہو یا وہ اس کا مکان طبعی حجر کو ہوا سے دونوں تعلق نہیں تو ہوا کی حرکت اگرچہ عرضیہ ہو پھر کو قسرا ہی حرکت دے گی اور یہ ممتنع نہیں۔ جیسے جالس سفینہ کا کسی شئی کو قسراً متحرک بالعرض دوسرے کو اور حرکت قسریہ دے سکتا ہے اور اسی حرکت عرضیہ سے بھی قسراً کر سکتا ہے جب کہ اینیہ ہو۔ جیسے جالس سفینہ کی محاذات میں کسی درخت کی شاخیں آئیں اس کے صدمے سے ہٹ جائیں گی۔ ہر حرکت اینیہ میں دفع ہے لیکن حرکت وضعیہ میں دفع نہیں جس کی تحقیق ہم زیادات فضلیہ میں کریں گے۔ تو قیاس مع الفارق ہے۔ ہمدیہ سعیدیہ میں اس سوم بیڑوں رد کیا کہ عرضیہ میں بھی تسادی مسلم نہیں۔ بہتے دریا میں لٹھا اور چھوٹی لکڑی ڈال دو لکڑی زیادہ ہے گی۔ اقول یہاں نہری عرضیہ نہیں قسریہ بھی ہے کہ پیچھے سے آنے والی موجیں آگے کو دفع کرتی ہیں۔ جیسے لکڑی لٹھے سے زیادہ قبول کرتی ہے

یہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا ہے

فان اختلاف الاثر فی الحجرین انما بقدر فی مشایعہما للہو ۶۲
 اے یہ جواب فاضل خفزی نے شرح تذکرہ میں دیا ہے اور جو پوری نے اسے برقرار رکھا۔ ۱۲ منہ غفرلہ

لا فی مشایعہ الجوہ واللازل ۱۱ منہ

دفع پنجم

دوم کار دسوم اشیا کی ہوا میں چسپاں ہونا بدیہی ورنہ کوئی پرند اڑ نہ سکتا ابراگے بڑھ نہ سکتا اور جب چسپاں نہیں تو کیا حال ہے کہ ہوا انہیں چھوڑ جائے اور پھینکا ہوا پتھر مغرب کو گرے وغیرہ استحالات (تخریر محسوطی) یہ جواب ضعیف ہے۔ حال نہ ہونے سے وقوع لازم نہیں فلک الافلاک کی حرکت بھی تو بے حرکت دیگر افلاک حال نہیں مگر کبھی بے ان کے واقع نہیں ہوتی۔ (شرح محسوطی) اقول افلاک کی حرکت عریضہ ہونے کا رد اوپر گذرا۔ طوسی اتنا سفیہ نہ تھا کہ سوال پر سوال ہوا ان کے مقابل ہوا از پیش کرتا۔ مقصود یہ ہے کہ امور عادیہ کا خلاف بلا وجہ وجہ محض شاید لیکن سے نہیں مانا جاتا۔ عادت یہ ہے کہ جوشے دوسری سے ضعیف علاقہ رکھتی ہو حرکت میں ہمیشہ اس کی ملازم نہیں رہتی بلکہ غالب چھوٹ جانا ہی ہے۔ تنکوں کو دیکھتے ہیں کہ ہوا انہیں اڑاتی ہے۔ کچھ دور چل کر گر جاتے ہیں۔ پتھر پتھروں کا کیا ذکر لیکن کبھی اس کے خلاف نہیں ہوتا۔ جب سے عالم آباد ہے کبھی نہ سنا گیا کہ پتھر پھینکا اوپر ہوا اور گرا ہو ہزاروں گز مغرب میں اسی طرح باقی استحالے اب کبھی ہوا تو تار نہیں اس سے بھری ہوئی یہ ہر خلاف عادت دوم محض امکان کی بنا پر نہیں ہو سکتا اگر وجوب نہیں تو ضرور حکم عادت اس کا خلاف بھی تھا بلکہ وہی اکثر ہوتا۔ اور اگر وجوب ہے تو وہ یوں ہے (مقصود) کہ پتھر ہوا میں چسپاں ہوا اور اس کا بطلان بدیہی۔ یہ اس تقریر کی غایت توجیہ ہے۔ اور اگر چسپاں ہونے سے ہوا میں استقرار مراد لیا جائے تو بیشک صحیح ہے۔ مگر اس وقت وہی دفع سوم ہے۔

کجی ہوتا
مستحور

دفع ششم

سوم کار دکر ہوا نہایت نرم و لطیف ہے۔ ادنی اثر سے اس کے اجزا منفرق ہو جاتے ہیں۔ تو اگر وہ حرکت عریضہ کرے بھی تو ضرور نہیں کہ زمین کے ساتھ ہی رہے تو جو اس وقت ہوا میں کسی موضع زمین کے محاذی ہے۔ کچھ دیر کے بعد کیونکر اس موضع کا محاذ ہی رہے گا۔ اقول۔ سوم کی طرح یہ دفع بھی صحیح ہے فقط اول حرکت سے عریضہ کی قید ترک کر لی چاہیے کہ اعتراض نہ ہو کہ ان سے نزدیک ہوا کی یہ حرکت ذائبہ ہے نہ باضرور نہیں کہ جگہ یہ کہنا چاہیے کہ ساتھ نہ رہے گی کہ وہ مستدل و مانع کی بحث پیش نہ آئے۔ اور خود آخر میں کہا۔ کیوں کر محاذی رہے گا۔ نہ یہ کہ محاذی رہنا ضرور نہ ہو گا۔ اگر کیے ساتھ نہ رہے گی۔ کیا ثبوت اقول عقل

ی

سیلم و شاہد دونوں شاہد اور خود ہیات جدیدہ کو تسلیم ہے کہ کثیف منجد کے اجزاء حرکت میں برقرار رہتے ہیں جب تک اتنی قوی ہو کہ تفریق اتصال کر دے اور لطیف سیال کے اجزاء ادنیٰ حرکت معقدہا سے منفرد ہو جاتے ہیں ہرگز اس نظام پر نہیں رہتے تو اتنی سخت قوی حرکت سے ہوا و آب کا منتشر ہونا لازم تھا نہ یہ کہ ہر جز جس جز ارض کا محاذی تھا اس کے ساتھ رہے گویا وہ نہایت سخت جسم ہے جسے دوسرے سخت میں مضبوط میخوں سے جڑ دیا ہے۔ ان بیانیوں سے ظاہر ہوا کہ وہ حرکت عرضیہ اشیا با تباع آب و ہوا کا عذر جس پر ہیات جدیدہ کے اس گھروندے کی بنا ہے دو وجہ صحیح سے پادر ہوا ہے۔

لے ص ۱۱۱ اگر تم کسی جسم سیال کو بلاؤ تو اس کی ہولاری میں خلل انداز ہو گے۔ قاعدہ کلیہ ہے اور متن میں جزئیات کی تصریحیں آتی ہیں۔ ۱۲ غفرلہ

یہ فصل سوم تمام و کمال لکھ لینے کے بعد جب کہ فصل چہارم شروع کرنے کا ارادہ تھا ولد اعز مولوی ضنین رضا خاں سلمہ کے پاس سے شرح حکمتہ العین ملی اس میں دو دفع اور نظر آئے کہ دونوں رد اول ہیں۔ صاحب کتاب نے انہیں نقل کر کے رو کیا وہ یہ ہیں دفع ہفتم ہوا اس حرکت سے متحرک ہو تو ہیں اس کی یہ حرکت محسوس ہو رویہ جب ہو کہ ہم اسی حرکت سے متحرک ہوں کشتی جتنی تیزی سے چلے۔ قطعاً وہ ہو کہ اس میں بھری ہے اتنی تیزی سے اس کے ساتھ جاری ہے کہ کشتی نشین کو محسوس نہیں ہوتی یعنی جبکہ ہو اساکن ہو اپنی حرکت ذاتیہ سے متحرک ہو۔ دفع ہشتم ابرو ہو مغرب کو حرکت کرنے محسوس ہوں۔ خصوصاً جبکہ چال نرم ہو بلکہ مغرب کو ان کی حرکت محال ہو کہ اتنا قوی شدید جھوٹکا انہیں مغرب کو پھینک رہا ہے۔

۲۱ ر (۱) کسی حرکت عرضیہ سے متحرک ہو نا اس کے خلاف جہت میں ہے۔ جسم کی نرم حرکت ذاتیہ اس شخص

کا مانع نہیں ہوتا اور نہ سوار کشتی جہت کشتی کے خلاف نہ چل سکے کہ اندر کی ہوا سے حرکت میں بہت تیز ہے نہ وہ اس نرم حرکت کے احساس کو منع کرتا ہے۔ اور نہ پنجرہ کشتی کی ہوا میں خلا و جہت پر پھینکیں چلتا نہ معلوم ہو نہ نیچے کی ہوا محسوس جب کہ جہت خلاف کو جھلیں۔

اقول۔ یہ دونوں دفع وہی زیادات فنیہ میں کہ مستقریب آتی ہیں۔ جن کو ہم نے صاحب مدیہ سید یہ (باقی اگلے صفحہ پر)

ادغامے باطل پر آئی کہ جو جسم کسی متحرک جسم میں ہوا اس کی حرکت اسی قدر ان میں بھی بھرتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کی حرکت تنہی پر بھی بلکہ اس سے جدا ہو کر بھی اس میں باقی رہتی ہے۔ اقول یعنی پتھر ہوا میں بالغرض متحرک نہیں بلکہ یہ گھٹنے میں ہزار میل سے زیادہ مشرق کو بھاگنے اور ایک منٹ میں گیارہ سو میل سے زائد اور پھر چڑھنے کا سود خود پتھر کے سر میں پیدا ہو گیا ہے۔ انصاف والو کیا اس سے عجیب تر بات زائد سنی ہوگی۔ مخالف آداب مناظرہ سے نادانف اس پر دلیل دینے سے عاجز ہے ناچار چھ مثالوں سے اس کا ثبوت دینا چاہتا ہے۔ ہم ہر مثال کے ساتھ بالائی کلیمز غاذ کر کریں جس کی حاجت نہیں پھر بنو فیقہ تعالے جامع وقامع رد بیان کریں وہ مثالیں یہ ہیں۔

شیشہ پانی سے بھر کر جہاز کے مسطول میں باندھیں۔ دوسرا اس کے نیچے رکھیں حرکت جہاز سے پانی کے جو قطرے اوپر کے شیشے سے چمکیں گے نیچے کے شیشے سے باہر نہ گریں گے (حدائق) یعنی اس کا ہی سبب ہے کہ جہاز کی حرکت ان قطروں میں بھی پیدا ہو گئی ہے یہ خود بھی اسی قدر سفینہ کے ساتھ متحرک ہیں۔ لہذا محاذات نہیں چھوڑتے۔ اس کے لفظ مثال دوم میں یہ ہیں۔

در حرکت سفینہ مشارک بودہ پائے ستون فی افتد۔ اس سے ظاہر وہی ہے ہوا اور جدیدہ والوں نے تصریح کی کہ خود اس جسم میں وہ حرکت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اگر عریضہ سے یعنی جہاز کی حرکت سے مسطول تک ہوا اور ہوا کی حرکت سے یہ قطرے بالغرض متحرک ہیں تو قطع نظر اس سے کہ مسطول تک ہوا کی حرکت عریضہ کیوں کر پہنچی ہوگی تو اتنی ہوا کہ جو جہاز میں بھرتی

۱۔ یہ ادغام فتح الرصد میں نقل کیا اور علاحدائق میں بھی اس کی طرف میل ہوا اور نظارہ عالم ۲۳۱۱ میں اس پر بہت زور دیا جو مثالیں ہم کسی کتاب کی طرف نسبت نہ کریں وہ اسی سے ہیں۔

ہے اس کے جواب کو وہی بس ہے کہ پانی کی یہی بوند اگر ہوا میں حرکت عرصیہ سے بالغہ متحرک ہوئی تو سوسن کے پتھر کا اس پر تکیاں کیوں کر بیچ جسے ہوا کسی طرح سنبھالنا درکنار سہارا تک نہیں دے سکتی۔ مفتاح المرصد میں اس پر تین رد ہیں۔

یکم مضمر کہ بفرس و تسلیم اگر ایسا ہو بھی۔ اقول یعنی کوئٹا مشاہدہ اس پر شاہد ہے کہ قطرے اس سے باہر نہیں گرتے تو منزل پر کھڑے ہو اور زمین پر شیشہ رکھ کر اپنے ہاتھ میں کٹورے کو جنبش دو کہ قطرے چھلکیں ہرگز اس کی ذمہ داری نہیں دے سکتے کہ شیشے ہی میں گریں گے۔ بلکہ اکثر باہر ہی جائیں گے یہ ان لوگوں کی عادت ہے کہ اپنے تخیلات کو مشاہدات و تجربات کے رنگ میں دکھاتے ہیں۔

دوم۔ جو ہوا جہاز کو حرکت دیتی ہے ان قطروں کو بھی دے گی۔ اقول یعنی دھانی جہازوں پر بھی ہوا کی مدد ہے۔ اگر اس سمت کی نہ ہو پر دے باندھ کر کی جاتی ہے۔ سوم۔ اوپر کا شیشہ جہاز میں بندھا ہوا ہے۔ اس کی حرکت سے اسی طرف جھٹکا کھانا ہے اس کا جھٹکا ان چھلکتے قطروں کو اسی سمت متوجہ کرتا ہے۔ اور اپنی پہلی محاذات پر نہیں گرنے دیتا۔ ہاتھ پانی میں بھر کر ایک طرف کو جھٹکو تو قطرے جھٹکے کی طرف جائیں گے نہ کہ جس جگہ ہاتھ سے جدا ہوئے اس کی محاذات میں سیدھے اتریں۔ مثال دوم میں آتا ہے۔

اقول رد چہارم (۲) مسطول سے پتھر گراؤ تو سیدھا اس کے پاس میں گرے گا حالانکہ جب تک وہ اوپر سے نیچے آئے کشتی کتنی سرک گئی لیکن یہ حرکت کشتی کا شریک ہو کر محاذات نہ چھوڑے گا (حالائق)۔

اقول۔ سارا مدار خیال بندیوں پر ہے ضروریہ مسطول پر چڑھے اور وہاں سے پتھر پھینکے اور ان خط عمود پر اترنا آزما چکے۔ وہ پتھر کتنے بھاری تھے۔ ہوا کی کیا حالت تھی کہ کس رنج کی تھی۔ جہاز کتنی چال سے جا رہا تھا۔ سمت کیا تھی مسطولوں کی بلندی کتنی تھی۔

کچھ بھی عقل کی کہتے ہو (۵) انگریز نٹ زمین میں دو لکڑیاں گاڑ کر ان میں اتنی اونچی رستی باندھتا ہے کہ گھوڑا نیچے سے نکل جائے پھر گھوڑے پر کھڑے ہو کر گیند اچھالتا گھوڑا دوڑاتا ہے۔ اسی کے قریب آکر گھوڑا نیچے سے اور سوار گیند اچھالتا اوپر سے اچھل کر پھر گھوڑے پر آجاتا ہے۔ اس کا یہی سبب ہے کہ گھوڑے کی حرکت سوار اور سوار کی گیند میں برابر موجود تھی صرف اسے اچھلنے کی حرکت اور کرنی ہوتی۔ ۲۰ قول اولانٹ یا بھان منی کے کرتبوں سے جو محسوس ہوا اس سے استدلال تمہارا یہی کام ہے اس کے سبب اسباب خفیف ہوتے ہیں۔

مثلاً گھوڑے کی پیٹھ ختم گردن سے پٹھوں تک ڈیڑھ گز فرض کیجئے اگر رسی پشت اسب سے بارہ گزہ اونچی ہے اور نٹ گھوڑے کی گردن کے پاس کھڑا ہے۔ تو جتنی دیر میں گھوڑے کی پیٹھ رستی کے نیچے سے گزرے گی اتنی دیر میں نٹ رسی کے اوپر گھوڑے کے اوپر آجائے گا۔ اور اگر بارہ گزہ سے کم اونچی ہے تو اور آسانی ہے اور اگر زائد ہی ہو بہر حال نٹ کے قدم سے ضرور کم ہوگی ورنہ اچھلنا نہ پڑتا تو غایت یہ کہ اتنی خفیف مسافت میں اسی نسبت سے نٹ کی اچھال گھوڑے کی چال سے زائد ہو۔ یہ کیا محال ہے۔ خصوصاً سدھائے ہوئے گھوڑے کو تھکی دیکر اس کا اچھلنا اتنی دیر گھوڑے کے جھمکنے کو کافی ہے۔

اور اگر یہ نہ مانو اور وہی صورت بتاؤ جس میں اس کے جانے آنے کی مسافت گزر اسب کی مسافت سے بہت زائد ہو جائے اور جو توجہ یہ ہم نے کی اس کی گنجائش نہ رہے تو اور بھی بہتر کہ تمہارا استدلال خود اپنے نٹ میں گھوڑے کی چال تو یہی ہے تو پھر اس سے کتنے ہی گز زائد کہاں سے آگئی۔ مثلاً رسی دو گز اونچے پر اور یہ اس کے متصل آکر اچھلا پھر پشت اسب کے اسی حصے پر آگیا جہاں تھا تو گھوڑے نے اتنی دیر میں صرف رسی کا عرض طے کیا۔ جسے انگل بھر رکھ لیجئے۔ اور نٹ اتنی ہی دیر میں ایک سو نرانوے انگل طے کر آیا۔ ۹۶ جاتے ۹۶ آنے اور ایک انگل رسی تو نٹ کا ہے کوہے وہ انچ جس میں ۱۹۲ گھوڑوں کا زور ہے جب ۱۹۲ زور اور کہیں سے آگئے تو وہ بچا ہوا ایک اور کہیں سے نہیں آسکتا۔ اس گھوڑے ہی کا بھرنایا ضرور ہے۔

ری گیند نو وہ نٹ کے اپنے ہاتھ کا کھیل ہے۔ اڑتے جانور پر بند دق چلائیو لاپٹے اندازہ کر لیتا ہے کہ اتنی دیر میں — کہاں تک اڑ کر جائے گا۔

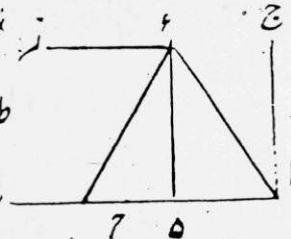
باقی حال نازنگی میں آتا ہے (۶) چلتی ریل میں نازنگی اچھا لیس ہاتھ میں آتی ہے حالانکہ اس کے چڑھنے اترنے کی دیر میں ہم کچھ آگے بڑھ گئے۔ معلوم ہوا کہ نازنگی میں ریل کی چال بھری ہے وہ اسے محاذات سے الگ نہیں ہونے دیتی۔ قول: یہ خیال تو صریح محال ہے کہ جسم واحد وقت واحد میں بذات خود دو جہت مختلف کو دو حرکت اہینہ کرے لاجرم نازنگی میں اگر دو حرکتیں جمع ہوتیں تو ترچھے خط پر چڑھتی اور ترچھے ہی پر اترتی مثلاً ریل اسے ب

کی طرف جارہی ہے اپرتم ہو تم نے

نازنگی اچھا لی یہ حرکت اسے ج کی

طرف لیجاتی لیکن ریل کی حرکت جو

ب اس میں بھری ہے۔



اس سے وہ ب کی طرف جانا چاہتی ہے۔ اور دونوں زور باہم متضاد نہیں کہ ایک آگے

کھینچے دوسرا پیچھے تو اگر دونوں زور مساوی ہوں حرکت اصلاً نہ ہو ورنہ صرف غالب کی طرف جائے یہاں ایسا نہیں بلکہ دو جہتیں مختلف ہیں نہ متضاد لہذا نازنگی دونوں کا اثر قبول کرتی

اور اب وہ نہ ج کی طرف جاتی نہ ب کی طرف کہ یہ تو ایک ہی کا اثر ہوا لاجرم دونوں کے بیچ

میں ا کی طرف گزرتی جیسے تم زمین میں کہتے ہو کہ شمس نے اپنی طرف کھینچا اور نافریت نے

قائم کی دوسرے ضلع پر لہذا وہ نہ ادھر آئی نہ ادھر گئی۔ بلکہ بیچ میں ہو کر نکل گئی (اے) پھر

جب ا پر پہنچی اور رمی کی تاثیر ضرور ہوئی (میل طبعی یا تمہارے طور پر جذب زمین اسے

خط ا پر لانا چاہتا لیکن ریل کی حرکت جو اس میں بھری ہے۔ اس سے خط ا ز پر جانا چاہتی

ختم ہوئی

۵۵
لہذا دافع میں یہ خط مستقیم ہوتا نہ قوس بلکہ چھوٹے چھوٹے مستقیموں کا مجموعہ شبیبہ بہ قوس جیسا کہ حرکت

زمین میں گزرا کرتے چھوٹے خطوں میں قلت تفاوت کے سبب انھیں قوس کی جگہ ساقین لیا جیسے

قوس صغیر و تر میں تفاوت نہیں لیتے۔ ۱۲ منہ غفرلہ۔

قواب بھی دونوں کے بیچ میں خط ۷ پر اترتی اور اتنی دیر میں تم اسے ج تک پہنچے
 نارنگی ہاتھ میں آگئی۔ یوں ان دو حرکتوں کا اجتماع ہو سکتا۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ہرگز نارنگی
 اپنے صعود و نزول میں مثلث ۷ ج نہیں بناتی۔ بیدھی چڑھتی اترتی ہے یا کچھ انحراف ہونو
 اس پابندی سے کہ آگے ہی کی طرف مائل چڑھے اور وہاں سے اور آگے کی جانب مائل اترے
 اگر کہئے ہونا یہی ہے۔ مگر انحراف خفیف ہے۔ لہذا محسوس نہیں ہوتا۔ ۱۲ قول ہرگز خفیف نہیں
 بہت کثیر ہے۔ فرض کیجئے نارنگی اتنی قوت سے اچھالی کہ گز بھر اوپر جائے۔ اور اس کے آنے جانے
 میں ایک ہی سکند صرف ہو اور ریل فی ساعت ۳۰ میل جا رہی ہے تو ایک سکند میں کھ افٹ

کے قریب یعنی ۱۵۶ فٹ بڑھے جائے گی۔ اب مثلث $\triangle ABC$ میں قاعدہ $AC = ۱۵$ فٹ اور عمود

عہد تین فٹ تو درختوں زادی ۱۱/۲۱ درجے ۴۸ دقیقے ہوئے تو زادی ۶۸۶۱/۲۱ درجے ۱۲ دقیقے ہوا

یعنی نازکی کا زمین فصل چہارم سے کبھی کم ہوا اور انسان کے چہرے سے فاصلہ تین حصے بھی زائد ہے۔

خط اح ہے اور نارنجی خط ا ء
سیلم الجواس بید صاح کی

پر گئی کیا اتنے عظیم جہکاد کو کوئی
طرف جانا سمجھ سکتا ہے تم کہ

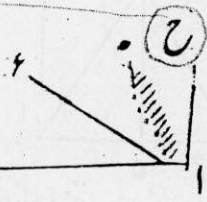
عربیہ سے بھاگے اور خود نارنگی

۱۔

ب۔

میں ریل کی حرکت بھری

اس میں دو ذاتیہ اینیہ حرکتوں کے اجتماع پر اس اشکال کا حل تھمارے ذمے ہے سر سے بلند حرکت پر اگر یہ عذر نہ مل سکتا۔



پرگئی کیا اتنے عظیم جمعہ کا دُک کوئی

طرف جانا سمجھ سکتا ہے تم کہ

ہیں ریل کی حرکت سمجھ رہی

۱۰ مثلث مستقیم الاضلاع میں۔

$$PM = \frac{4 \times 100}{450} = 8.89\%$$

۲۴ = ظل زاویه ابو مقدار زاویه ۲۱۸۴ - ۱۲۱۸۴ = غفر

$\mu_A - \mu_B = 2912 \text{ cal/mole}$



کر ریل کی حرکت میں نارنگی اور آدمی دونوں برابر شریک ہیں لہذا وہ ہر وقت سر کے
 محاذی ہی رہی اور خط منحرف کو مستقیم گمان کیا مگر یہ صورت کہ نیچے ہاتھ رکھ کر گزیر
 اور چھالی وہاں یہ عذر کیوں کر چلے گا بعض نے اس مثال میں جہاز یا کہ نارنگی دو ر
 پھینک سکے اور کہا اپنی پوری طاقت سے اوچھالی اور ہاتھ میں آتی ہے۔ اقول اولاً
 یہ تو اور بھی آسان ہے خط عمود پر پھینکنا صرف اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ ہاتھ سیدھا
 رکھ کر اوپر اس طرح جنبش دو کہ ہاتھ کسی جانب اصلاً میل نہ کرے یہ بہت خفیف حرکت ہوگی
 پوری قوت سے اوپر پھینکنا ہمیشہ خود ہی خط منحرف پر ہوگا۔ جہاز جدھر جا رہا ہے اس
 کے خلاف طرف مہنہ کر کے پوری قوت ہاتھ کے کامل جھٹکے سے پھینک کر دیکھو
 نارنگی کدھر جاتی ہے۔ ثانیاً اگر بالفرض ہاتھ خط مستقیم پر دو ر پھینک سکے تو پہنچتا
 نہیں ہے کہ ہوا اسے مستقیم نہیں رکھتی۔ آتش بازی کا تبا س یا نارنگی نہ خط مستقیم
 پر رہیں۔ نہ اسی خط پر عود کریں یہ تو بہت قوی قوت سے خط عمود ہی پر پھینکے گئے
 تھے ان کو کس نے ترچھا کیا اس میں کس کی حرکت بھڑی تھی۔ یوہن زین پر بندوق
 سیدھی رکھ کر فیر کر دیکھا گولی اتر کر نالی میں آجائے گی۔ یہ بدیہی باتیں ہیں پھر ان کے
 انحراف کی کوئی سمت نہیں یوہن جہاز سے بقوت تمام پھینکی نارنگی اگر آگے ہی کی طرف
 بقدر مناسب منحرف ہوتی ہاتھ میں آجائے گی ورنہ تبا سے اور نارنگی گولی کی طرح وہ بھی
 کہیں کی کہیں جائے گی اور کھل جائے گا کہ مسطول کے پتھر کی طرح یہ بھی تمہارا خواب تھا۔
 جہاز کے شیشوں کی طرح یہاں مباحث اور بھی ہیں مگر ہم جامع اعتراضات کریں
 جو سب مثالوں کے رد کو بس ہوں فاقول اولاً جتنی مثالیں ہم نے دیں سب میں
 حرکت ایسے میں قوت دفع ہے دیکھو دلیل (۸۷) تو ہر دفع مدفوع میں حرکت واحد
 کامل ہوا ہے۔ جس سے پھینکا ہوا پتھر متحرک ہوا ہے یہ حرکت جس طرح اب مزاجم
 کو دفع کرتی ہے اس کا متعلق بھی اس کے اثر سے محفوظ نہیں ہوتا گھوڑے کی سواری

قوت

X

میں رگ رگ ہل جاتی ہے گاڑی میں ہال لگتی ہے جہاز میں غیر عادی کا سر گھومتا ہے۔ غشیان ہوتا ہے بالفرض اگر وہ استعداد بوجہ شدت حرکت اس حد کو پہنچے کہ حرکت تھمنے یا جدا ہونے کے بعد کچھ رنگ لائے جیتاں عجب نہیں۔ بعد ازاں اس لئے کہ ظہور از بعد عدم مدد بت پتھر اس وقت متحرک ہوتا ہے جب ہاتھ کی وہ حرکت ختم جاتی ہے اور پتھر اس سے جدا ہو جاتا ہے۔ ہوا و آب کی حرکت وضعیہ دوبارہ دفع کا اس پر قیاس نہیں ہو سکتا۔ حرکت وضعیہ عین ذاتیہ ہو خواہ عرضیہ اس کی تحقیق زیادات فضیلہ پر کلام میں آتی ہے۔ قوت دفع نہیں اس میں کسی طرف کو بڑھنا نہیں کہ راہ میں جو پڑے اسے دفع کرے وہ اپنی راہ میں خود ہی ہے دوسرا اگر اس کے شکنجے میں اس طرح ہے کہ سب طرف سے اسے جرم کرہ سے اتصال ہے۔ جیسے کرہ آب و ہوا میں ہوتا ہے تو اگر کرہ اسے اٹھا سکتا ہے وہ اس میں اٹھا ہوا چلا جائے گا۔ خود اس میں نام کو جنبش نہ ہوگی ورنہ گر پڑیگا تو عظیم پتھر کہ ہوا کے اندر ہے جسے ہوا ایک آن کو بھی سہارا تک نہیں دے سکتی ہے محال عقل ہے کہ ساکن وقت میں جس وقت پتا بھی نہیں ہلتا ہوا اس سو من کی سل کو اپنی گود میں لے گھٹنے میں ہزار میل سے زیادہ اڑ جائے۔ جب حرکت مستدیر پر اسے جو متحرک شکنجے میں اسے بوجہ مذکور ہو اصلاً جنبش نہیں دیتی تو وہ اثر کیا ہے جو پتھر کے سر میں بھر جائے گا۔ اور بدستہ محال ہے کہ پتھر خود بخود ہزاروں میل اڑنے لگے لاجرم مثالیں ہوئیں اور زمین کی حرکت باطل اور اگر کہو کہ نہیں بلکہ حرکت مستدیرہ بھی دھکا دیتی ہے اور جو اس کے شکنجے میں ہوا اسے بھی یا نمبر ۳۳ میں ہماری تحقیق سے اخذ کردہ یہ حرکت وضعیہ نہیں بلکہ متوالیہ کا مجموعہ تو چشم مارو شن دل ما شاہ حرکت زمین و ہوا کا بوجہ یہیں پر خاتمہ ہو گیا۔

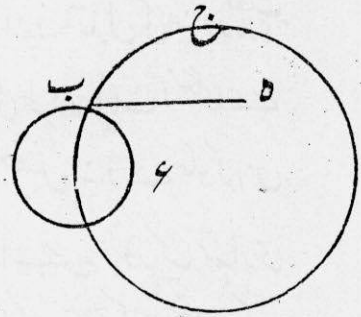
یکم۔ ذرا سی آندھی جسکی چال گھٹنے میں تیس چالیس ہی میل ہو بڑے سے بڑے پیڑوں کو جڑ سے اڑھیر دیتی ہے قلموں کو ہلا دیتی ہے یہ آٹھ پیر کی اتنی عظیم شدید آندھی گھٹنے میں ۳۳ میل اڑنے والی کیا کچھ قبر نہ ڈھاتی انسان و حیوان کی کیا جان ہے

پہاڑوں کو سلامت نہ رکھتی دوم تاہم یوں ہیں وہ آٹھ پہاڑ کہ تین دلیل ۷ تا ۹
 تھے۔ اور پانچ زیادات فضیلہ میں آئے ہیں باطل ہو سکتے ہیں اور باطل ہوں گے۔ دہم
 اب کہ پتھر وغیرہ کی حرکت بھی تمنے عرضیہ نہ رکھی بشریہ پتھری اس دفعہ چہارم سے مقررہ رہی کہ
 حرکت قسریہ میں ضرور ضعیف و قوی بر اثر کا تفاوت لازم اگر اثر صرف رکنے قابل تو
 من بھر کے پتھر کو کون ساٹھ لائے گا۔ اور اگر من بھر کے پتھر کو منٹ میں میل پھینکا
 تو ماشہ بھر پتھر کو کے ہزار میل پھر مساوات کیسے راہ سکتی ہے بہر حال ثابت
 ہوا زمین کی حرکت باطل ہے۔ ثانیاً یہ کلمہ تہاری باگ ڈھیلی ڈالنے سے
 تھا اب باگ کشتی کریں جب کسی جسم میں حرکت بھر جاتی ہے اس کے بعد اس قوت
 کے پھر ختم ہونے تک وہ محرک کا محتاج نہیں رہتا نہ حل نکلنے پر دفعۃً اپنی میل
 طبعی یا جذب زمین سے گر جاتا ہے بلکہ یہاں تک کہ قوت رفتہ رفتہ ضعیف ہوتی
 اور بالآخر میل یا جذب اس پر غالب آتا ہے پھینکے ہوئے پتھر سے دونوں باتیں واضح
 ہیں اگر خود اجسام میں ان محرکات کی بھر جاتی تو چلتی کشتی میں جو پتھر اس میں کوک بھری
 ہوئی ہے چاہیے کہ کشتی ٹھہرنے پر بھی یہ سب کچھ دیر تک چلتے رہیں۔ رتن صندوق وغیرہ
 رکھے ہیں چند سکند تو آگے سرکیں کشتی معاذ اللہ دفعۃً لوٹ جائے تو آدمی کچھ دور
 تو کشتی کی چال چلیں ریل میں بیچ کا تختہ لوٹ جائے لوٹ جائے تو فوراً نیچے نہ جائیں بلکہ
 کچھ دور چلکر میل یا جذب کا اثر لیں گھوڑا اگر جائے جب بھی وہ نہ کچھ دیر ہوا پر گھوڑے
 کی دوڑ اوڑے کہ جب تک حرکت بھری ہے جذب سے متاثر نہ ہوگا۔ جہاز رکنے
 پر وہ قطرے کہ شیشے میں گھر رہے تھے اب جہت حرکت کی طرف آگے کریں بلکہ ان
 کے اوڑنے میں جہاز رک جائے تو یہاں تک سیدھے آتے آتے فوراً آگے بڑھ
 جائیں کہ نیچے کا شیشہ ٹھہر گیا اور ان میں ابھی کوک باقی ہے یوں جہاز رکے ہی مسطوط
 سے پتھر پھینکیں تو اب اس کے نیچے نہ گرے بلکہ آگے بڑھ کر اس کے گرتے جہاز رک
 لیں تو آدھے رستے سے فوراً سمت بدل دے نیز چلتی گاڑی میں جبکہ پشت گھوڑوں
 کی طرف ہے۔ دفعۃً رکے پر ان کے سر آگے کو نہ بھکیں بلکہ سر میں پیچھے کو سرکیں کہ ان میں ادھر

کی کنبی دی ہوئی ہے ریل رکتے ہی مار گئی اچھالیں تو اب ہاتھ میں نہ آئے آگے بڑھ کر گرے دس
یہ ہیں صد ہا اور۔ کتنے اسحائے تم پر پڑے ثالثا پتھر کر زمین پر رکھا اس کے ساتھ گھوم رہا ہے اس
کی یہ حرکت وضعیہ نہیں کہ وہ نہ کمرہ نہ اپنے محور پر گھومتا ہے اور خود اس میں حرکت بھری ہے
جس کا مقصد آگے بڑھنا اور دائرہ زمین کو قطع کرنا ہے اگر کچھ دیر کو ہوا زمین رک جائیں پتھر جب
بھی چلے گا تم کہہ چکے کہ محرک کے رکنے پر بھی اس کی حرکت باقی رہتی ہے تو اس کے حق میں ضرور
ایینیہ ہے یہ بات اور ہے کہ زمین و ہوا بھی اس کے ساتھ ساتھ چل رہے ہیں جس سے آئین
نہیں بدلتا یہ یوں نہیں کہ وہ آئین بدلنا نہیں چاہتا بلکہ یوں ہے کہ آئین اس کا پیچھا
نہیں چھوڑتا غرض شک نہیں کہ دائرہ زمین پر اس کی حرکت ایسی ہے جیسے مجموعہ کرہ زمین
و دیگر سیارات کے اپنے مدار پر کہ قطعاً ایینیہ ہے اور حرکت ایینیہ اپنے مقابل کی ضرورت
کرتی ہے تو لازم کہ پتھر کا ٹکڑا جو زمین پر رکھا ہے جسے تم مشرق کی طرف ایک انگلی سے
سر کا سکو اسے مغرب کی طرف چاروں ہاتھ پاؤں کے زور سے جیش نہ دے سکو کہ اس
میں مشرق کی طرف فی ساعت ہزار میل دوڑنے کا زور بھرا ہوا ہے یہ زور کیا تمہاری
سہل مان لیگا کیا تمہیں لٹا نہ پھینکے گا رابعہ بیچارے پتھر کے سراپیک ہی حرکت نہیں یک
نشد و شد ہے زمین کی اپنی طور پر حرکت اسے مشرق کی طرف فی ساعت ہزار میل سے زیادہ
دوڑاتی ہے اور اپنے مدار پر حرکت اسے مدار کی طرف ہر منٹ میں گیارہ سو میل سے
زیادہ دوڑاتی ہے ایک جسم ایک وقت میں دو طرف کو صرف تین صورتوں میں حرکت
کر سکتا ہے (۱) ایک وضعیہ ہو دوسری ایینیہ جیسے بنگو کا گھومتے ہوئے بڑھنا (۲)
دونوں ایینیہ ہوں مگر عرضیہ جیسے اس آدمی کے کپڑے جو کشتی کے اندر مغرب کو
چل رہا ہے اور کشتی مشرق کو (۳) ایک ذاتیہ ہو دوسری عرضیہ جیسے شخص مذکور کی کشتی
میں حرکت مگر یہ کہ دونوں ایینیہ ہوں اور دونوں ذاتیہ یہ قطعاً محال ہے ورنہ ایک
جسم وقت واحد میں دو مکانوں میں ہو۔ ہاں دو محرک اسے دو مختلف غیر متقابل اطراف
کو حرکت دیں تو وہ ان دونوں میں سے کسی طرف نہ جائے گا بلکہ دونوں جہتوں کے بیچ
میں گزرے گا جیسا کہ ابھی مثال ششم کے رد میں گذرا تو یہ پتھر کہ زمین پر رکھا ہے اور

تم عرضیہ سے بھاگ کر خود اس میں حرکت پھر چکے تو دونوں اس کی ذاتیہ ہوئیں اور ہم بیان کر چکے کہ اس کے حق میں وہ شرقی حرکت بھی وضعیہ نہیں اینیہ ہے تو وقت واحد میں سنگ واحد و مختلف جہت کو دو حرکت اینیہ ذاتیہ ہر گز تکریر کا بلکہ ان کے پیچ میں گزیر کا اب زمین ج مقام ب پر پھر ہے زمین کی حرکت صاعدہ نے اس میں ج کی طرف جانے کی کوک بھری اور حرکت مستدیرہ نے ع کی طرف آنے کی کنخی دی تو

پھر نہ ج کو جائے گا نہ ع کو آئے گا بلکہ ہ کی طرف اٹریگا تو لازم کہ نہ ایک پھر بلکہ تمام اسباب صندوق پٹارے برتن پلنگ وغیرہ بلکہ انسان حیوان سب کے سب ہر وقت ہوا میں اڑتے رہیں تم نے دیکھا کہ عرضیہ سے بھاگ کر خود اجسام میں کوک بھرتا اس سے بھی زیادہ کس درجہ فاحش تھا لا جرم وہ



۱۱۔ دلیلیں بھی لاجواب ہیں (زیادات فضلیہ) خانہ کتب حکمت یونانیہ یعنی ہدیہ سعیدیہ میں حرکت ارض پر کلام مبسوط ہوا جس میں سے بہت اوپر اس کے ابطال پر آٹھ دلیلیں اپنی طبعاً ذکر ہیں

جس میں سے ایک دفع دوم میں گزری اور دو تیسریں میں آتی ہیں یا پنج کی یہاں تلخیص کریں یہ دلیلیں مزعوم مخالف تحرک باقی ہمنوا بغرض ہوا ہو بغرض فرضی کرہ کی حرکت وضعیہ پر کلام شدید ہے۔ خصوصاً بطور طبیعیات یونان جس میں سعیدیہ ہے۔ بین بین ابطال بتوفیقہ تعالیٰ اپنی تحقیق سے انکار بخد لکھ تصحیح و تائید میں لیں گے۔

(دلیل ۱۰۱) ہوا کی حرکت شرقیہ کہ اس قدر تیز ہے اس کے معمولی چلنے سے بدیہا

۱۔ ان پانچ کا طبعاً ذکر ناشکوک ہو گیا کہ ان کے ماخذ شرح حکمت العین میں نظر آئے جز کا بیان دفع ۸۷ میں گزرا ہاں تو اردبید نہیں بلکہ اظہر ہیں ورنہ شارح مذکور نے ان پر جو رد کئے ہدیہ سعیدیہ میں ان کے دفع کی طرف توجہ ہوتی یا انہیں دیکھ کر یہ دلائل ذکر ہی نہ کئے جاتے ۱۲ منہ غفرلہ ۲۔ ہر جگہ ہم نے لفظ عرضیہ بوجہ معلوم کم کر دیا ہے۔ ۱۲ منہ غفرلہ۔

سخت ہوگی تو چاہئے پروائی کبھی چلتی معلوم ہی نہ ہو ہمیشہ پچھاؤ ہی رہے۔

(دلیل ۱۰۲) پروغیرہ بلکہ اجسام پچھاؤ میں مغرب کو کیونکر جلتے ہیں حالانکہ وہ قہر اندھی مشرق کو چلتی ہوئی انہیں پیچھے پھینکتی ہے۔

(دلیل ۱۰۳) تھی ہوا میں دو پرند مساوی قوت سے مشرق و مغرب کو اڑیں ان کی اڑان کیونکر برابر رہتی ہے حالانکہ ہوا پہلے کی معاون اور دوسرے کی معاوق ہے یوں دو کشتیاں۔

(دلیل ۱۰۴) تیز پچھاؤ میں مغرب کو اڑنے والا پرند تیز جاتا ہے اور مشرق والا سست کی پچھاؤ اول کا معاون دوم کا معاوق ہے ہوا مشرق کو دورہ تو اس کا عکس لازم تھا کہ اول معاون پچھاؤ ضعیف ہے اور معاوق حرکت شرقیہ قوی اور ثانی میں عکس یوں نہیں دو کشتیاں، (دلیل ۱۰۵) آدمی جب تیز ہوا میں اس کے سامنے آتا ہو۔ ہوا کو اپنی مدافعت کرتا پائے گا مگر یہاں مشرق و مغرب دونوں طرف چلنے میں کوئی احساس نہیں ہوتا

اقول ان پانچوں دلیلوں کا حاصل یہ ہے کہ چلتی ہوا اپنے سامنے کی شے کو دفع کرتی ہے اور یہ مدافعت یہاں نہیں لہذا ہوا کی حرکت مستدیرہ باطل اور وہ حرکت زمین کو لازم تھی اور اتفائے لازم انتقلے ملزوم ہے تو حرکت زمین باطل مگر ہے یہ کہ معاونت اس وقت حرکت اینیہ میں ہے۔ جیسے پانی کی موجیں ہوا کے جھونکے جس میں ہر لاحق مکان

۱۔ یہاں زیادہ تفصیل سے کام لیا ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ اوپر دریا و ہوا اس مزعوم حرکت کا کچھ اثر نہیں ہوتا بلکہ ظاہر موج و دوش کا اگر دریا ہے اور دونوں ساکن ہیں مشرقی غزبی دونوں کشتیاں ک مساوی قوت سے چلیں مساوی چلیں گی اور پانی جا رہی ہے تیز ہوگی اور دوسری سست اور دریا و ہوا دونوں کی حرکت ایک طرف کو ہے تو موافق بہت تیز مخالفت بہت سست اور دو طرف کو تو ہوا و دریا جس کی حرکت زائد ہے اس کی موافق بقدر اس زیادت کے تیز اور دوسری سست ۱۲ منہ غفرلہ۔

سابق میں آنا چاہتا ہے تو اسے دفع کرتا ہے اب اس ہوا یا پانی میں اگر مثلاً انسان چلے تو وہ ایسے مکان میں آیا جس پر لٹے اور صدے متوالی چلے آتے ہیں لہذا اگر اس کا منہ ادھر کو ہے معا وقت پائے گا اور پشت تو معاونت مگر حرکت وضعیہ حرکت واحدہ کل کمرے کو عارض ہے نہ کہ اجزائے متفرقہ کی کثیر حرکات اینیہ متوالیہ کا مجموعہ کہ طبیعیات یونان میں جسم متصل وحدانی ہے اس میں بالفعل اجزاء ہی نہیں اور اگر اجزاء سے ترکیب تو جب بھی حرکت وضعیہ میں موج و تلاطم آب و ہوا کسی طرح تدافع نہیں۔ اس میں کوئی جز دوسرے کو دفع نہیں کرتا کہ دفع کرے کہ اپنی راہ میں کسی کو اپنی طرف آگے یا ساکن یا اپنی جہت میں اپنے سے کم چلتا پائے ہی تین صورتیں دفع کی ہیں اور وہ سب یہاں مفقود بلکہ سب اجزاء ایک ہی طرف کو یکساں چال سے اپنی اپنی جگہ قائم چلے جاتے ہیں تو جو جز جس جگہ بڑھنا چاہے اس سے پہلا جز اس کے وہاں پہنچے سے پہلے اس کے لئے جگہ خالی کر چکا ہوگا اور جب یہاں تلاطم تدافع نہیں تو احساس کس کا ہوگا اگر کہے یہ تو کرے کی اپنی حالت ہوئی جب مثلاً انسان اس میں داخل ہوا تو تفرق اتصال بدایتہ ہوا اب ضرور ہے کہ آئو والا اسے دفع کرے۔

اقول دفع توجب کرے کہ یہ حصہ خود چلتا ہو حصہ کوئی بھی نہیں چلتا کل کرہ متحرک ہے جس کے بعض اجزاء کی جگہ اب انسان ہے جسم اتصال اجزاء کے ماتحت ایک جز دوسرے کو دفع نہ کرتا تھا اب اسے بھی کوئی دفع نہ کرے گا۔

اگر کہے کلام اس میں ہے کہ وہ داخل مثل انسان اس حرکت کے خلاف جہت اس جسم میں چلے تو اس کا مزاحم ہوگا اور مزاحم کی ملاقات ضرور۔

اقول جب متابع ہے مزاحم کہاں اس حرکت کے ساتھ خود چل رہا ہے اس کی لغت نہیں کرتا ہاں اپنی ذاتی حرکت سے پانی یا ہوا کو چیرتا ہے اس میں جتنی معاونت ہوتی ہے ہوا کی ورنہ نہیں بالکل یہاں اجزاء میں تدافع نہیں تو اس میں انسان جہاں داخل ہوا چلے ایسے مکان میں ہوگا جس پر کسی طرف سے دفع نہیں اور اس پر حرکت منتظمہ نہیں خود اس کا شریک و تابع ہے تو کسی طرف نہ معاونت پائے گا نہ معاونت۔ یوہیں اجسام او

مزعو

اے

حرک

جسم

خلاو

وصو

سے

گرد

۱۰۰

۹۹

اور آ

الحمد و

مثل مج

لہ

زمین کی

دفع دو

کے الطار

فضلیہ کی

مزعوم پر ان دلائل کی گنجائش،

اقول یہ کلام بروہہ تحقیق تھا کہ حرکت وضعہ ان دلائل سے رد نہیں ہوتی مگر ہم ثابت کر ائے کر زمین کی یہ حرکت اگر ہے تو یہ ہرگز وضعہ نہیں بلکہ قطعی حرکت کی جدا حرکت اینہی ہے اور حرکت اینہی میں بیشک دفع ہے یوں یہ پانچوں دلائل بھی صحیح ہو جائیں گے ان کی بناء دوسرے جسم کو دفع کرنے پر ہے اور ہمارے دلائل ۸ تا ۸۹ کی اجزاء کے تدافع و تلاطم اور خلاف میں ہے کہ اس سے ادق و احق ہے والحمد للہ علی ما علم وصلى اللہ تعالیٰ علی سیدنا و آلہ وصحبہ وسلم الحمد للہ تعالیٰ ایک سو پانچ دلیلیں ہیں نو غٹے خاص ہماری ایجاد اور پندرہ اگلوں سے لیکن فصل اول کی پہلی اور دوم کی پچاس اور سوم کی دلیلیں ۵۲ دلیلیں زمین کی حرکت گردش اور حرکت گرد محور دونوں کو باطل کرتی ہیں اور فصل سوم کی ۸۴ تا ۱۰۵ بالاستشاد ۹۹، ۱۰۰ جملہ تینتیس خاص حرکت محوری کا رد ہیں اول کی اخیر گیارہ اور سوم کی ۴۳ تا ۸۲ دلیلیں یہ اور ۹۹، ۱۰۰ جملہ تینتیس خاص حرکت گردش کا رد ہیں تو محور برگردش زمین بہتر دلائل مردود اور آفتاب کے گرد زمین کا دورہ پچاسی دلیلوں سے باطل والہ الحمد و صلی اللہ تعالیٰ علی نبی الحمد و آلہ وصحبہ الاکارم الحمد آمین۔

تذیل (رد، دیگر دلائل فلسفہ قدیمہ میں)

الحمد للہ ہم نے ابطال حرکت زمین پر ایک سو پانچ دلائل قاہرہ قائم کئے کتب گردشگان مثل محبیطی بطیموس و تحریر طوسی اشرح علامہ برجندی و تذکرہ طوسی اشرح فاضل خضریٰ و شمس

۱۔ اگلوں کے کلام میں ہم نے چوبیس دلیلیں پائیں ایک روجازیت میں صحیح ہے اور ہم نے اسے تین کر دیا اور تیس ۲۳۔
زمین کی حرکت محوری کے رد میں ان میں گیارہ محض باطل ہیں ایک دفع دوم میں گزری اور دس تبدیلیں میں آتی ہیں۔ انہیں دفع دوم والا اور دو آخر تذیل کی تین ایجادات قابل خرابی سے ہیں۔ رہیں بارہ ان میں پانچ کہ یہ بھی زیادات فضلیہ میں جس شے کے ابطال کو تیس اسے باطل نہ کر سکیں باقی سات کہ ان سے اگلوں کی تھیں اور انہوں نے خود رد کر دیں یوں تیس کی تیس ۲۳ رد ہو گئیں مگر ہم نے زیادات فضلیہ کی پانچ کو رخ بد کر صحیح کر دیا۔ ۱۲ منہ عفرہ

بازغہ مشرق جو بنوری ہدیہ فاضل خیربادی وغیرہ میں بعض اور دلائل ہیں جن پر اگرچہ انہوں نے اعتماد کیا ہمارے نزدیک باطل ہیں انہیں بھی مختصر کلام ذکر کر دیں۔ **وَبِاللّٰهِ التَّوْفِیْقُ وَبِهِ اسْتَعِیْن** وہ دس تلبیلیں ہیں کچھ اسی رنگ کی جو گزریں اور ہم نے ان کی تصحیح و توجیہ کی انہیں مقدم رکھیں کہ جنس مقارن جنس ہو اور کچھ خالص اصول فلسفہ قدیمہ پر مبنی جن کے شافی و کافی ابطال میں بعونہ تعالیٰ ایک مستقل کتاب **الکلمۃ الملہمہ جدا الفیض** کی یہاں پر حوالہ کافی **وَاللّٰهُ اَعْلَمُ** فوق تلبیل اول دو کشتیاں برابر قوت سے چلیں ایک مشرق ایک مغرب کو اگر زمین متحرک اور دریا اس کا تابع ہو تو لازم کہ شرقی بہت تیز نظر آئے کہ دو حرکتوں سے جاری ہے ایک اپنی تحریک ملاح سے دوسری دریا کی حرکت ارض سے ہے اور غربی بہت آہستہ کہ صرف اپنی حرکت سے جاری ہے اور اس پر معا وقت حرکت شرقیہ دریا کا طرہ بلکہ چاہئے اس کی حرکت محسوس بھی نہ ہو ہو کو بھی اسی حرکت زمین سے متحرک ماننا نفع نہ دیگا اور شناخت بڑھے گا کہ اب شرقیہ تین طاقتوں سے جاری ہے اور غربیہ پر دو طاقتیں مزاحم ہیں (ہدیہ سعید)

اقول یہ دیں ۹۱ کا عکس ہے وہاں ہوا کو تابع زمین نہ مانکر لازم کیا تھا کہ متحرک غربی سے شرقی بہت سست ہے بلکہ خود بھی غربی ہو جائے یہاں دریا و ہوا کو تابع مان کر یہ لازم کرنا چاہا ہے کہ متحرک شرقی سے غربی بہت سست ہے بلکہ اس کی حرکت محسوس بھی نہ ہو۔ یہاں بھی اس پر اقتصار کرنا نہ تھا اسی طرح کہنا تھا کہ بلکہ مغرب کو جانیوالی مشرق کو جاتی معلوم ہو۔

اقول عکس چاہا مگر نہ بنایہ اصلاً اور دہنیں زمین کو اگر حرکت اور دریا و ہوا کو اس کی تبعیت ہے تو اس میں جہاں و انتجار اور کشتیاں اور ان کے اور باہر کے تمام انسان حیوان سب یکساں شریک ہیں تو اس سے ان میں تفاوت نہیں پڑ سکتا نہ کہ اس کے اقتدار کا ان کے پاس کوئی ذریعہ لشتیاں اپنی چال سے جتنا چلیں وہی محسوس ہوگا۔ برابر رفتار سے بڑھی ہیں تو برابر فاصلے

۱۔ مثل حکمتہ العین کا تہذیبی تلمیذ طوسی شرح حکمتہ العین میرک بخاری ۱۲ منہ غفرلہ ۲۔ پھر شرح حکمتہ العین میں ایک اور دلیل علیل دیکھی جس پر اس نے دوبارہ نفی حرکت اینہ زمین اقتضایا قال لو تحریک من الوسط حرکتہ اینہ یعنی لو تحریک من الوسط فلو لم یکن فیہ اھ اقول نعم لولا القصور فان قلت لایدوم اقول اولاً لمنو ۶ و ثانیاً فلم تلتفت ہو بل دواہما ۱۲ منہ غفرلہ

سے ایک
اور وہیں
میں شریک
ایک ایک
اور درخت
۵۰۷ گز
سکند
اسی ایک
اسی ایک
نسب
ہوا اور
درخت
یہ کہ شرق
گزر کی چا
ایک در
ثانیہ پا
پر پیچیدہ
کے کنار
ناظرین
گزر کشتی
سے مش
مشرق
سند

سے ایک مشرق اور دوسری مغرب کو معلوم ہوگی مثلاً دریا کنارے ایک درخت کے محاذات سے چلیں اور وہیں کنارے پر کچھ لوگ کھڑے ہیں اگر صرف کشتیاں اس مشرقی حرکت فی ثانیہ ۵.۴ گز میں شریک ہوتیں اور وہ درخت و ناظرین اس سے جدا رہے اور ہر کشتی اس سکند میں مثلاً ایک ایک گز چلتی تو ضرور ایک ہی سکند کے بعد دونوں کشتیوں میں دو گز کا فاصلہ ہو جاتا اور درخت دونوں سے مغرب کی طرف رہ جاتا غرضی سے ۵.۵ گز کے فاصل پر اور مشرق سے ۵.۴ گز پر اور کنارے کے آدمی غرضی کشتی کو بھی اسی تیز چال سے مشرقی کو بہتی دیکھتے کہ ایک سکند میں ۵.۵ گز اڑ گئی نہ یہ کہ اس کی حرکت محسوس نہ ہوئی لیکن درخت و ناظرین سب اسی ایک ناؤ میں سوار ہیں جو اسی تیزی سے ان سب کو مشرقی لئے جا رہی ہے تو مشرقی کشتی اسی سکند میں وہاں سے ۵.۴ گز ہٹی اور غرضی ۵.۵ گز اور درخت و ناظرین ۵.۴ گز سب کے سب مشرق کو تو درخت و ناظرین سے مشرقی کشتی کا فاصلہ صرف ایک گز مشرق کو ہوا اور غرضی کا فقط ایک گز مغرب کو لہذا ناظرین کشتیوں کو دیکھنے سے دور کشتی کے سوار درخت پر نظر سے یہی سمجھیں گے کہ اس سکند میں دونوں کشتیاں ایک ایک گز برابر چلیں اور یہ کہ مشرقی مشرق کو ہٹی اور غرضی مغرب کو، اس کی نظیر وہ کشتی ہے کہ مثلاً مشرق کو فی ثانیہ دس گز کی چال جا رہی ہے اور کشتی کا طول بیس گز ہے اس کے وسط کے محاذی کنارے پر ایک درخت اور کچھ ناظرین ہیں اس کے محاذات سے دو شخص کشتی کے اندر ایک چال سے فی ثانیہ پانچ گز چلے ایک مشرق ایک مغرب کو۔ دونوں برابر دو ہی سکند میں کشتی کے کنارے پر پہنچیں گے اور اگر اپنی چال پر نظر کریں گے اس میں کچھ تفاوت نہ پائیں گے اور یقیناً ایک کشتی کے کنارے مشرقی پر پہنچا دوسرا غرضی پر تو ضرور وہ مشرق کو ہٹا یہ مغرب کو لیکن باہر والے ناظرین دیکھیں گے کہ وہ جو مشرق کو چلا ان سے تیس گز کے فاصلے پر ہو گیا کہ وہ سکند میں تیس گز کشتی بڑھی اور دس گز یہ۔ اور وہ جو مغرب کو چلا ان سے غرضی ہونے کے عوض وہ بھی ان سے مشرق ہی کو ہٹا مگر صرف دس گز کہ یہ دس گز مغرب کو بڑھا اور کشتی اسے بیس گز مشرق کو لگی تو دراصل مشرق کو دس گز جانا ہوا تو ناظرین دونوں کو مشرق میں ہٹتا پائیں گے مشرقی کو تیز مغرب کو صحت یو ہیں اندر چلنے والے اس درخت پر نظر کریں تو یہی دیکھیں گے کہ وہ دونوں

کیا
عین
کہ
نور
اقول
بح
سے
ری
اکو
اقول
سے
ہے
س
ت
ب
ہ
لے
ن
من
لے

سے مغرب کو رہ گیا مشرقی سے تیس گز غربی سے دس گز۔ اور اگر ان کی چال کشتی کے برابر ہے تو ایک ہی سکند میں شرقی میں گز مشرقی کو ہٹ جائے گا اور غربی وہیں کا وہیں نظر آئے گا۔ درخت و ناظرین کی محاذات نہ چھوڑے گا کہ جتنا یہ مغرب کو بڑھتا ہے کشتی اتنا ہی اسے مشرق کو لیجاتی ہے دونوں چالیں ساقط ہو کر محاذات قائم رہی۔ تو وہ جو تم چاہتے ہو یہاں کشتی نشینوں اور ناظرین سب کو محسوس ہوا اس لئے کہ ناظرین اور وہ درخت جس سے سواران کشتی نے اندازہ کیا کہ کشتی کی چال میں شریک نہ تھے بخلاف صورت سابقہ کہ اس میں برابر ہیں تو کوئی ذریعہ امتیاز نہیں کشتی کی ذاتی ہی چالیں سب کو محسوس ہوں گی وہیں تو اس کے امتیاز کے لئے وہ ناظرین ہوں جو کمرہ زمین و ہوا سے باہر ہوں کہ اس کی چال میں شریک نہ ہوں یا اہل زمین کے اپنے اور اس کے لئے اسی قسم کی کوئی ساکن شے ہو۔ وہ کہاں۔ کو اکیہ کا بعد اتنا ہے کہ کشتیوں کی یہ چالیں وہاں ایک نقطہ ہیں۔ سحاب ضرور قریب ہے دوچار ہی میل اونچا ہے مگر وہ خود اسی ناؤ میں سوار ہے بذریعہ ہوا شریک رہتا ہے لہذا امتیاز معدوم اور اعتراض ساقط۔

تعلیل دوم دو طائر بھی ہوا میں ایک پرواز سے مشرق و مغرب کو اڑے اگر ہوا بھی زمین کے ساتھ متحرک ہے تو مشرقی بہت تیز جائے اور غربی ہوا میں ٹھہرا معلوم ہو یا بہت سست اور اگر نہیں تو لازم کہ وہ مشرقی کو اڑے غرب میں پڑے۔ (ہدیہ)

اقول یہ کوئی نئی بات نہیں تعلیل سابق اور دلیل ۹۱ کو جمع کر دیا ہے ہوا تابع نہ ماننے پر وہ دلیل ۹۱ ہے جو انکار تبعیت پر یقیناً صحیح ہے اور ماننے پر ہی تعلیل اول ہے جو تبعیت مانو تو باطل نہ مانو تو باطل۔ مانو تو اس روشن بیان سے جو ابھی سنا اور نہ مانو تو کشتیوں پرندوں کی اپنی ذاتی حرکتیں رہ گئیں سرے سے بنائے دلیل ہی اڑ گئے۔ بالجملة یہ تعلیل علیل کہ ایک ثقیل کے ابطال کلیل۔

تعلیل سوم حرکت یومیہ سب سے تیز حرکت ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ جسم جتنا لطیف تر اس کی حرکت سریع تر۔ ہوا اجسام ارضیہ سے بہت تیز جاتی ہے تو اس حرکت کا فلک ہی کے لئے ثابت کرنا زیادہ مناسب کہ ہوا و نار سے بھی لطیف تر ہے۔

لہ اقول اسکی اتنی تقریر بھی ہم نے کی اصل میں اتنی ہی ہے جو حاشیہ آئندہ میں شرح سے آتی ہے۔ ۱۲ منہ غفرلہ

(تحریر)

چھو۔

اعلیٰ

کہ فلک

کتنا

فلک

رابعہ

حرکت

(تحریر)

طبیعیہ

یہ فلکیہ

لہ ان

بھی نہیں

سے نفی

کہ فلک

اظہر وہ

(تحریر مجسطی مقالہ اولیٰ (فصل ہفتم) یہ صراحتہ نری خطابانی بات ہے (شرح مجسطی)
اقول اس کی نظیر ادھر سے بھی پیش ہوتی ہے کہ اتنے بڑے اجسام کے گھومنے سے
 چھوٹے جسم کا گھومنا آسان ہے (سعدیہ)

اولاً مخالف آسمان کا قائل ہی نہیں اور لطیف معلوم یعنی ہوا کو شریک حرکت مانتا ہے،
 ثانیاً فلک کے الطف ہونے پر کیا دلیل۔ اگر علو کے عناصر میں دیکھ رہے ہیں کہ ہوا الطف
 اعلیٰ ہے اور یہ ان سے بھی اعلیٰ تو ان سے بھی الطف۔

اقول یہ فلک میں میل مستقیم ماننا ہوگا جو فلسفہ قدیمہ کی بنا ڈھا دیگا اس کی تصریح ہے
 کہ فلک جب ثقیل نہ ہو خفیف بھی نہیں۔ اگر کہئے اس کی لطافت یہ کہ نظر نہیں آتا۔
اقول اولاً اس میں نارو ہوا بھی شریک، ثانیاً عدم لون نظر نہ آنے کو کافی اگرچہ
 کتنا ہی کثیف ہو۔ ثالثاً نظر نہ آنا تمہاری جہالت ہے یہ سقف نیل گوں کہ نظر آرہی ہے یقیناً
 فلک قرعے جس کا اسلامی بیان خاتمہ میں آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ پھر اصل تعلیل پر ثالثاً و
 (ابعداً رد و رد اور زیر تعلیل ششم آسان ہیں۔ تعلیل چہارم جرم لطیف متشالاجزائی فلک سے
 حرکت مستدیرہ کی نفی اور جسم کثیف مختلف الاجزائی یعنی ارض کے لئے اثبات خلاف طبعیات ہے۔
 (تحریر مجسطی)

اقول اولاً ان کے نزدیک فلک کہناں تو نفی نفی موضوع ہے ثانیاً اجزائے زمین
 طبعیت میں مختلف نہیں کہ مثل فلک بسیط ہے اور امور زائدہ میں اختلاف جیسے جہاں ارباب
 یہ فلکیات میں بھی معلوم و مشہود کامل و مہتمات و مدار میں کو اکب اور ان کی حرکات و جہات اول

لہ ان اعتراضوں سے کہ اکثر دلائل آئندہ پر بھی آئیں گے یہ دکھایا گیا ہے کہ تعلیل جس طرح تحقیقاً صحیح نہیں یوہیں الزامی
 بھی نہیں ہو سکتی ۱۲ منہ غفرلہ شرح برجندی میں پہلے ہی فقرے کو ایک دلیل ٹھہرایا کہ جرم لطیف متشالاجزائی
 سے نفی خلاف طبعیات ہے اور دوسرے فقرے کو دلیل سابق کا جز ٹھہرایا کہ جرم کثیف کے لئے اثبات یہجائے کہ ہوا
 کہ فلک سے کم لطیف ہے وہ تو اجسام ارضیہ سے اشرع ہے تو حرکت مستدیرہ فلک ہی کو انبساط انتہائی اور
 اظہر وہ ہے جو ہم نے کیا ۱۲ منہ غفرلہ

جب یہ ان آٹھ افلاک میں منافی بساطت نہ ہوا فلک اعظم میں ہو تو کون مانع - عدم علم عدم
 نہیں ثالثا کون سا طبیعیات کا مسئلہ ہے کہ کثافت مانع حرکت مستدیرہ ہے غایت یہ کہ
 الطف السبب ہے تو محض خطابت ہوئی - رابعا ہوا سے نفی ہوئی تو حرکت طبعیہ ارض کی قسریہ
 پر کیا اعتراض، خامسا، سادہ سنا زیر تعلیل ششم، تعلیل پنجم فلک میں مبدل مستدیرہ
 اور زمین میں مبدل مستقیم تو دونوں کی طبیعت متضاد کہ اگر زمین حرکت مستدیرہ قسری تو اس
 میں شریک فلک ہو جائے اور اشتراک ضدین جائز نہیں (تحریر محضی) علامہ برہنہ نے شرح میں
 اس پر دو اعتراض کئے۔

اول تمہارے نزدیک فلک پر خرق محال تو کیوں کر معلوم ہوا کہ اس کے اجزائیں میل
 مستقیم نہیں۔

دوم کیا محال ہے کہ اجزائیں میل مستقیم ہیں اور گل میں میل مستدیرہ۔

اقول اولاً جب تجزیہ فلک محال ہو تو محال کی نسبت یہ پوچھنا کہ کہاں سے جانا کہ اس
 میں میل مستقیم نہیں کیا معنی ثانیاً استحالة خرق بر بنائے استحالة میل مستقیم ہی کہتے ہیں
 اور اس کا استحالة فلک واجزا دونوں پر ایک ہی دلیل میں دیتے ہیں اگرچہ وہ مبطل اور ان کے
 دلائل باطل کلام اس تقدیر پر ہے۔ ثالثاً جزو کل کی جب طبیعت معتد ہے جیسے زمین و کلوخ
 تو مقتضائے طبع کا انجام لازم۔ علامہ سے ایسے اعتراضوں کا تعجب ہے صحیح اعتراض ہم بنائیں،
 فاقول اولاً مخالف فلک ہی کا قائل نہیں اس میں مبدل میل مستدیرہ درکنار ثانیاً

نہ وہ زمین میں مبدل میل مستقیم ہانے ڈھیلے کا گرنا جذب سے ہے ثالثاً تمہارے نزدیک فلک
 کی حرکت مستدیرہ طبعی نہیں زمین میں طبعی ہو تو متضاد طبائع کا مقتضائے اشتراک کب ہو اور
 محال ہی ہے۔ رابعاً یہی کہ بفرض غلط باطل ہوئی تو حرکت طبعیہ - قسریہ کو اشتراک سے
 کیا علاقہ خامسا و سادہ سنا و سابعا عنقریب - تعلیل ششم حرکت میں نئی نئی وضعین بدلنے کو

سہ یہ دونوں اعتراض ہم نے حدائق میں دیکھنے تھے اور کمان تھا کہ یہ اس کی اپنی جہالات کثیرہ سے ہیں
 مگر شرح محضی دیکھنے سے کھلا کہ وہ آخذ ہے۔ ۱۲ منہ غفرلہ

ہوتی ہے نہ

حضری نے

اقول او

مستدیرہ

مستدیرہ

التوفیق

حاجت نہ

متحد ہوتے

یا توں میں فا

فلک سے تہ

سما

کر رہا ہے اور

سب سے اخ

کے موافق متحر

سابعا فز

کو حرکت سے

کافی نہ جانا نہ

فلک ہی سے

بدلیں گی۔ تا

نفرت یا ہر چیز

ہم نے الکلا

ہی ضرور نہیں نہ

تعلی

لہ یہ ہیں غور

ہوتی ہے زمین کو اس کی حاجت نہیں کہ گردش فلک سے خود اس کی وضعیں بدل رہی ہیں فاضل
حضری نے اسے نظر کر کے کہا فیہ مافیہ

اقول اولاً مخالف منکر فلک ثانیاً گردش فلک ثابت ثالثاً نہ اس میں مبدع میل
مستدیر ثابت رابعاً بلکہ ہم نے ثابت کیا ہے کہ اصول فلسفہ قدیمہ پر فلک کی حرکت
مستدیرہ محال، یہ سب باتیں و تعلیل ہمارے کتاب الکلمۃ المہمۃ میں ہیں وباللہ
التوفیق یہ تینوں وجہیں تعلیل پیچم پر کبھی رد ہیں اور اخیر کی دو تعلیل سوم و چہارم پر خامسا
حاجت نہ ہونا اس وقت ہوتا کہ فلک و ارض میں اقطاب و جہت و قدر حرکت سب
متحد ہوتے ان میں کسی کا اختلاف تبدیل وضع میں تبدیل کر دینا زمین کو کیا ضروری کہ سب
باتوں میں فلک کے موافق ہی حرکت کرے اور جب کسی بات میں مخالف کی تو ضروری حرکت

فلک سے تبدیل اور طرح کی ہوگی اور حرکت ارض سے اور طور کی پھر استغناء کیوں

سادسا فرض کیا کہ زمین موافقت پر مجبور تو ہم دیکھتے ہیں فلک الافلاک حرکت یومیہ
کر رہا ہے اور فلک البروج درقول مثل متفق اقطاب و جہت و مقدر پر ایک سی حرکت ہے اگر
سب سے اختلاف ضرور تو یہ آٹھوں متفق کئے اور اگر بعض سے کافی تو زمین اگر فلک الافلاک
کے موافق متحرک ہو تو ان آٹھ کی مخالفت ہے ان آٹھ کے موافق تو اس ایک سے پھر استغناء کیسا
سابعا فرض کیا ہے کہ سب افلاک ایک سے متحرک ہوں اور زمین بھی ان کے موافق پھر بھی زمین
کو حرکت سے کون مانع تھا وہ ذی شعور ہیں جانکر بھی اوروں کی حرکت کو کسی نے اپنے لئے
کافی نہ جانا زمین کو کیا خبر کہ اور بھی کوئی اسی حرکت سے متحرک ہے میں کیوں کروں۔ سامنا
فلک ہی سے وضعین بدلنا کیا ضرور کرہ نار اگر متحرک ہے ہوا و آب تو ساکن ہیں ان سے وضعین
بدلیں گی۔ تا سعا مخالف کے نزدیک زمین کی حرکت وضع بدلنے کو نہیں بلکہ جذب سے
نفرت یا ہر چیز کے کسب نور و حرارت کے لئے جس کی تقریر تخر ۳۳ گزری عاشورہ بلکہ
ہم نے الکلمۃ المہمۃ کے مقام نہم میں روشن کیا ہے کہ حرکت کے لئے کوئی عرض
ہی ضرور نہیں نفس کی حرکت بھی مطلوب طبع ہو سکتی ہے۔

تعلیل ہفتم جس پر تذکرہ سے آج تک اعتماد ہوا بلکہ طوسی پھر جوینی نے شمس

لہ یوہن طوسی کے تلمیذ فردینی نے حکمت العین میں دلیل ۹۸ کو رد کر کے ۱۲ منہ غفر

بازغہ میں ۹۰، ۹۱ دو صحیح دلیلوں کو رد کر کے اسی پر مدار رکھا کہ طبعیت زمین میں مبذیل مستقیم ہے جو ڈھیلا کرنے سے ظاہر اور جس میں مبذیل مستقیم ہونا محال ہے کہ بالطبع حرکت مستدیرہ بری اور ہدیہ میں اسے یوں تعبیر کیا کہ اس میں مبذیل مستدیرہ نہیں ہو سکتا۔

اقول یہ دلیل بھی ثلثہ الزامی ہو سکتی ہے نہ تحقیقی اولاً مخالف میل کا قائل نہیں۔ ثانیاً وہ حرکت مستدیرہ طبعی نہیں مانتا بلکہ جذب شمس و نافریت سے مقتضار نافریت پر جاتی تو طبعی ہوتی اور بوقت جذب اس کا حدوث منافی طبعیت نہ ہوتا کہ حرکت طبعیہ حدوث منافرہ ہی کے وقت ہوتی ہے مگر وہ پنج میں ہو کر نکلی یہ ہرگز مقتضائے طبع نہیں۔ ثالثاً طبعیہ کا رد ہوا قسریہ سے کیا مانع ۹۰۔ مبذیل ایک طبعی دوسری قسری کا اجتماع جائز بلکہ واقع ہے اور پھینکا ہوا پتھر دونوں کا جامع ہے۔

تعلیل ہشتم حرکت زمین طبعی و ارادی نہ ہونا ظاہر قسری یوں نہیں ہو سکتی کہ ان کے نزدیک دائمہ ہے اور قسری کو دوام نہیں ورنہ وجوہ میں تعلیل لازم آئے۔ فاضل حضری نے اُسے بھی نقل کر کے فیہ مافیہ کہا اور علامہ برجندی نے شرح محسلی میں یوں تفصیل کی طبعیہ نہیں ہو سکتی کہ میل مستقیم رکھتی ہے نہ ارادیہ کہ ارادہ کا نفس ہے اور عناصر سے نفس متعلق نہیں ہوتا مگر بعد ترکیب نہ قسریہ کہ ان کے نزدیک ازلی ہے اور قسری کا ازلی ہونا محال طبعیات میں ان سب پر براہین ہیں اور عرضیہ نہ ہونا ظاہر تو زمین کو کسی طرح حرکت مستدیرہ نہیں پھر کہا یہ برہان تام ہے۔

اقول اولاً نفی طبعیہ کی اس وجہ پر کلام گزرا ہاں ایک اور وجہ ہے جس پر کلام ہماری کتاب الکلمۃ السلمۃ میں ہے ثانیاً زمین کا ذات ارادہ نہ ہونا فریقین کو مسلم ورنہ قبل ترکیب تعلق نفس کا امتناع منوع ثالثاً ہیأت جدیدہ قائل حدوث زمین ہے جیسا کہ یہی حق ہے توقیفہ دائمہ نہیں فعلیہ ہے۔ رابعاً باطل ہوئی تو ازلیت نہ کہ حرکت خاصاً ہمارے نزدیک یہ مقدمہ کہ قسری ازلی نہیں یوں حق ہے کہ ازل میں کوئی شے قابل مقسوریت نہ ہو لے کا بتی مذکور نے مطلق کہا کہ اس کو حرکت مستدیرہ محال ۱۲ منہ غفرلہ ۱۱ یعنی تعلیل سوم سے ہشتم ایک چاروں تعلیلوں کا بھی یہی حال تھا جیسا کہ ان کے ردوں سے ظاہر ہوا۔ ۱۲ منہ غفرلہ

نہیں کہتی کہ عالم بجمع اجزائے حادث ہے فلسفہ اس پر کیا دلیل رکھتا اس کے رد میں ہماری کتاب
الکلمۃ السلیمہ کا مقام دوازدہم ہے۔

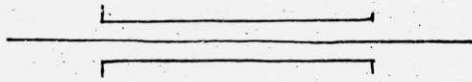
تعلیل نہم ان کے نزدیک یہ حرکت غیر متناہیہ ہے تو قوت جسمانی سے اس کا

صدور محال، خضریٰ نے اسے قریب کہا۔

اقول اولاً حرکت کا ابطال نہ ہوا بلکہ لامتناہی کا ثانیاً وہ ضرور اسے حادث
ابدی غیر منقطع اور قاصر کو قوت جسمانی یعنی جذب شمس ہی مانتے ہیں تو دلیل اگرچہ تحقیقی ہوتی
کہ حرکت منقطعہ بارہ وہ الہیہ کا استحالة ثابت نہ کرتی مگر الزامی تھی اگر یہ مقدمہ صحیح ہوتا کہ قوت
جسمانیہ کا انقطاع عقلاً واجب لیکن ہیات جدیدہ کہ اس کا تسلیم ہونا درکنار فلسفہ یونان
پر بھی ثابت نہیں اس کے روشن بیان میں ہماری کتاب الکلمۃ السلیمہ کا مقام ۲۲ ہے۔

نوٹ : مکملہ کے بعد کا صفحہ ہی نہیں ہے۔

(اصل میں یہیں ختم ہے)



فرہنگ اصطلاحات

عبدالنعیم عزیز سی

Vapour	بخار	Fraction	اغشاریا
Bisector	تناصف	Atom	اجزائے لائیٹجری
Bisection	تنصیف	Altitude, Elevation	ارتفاع
Difference	تفاوت	Atlantic	اوقیانوس
Star	شایستہ	Cardinal Numbers	آحاد
Seconds	ثانیے	Direction	البعاد
Heavy	ثقیل	Disjunction	الفصال
Taurus	ثور	Multiplicand	اضما
Caprican	جدی	Vertical	انتصابی
Factor	جز و ضربی	Transformation	استحوالہ
Attraction	{ جاذبہ جاذبیت	Uranus	اورانوس
Body	جسم	Leo	اسد
Atomic	جوہری	Inversely Proportional	بالعکس متناسب
Atomical	جوہری فردہ	Elliptical	بیضی
Inertia	جمود	Red Sea	بحر احمر
Piscus	حوت	Specific Sea	بحر الکاہل
		Ecliptics	بروج

Heavenly	سماوی	Aerics	حل
Earth - Level	سطح ارض	Heat	حرارت
Virgo	سنبله	Acute	حاده
Side	ضلع	Motion	حرکت
Length	طول	Volume	حجم
Vertical	عمودی	Depth	حقیض
Breadth	عرض	Straight line	خط مستقیم
Transverse	عرضی	Equator	خط استوا
Depth	عمق	Tangent line	خط مماس
Perpendicular	عمود	Vertical line	خط عمود
Element	عنصر	Vacuum; Space	خلأ
Scorpion	عقرب	circle	دایره
Mercury	عطارد	Aquarius	دلو
Natural force	قوت طبیعی	Smoke	دخان
Power of concen- -tration	قوت ماسکه	Minutes	دقیقه
Conjunction of Planets	قیران	Moisture	رطوبت
Poles	قطبین	Saturn	زحل
Minor Diameter	قطر اصغر	Earth	زمین
Diameter	قطر	Angle	زاویه
Arc	قوس	Venus	زهره
Celestial sphere	کره فلک	Zenith	سمت الراس
Fraction	کسر	Planets	سیارے
Law	سکایہ قوانون	Cancer	سرطان
Heavy	کثیف		

Recursion	متوالی اعشاریه	Electricity	کهربا
Decimal		Sphere, globe	کره
Concave		Equalize	معدل
Equilateral	متساوی الاضلاع	Pore	مسام
Scalene	مختلف الاضلاع	Cubic	مکعب
Zodiac	منطقه البروج	Jupiter	مشتری
Triangle	مثلث	Focus	محرَق
Light	نور	Axis	محور
Solar System	نظام شمسی	Mars	مریخ
Translatory	ناقله	Circumference	محیط
Point of Intersection	نقطه تقاطع	Level, Plane	مستوی
Neptune	نیپ چون	Celestial	معدل النهار
Points	قطبین	Equator	
Points	نطاق	Focus	ماسکه
Repulsion	نافره	Straight	مستقیم
	نافریت	Sphere	متدیر
Hypotenuse	وتر	Belt, Zone	منطقه
		Tangent	ماس
		Orbit	مدار
		Magnet	مقناطیس
		Resistance	مقاومت
		Square	مربع
		Geonstruction	هندس
		Momentum	معیار حرکت